پاکستانی ذرائع ابلاغ میں لباس کا استعمال اور اس کے معاشرے پر اثرات

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

تنقیدی جائزہ

تحقیقی مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ

مقالہ نگار

اصغر علی

ایم فل، علوم اسلامیہ

نگران مقالہ

ڈاکٹر منزہ سلطانہ

اسسٹنٹ پروفیسر

شعبہ علوم اسلامیہ، نمل

شعبہ علوم اسلامیہ

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

دسمبر ۲۰۱۹

پاکستانی ذرائع ابلاغ میں لباس کا استعمال اور اس کے معاشرے پر اثرات

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

تنقیدی جائزہ

تحقیقی مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ

مقالہ نگار

اصغر علی

ایم فل، علوم اسلامیہ

نگران مقالہ

ڈاکٹر منزہ سلطانہ

اسسٹنٹ پروفیسر

شعبہ علوم اسلامیہ، نمل

شعبہ علوم اسلامیہ

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

دسمبر ۲۰۱۹

بسم الله الرحمن الرحيم

منظوری فارم برائے مقالہ ودفاع مقالہ

(Thesis and Defense Approval form)

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالہ کے دفاع کو جانچا ہے،وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف سوشل سائنسز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالہ بعنوان: **پاکستانی ذرائع ابلاغ میں لباس کا استعمال اور اس کے معاشرے پر اثرات** (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

Topic: Dressing on Pakistani Media and its impact on society.
(in the light of Islamic teachings)

نام ڈگری: ایم فل علوم اسلامیہ

نام مقالہ نگار: اصغر علی

رجسٹریشن نمبر: 1199/MPhil/IS/S16

ڈاکٹر منزہ سلطانہ
(نگران مقالہ) ____________________ نگران مقالہ کے دستخط

پروفیسر ڈاکٹر شاہد صدیقی
(ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز) ____________________ ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز کے دستخط

بریگیڈیئر محمد ابراہیم
(ڈائریکٹر جنرل) ____________________ ڈائریکٹر جنرل کے دستخط

تاریخ: ____________________

حلف نامہ فارم

(Candidate declaration form)

میں اصغر علی ولد محمد طیب

رجسٹریشن نمبر MP/IS/AS16ID/022

طالبعلم، ایم فل، شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) اسلام آباد حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ مقالہ بعنوان: **پاکستانی ذرائع ابلاغ میں لباس کا استعمال اور اس کے معاشرے پر اثرات** (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

Topic: Dressing on Pakistani Media and its impact on society.

(in the light of Islamic teachings)

ایم فل علوم اسلامیہ کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے سلسلہ میں پیش کیا گیا ہے، اور محترمہ **ڈاکٹر منزہ سلطانہ** اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ نمل کی نگرانی میں تحریر کیا گیا ہے، راقم الحروف کا اصل کام ہے، اور یہ کہ مذکورہ کام نہ تو کہیں اور جمع کروایا گیا ہے، نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے اور نہ ہی مستقبل میں کسی بھی ڈگری کے حصول کے لئے کسی دوسری یونیورسٹی یا ادارے میں میری طرف سے پیش کیا جائے گا۔

نام مقالہ نگار: اصغر علی

دستخط مقالہ نگار: ____________

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

انتساب

میں اپنی اس ادنیٰ سی کاوش کو اپنے والدین، اساتذہ اور ان دوستوں کے نام کرتا ہوں جنہوں نے میری تعلیمی زندگی میں رہنمائی اور مدد فراہم کی۔ جن کی کوششوں کی بدولت آج میں اس مقام پر پہنچا۔

اظہار تشکر

من لم یشکر المخلوق لم یشکر الخالق

میں اپنے تمام محسنوں کا جنہوں نے مقالہ نگاری کے دوران تعاون اور مدد کی ان سب کا شکر گزار ہوں۔ خصوصاً **ڈاکٹر منزہ سلطانہ صاحبہ**، اسسٹنٹ پروفیسر نمل کا جن کی شفقت اور نگرانی کی وجہ سے میں آج اس قابل ہوا ہوں۔

اس کے علاوہ شعبہ علوم اسلامیہ کے تمام فیکلٹی ممبرز خصوصاً جن کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی جناب پروفیسر ڈاکٹر عبد الغفار بخاری، صدر شعبہ علوم اسلامیہ، ڈاکٹر نور حیات خان، ڈاکٹر محمد شاہد ترمذی، ڈاکٹر عافیہ مہدی، ڈاکٹر راؤ فرحان علی، ڈاکٹر سمیہ رفیق، ڈاکٹر ارم سلطانہ و دیگر اساتیذ کرام کا شکر گزار ہوں جن کی کوشش اور لگن ہمیشہ شامل حال رہی۔

تحقیقی مراحل میں جن دوستوں نے مدد کی خصوصاً جناب الیاس بشوی، شریف نفیس اور نیاز شیدائی صاحبان جنہوں نے میرے لئے اپنے قیمتی لمحات دئے، ان سب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

رموز و اشارات

تحقیق کے دوران مندرجہ ذیل رموز و اشارات کو اختیار کیا گیا ہے۔

۱۔	﴿ ﴾	آیات قرآنی کے لیے
۲۔	(( ))	احادیث مبارکہ کے لیے
۳۔	" "	اقتباس کے لیے
۴۔	ص	صفحہ کو ظاہر کرنے کے لیے
۵۔	ج	کتاب کی جلد کو ظاہر کرنے کے لیے
۶۔	س ن	سن اشاعت ندارد

Abstract

Dress and clothes are the natural need of every human being and a basic custom of life. That is not only useful for abstaining from coldness and warmth, but also has many physical and spiritual advantages.

Islamic Republic of Pakistan is an Islamic state. Islamic acts have an important role in its laws. Islamic dress had been a tradition of this beloved country. Both men and women were cautious about Islamic dressing (Hijab), there was a concept of mutual modesty; women did not put off scarf (dupatta), but suddenly media war created such situations in the society where words such modesty, hijab and purity only can hear but not in practice.

The thesis will highlight the actual concept of Islamic dressing according to the teaching of Quran and Sunnah and compare with the dressing used on modern Pakistani Electronic Media to point out that the dressing which is being used on Electronic Media is not an Islamic and Ethical dress.

The thesis has four chapters. The first chapter is consisted of introduction and importance of clothes. The second chapter is about the clothes use on Pakistani Electronic Media. The third chapter of the thesis describes the deviations which are being happening in clothes due to media.

The fourth and last chapter is about the way out and solutions to stop deviations and changings in clothes.

In this research article, the author has been reached to the conclusion that most of the costumes used in the media are non-Islamic.

PEMRA should set out useful laws at the government level and make a strategy to apply Eastern and Islamic style clothing to all TV channels. Similar steps should be taken at the public level that parents do not to play such programs on TV at home which show nudity and infidelity.

فہرست عناوین

انتساب iv
اظہار تشکر v
رموز و اشارات vi
Abstract vii
مقدمہ x
باب اول: لباس کا تعارف اور اس کی اہمیت ۱
فصل اول: لباس کا مفہوم، ضرورت و اہمیت اور تاریخی حیثیت ۳
فصل دوم: لباس قرآن و سنت کی روشنی میں ۱۴
فصل سوم: لباس کے آداب و شرائط ۲۶
فصل چہارم: لباس کے انسانی زندگی پر اثرات ۴۴
باب دوم: پاکستانی ذرائع ابلاغ میں لباس کا استعمال ۵۳
فصل اول: ذرائع ابلاغ کے مفہوم اور مقاصد ۵۵
فصل دوم: پاکستان میں الیکٹرانک میڈیا ذرائع ابلاغ کے ذریعے جدت لباس کا جائزہ؛ سروے رپورٹ ۸۲
فصل سوم: پاکستانی الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے غیر اسلامی لباس کا فروغ: مشاہدات ۱۱۱
باب سوم: ذرائع ابلاغ کے ذریعے لباس میں رونما ہونے والی تبدیلیاں اور خرابیاں ۱۴۳
فصل اول: اسلامی اقدار و روایات سے دوری ۱۴۴
فصل دوم: مغربی ثقافت کا فروغ ۱۴۹
فصل سوم: فحاشی اور بے حیائی کا رجحان ۱۵۴
فصل چہارم: اخلاقی اقدار کا انحطاط ۱۵۹
باب چہارم: لباس سے متعلق ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہونے والی خرابیوں کا سد باب ۱۶۵
فصل اول: قرآن مجید و سنت مطہرہ کی تعلیمات کی روشنی میں ۱۶۶
فصل دوم: ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسلامی لباس کی اہمیت و ضرورت کو اجاگر کرنا ۱۷۷
فصل سوم: دستور پاکستان میں موجود اسلامی دفعات اور پیمرا کے ضابطہ اخلاق کے نفاذ کے ذریعے ۱۸۶
فصل چہارم: والدین کا بچوں کی تعلیم و تربیت پر توجہ کے ذریعے ۱۹۵
خلاصہ: ۲۰۵
نتائج: ۲۱۰
سفارشات: ۲۱۲

فہرست آیات ۲۱۴
فہرست احادیث ۲۱۷
اعلام ۲۱۹
اماکن ۲۲۰
مصادر و مراجع ۲۲۱

مقدمہ

لباس اور ستر پوشی ہر انسان کی فطری خواہش وضرورت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

﴿يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ قَدۡ أَنزَلۡنَا عَلَيۡكُمۡ لِبَاسٗا يُوَٰرِي سَوۡءَٰتِكُمۡ وَرِيشٗا﴾[۱]

ترجمہ: اے فرزندان آدم! ہم نے تمہارے لئے لباس نازل کیا جو تمہارے شرم کے مقامات کو چھپائے اور تمہارے لئے آرائش (بھی) ہو۔

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اہل اسلام کو بلکہ تمام بنی ادم کو مخاطب کر کے لباس ان کے لئے اپنی طرف سے بیش قیمت تحفہ اور عظیم نعمت قرار دیا ہے۔ اور لباس کے بنیادی فوائد بھی واضح کر دئے ہیں جو یہ ہیں۔

لباس اور ستر پوشی پر مہذب اور باشعور قوم کی بنیادی اور لازمی ضرورت اور ضابطہ حیات ہے۔ جس سے نہ صرف انسان ظاہری گرمی وسردی سے بچ سکتا ہے بلکہ روحانی اور معنوی لحاظ سے بھی اس کے بے شمار فوائد ہیں۔

جہاں تک تعلق ہے اسلامی لباس کی تاریخ کا یعنی ابتداء میں اسلامی لباس کیا تھا؟ عورتوں کا لباس کیا تھا؟ اور مردوں کا کیا تھا؟ اس بارے میں ہمارے پاس تین انبیاء ورسل علیہم السلام کے واقعات سے کچھ اس طرح اشارہ ملتا ہے۔ ایک واقعہ تو حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکہ کا ہے کہ جب اس کی پنڈلی کھل گئی تھی اور دوسرا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت شعیبؑ کی دختر کا ہے، کہ جب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رہنمائی کر رہی تھی اور تیز ہوا کی وجہ سے ان کا ٹخنہ کھلتا جارہا تھا تو اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو اپنے پیچھے آنے کو فرمایا تھا اور تیسرا حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ہے جس کی تفصیل سورہ یوسف میں ہے اسی بارے میں قرآن پاک میں قمیص کا ذکر ہے:

﴿وَجَآءُو عَلَىٰ قَمِيصِهِۦ بِدَمٖ كَذِبٖۚ﴾[۲]

چنانچہ وہ یوسف علیہ السلام کے کرتے پر جھوٹا خون لگا کر لے آئے۔

۱۔ اعراف: ۷/ ۲۶

۲۔ سورہ یوسف: ۱۲/ ۱۸

﴿وَٱسۡتَبَقَا ٱلۡبَابَ وَقَدَّتۡ قَمِيصَهُۥ مِن دُبُرٖ وَأَلۡفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا ٱلۡبَابِۚ﴾[1]

ترجمہ: دونوں دروازے کی طرف دوڑ پڑے اور اس عورت نے یوسف علیہ السلام کا کرتہ پیچھے سے پھاڑ دیا اتنے میں دونوں نے اس عورت کے شوہر کو دروازے پر موجود پایا۔

لباس جہاں انسانی شعار میں سے ہے وہیں اسلام جو کہ ایک مکمل نظام حیات دیتا ہے، نے بھی اس کے کچھ آداب، حدود و قیود متعین کئے ہیں تاکہ اس کے منفی اثرات سے بچا جا سکے اور مثبت اثرات مرتب کئے جا سکے۔

موجودہ بین الاقوامی میڈیا نے لباس کے اخلاقی اور شرعی حدود کو سبوتاژ کر کے لوگوں کو جدت پسندی کے نام پر بے حیائی کی طرف راغب کیا ہے۔ جس کے نتیجے میں معاشرے سے اخلاقی اقدار دم توڑ رہے ہیں، بے حیائی اور عریانیت کو فروغ مل رہی ہیں، نکاح کی شرح میں کمی اور طلاق کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے۔

مقالہ ہذا میں اسلامی تصور لباس اس کے آداب و شرائط، حدود و قیود اور موجودہ پاکستانی ذرائع ابلاغ بالخصوص الیکٹرانک میڈیا میں اس کا کس حد تک استعمال ہو رہا ہے، اس سے معاشرے پر کس قسم کے اثرات مرتب ہو رہے ہیں اور ان کا تدارک کس طرح ممکن ہے۔

اہمیت موضوع:

عصر حاضر میں تہذیب و تمدن اور ترقی و شائستگی کا معیار و مفہوم بدل چکا ہے۔ عصر حاضر میں جہاں اور بے شمار فتنے و خرافات نسل انسانی اور اسلامی اقدار کی پامالی اور امت مسلم کی آزمائش بن رہی ہیں وہاں لباس و ستر پوشی کے معاملے میں بھی انسانیت کا معیار بہت گر چکا ہے۔ شیطانی قوتیں اسی پہ صرف ہو رہی ہے کہ کسی طرح جدت پسندی کے نام پر بے لباسی اور مختصر لباس کے نت نئے انداز میں انسان کو مبتلا کر کے بے لباس کیا جائے، یہ کوئی نیا فتنہ و آزمائش نہیں بلکہ شیطان کی وہ کوشش و محنت ہے جو آغاز آدم سے ہی جاری ہے، جس کی طرف رب کائنات نے قرآن مجید میں پہلے ہی وضاحت کر کے مسلمانوں کو خبردار کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ لَا يَفۡتِنَنَّكُمُ ٱلشَّيۡطَٰنُ كَمَآ أَخۡرَجَ أَبَوَيۡكُم مِّنَ ٱلۡجَنَّةِ يَنزِعُ عَنۡهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوۡءَٰتِهِمَآۚ﴾[2]

۱۔ یوسف:۱۲/۲۵

۲۔ الاعراف:۷/۲۷

ترجمہ: اے اولادِ آدم! شیطان تمہیں کہیں اس طرح نہ بہکا دے جس طرح تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوایا اور انہیں بے لباس کیا تاکہ ان کے شرم کے مقامات انہیں دکھائے۔

اس آیت کی رو سے خوب واضح ہوتا ہے کہ شیطانی فتنوں میں سے ایک فتنہ بے لباسی بھی ہے۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کے فرمان کا مفہوم ہے کہ میری امت میں بہت سے فتنوں کا ظہور ہو گا بارش کے قطروں کی طرح مسلسل اور تیزی سے فتنے آئیں گے اور یہ فتنے رات کی طرح تاریک وسیاہ ہونگے۔

عصرِ حاضر فتنہ وفساد، اخلاقی پستی وتباہی، اسلامی اور مذہبی اقدار وروایات کی پامالی اور غلط کاری وبے راہ روی کا ہے، آج کل جہاں اور بہت سی خرابیاں اور خرافات نسلِ انسانی کی پستی کا سبب ہیں وہیں ستر پوشی اور لباس میں بھی انسانیت، حیوانیت سے ہم آہنگ ہے، شیطان اور اس کی ذریت اولادِ آدم اور بناتِ حوّا کو برہنہ یا نیم برہنہ کرکے انسانیت کو شرمسار کرنے پر پوری طاقت وقوت صرف کر رہی ہے، کبھی تہذیب وشائستگی اور ترقی وخوشحالی کے نام پر بناتِ حوا کو برہنہ یا نیم برہنہ حالت میں گلی، کوچوں، سڑکوں اور چوراہوں میں لے آتے ہیں اور کبھی آزادیِ نسواں کا خوش نما اور دلفریب نعرہ لگا کر پارکوں، نائٹ کلبوں، ہوٹلوں، کھیلوں کے میدانوں اور خصوصاً فلمی ڈراموں میں عورتوں اور خاص طور پر نوعمر بچیوں کو نیم عریاں نچاتے ہیں، کبھی اس شیطانی مشن کو "ترقی" کا لبادہ اڑھا دیا جاتا ہے تو کبھی "روشن خیالی" سے موسوم کیا جاتا ہے؛ لیکن یہ انسان اور وہ بھی دین ومذہب کا پاسبان اس طاغوتی چال اور شیطانی جال کے دامِ فریب میں بڑی آسانی سے پھنس جاتا ہے، آج مغربی تہذیب وتمدن، بود وباش اور کاٹ چھانٹ کو نوجوان نسل خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں دوڑ کر اختیار کر رہے ہیں، نوجوان لڑکیوں نے ان کی نقل کرتے ہوئے اپنے مستور جسم اور باپردہ بدن کو برملا کھول ڈالا، سر سے اوڑھنی اور دوپٹہ بالکل غائب ہو گیا، باقی لباس بھی یا تو پورے جسم کے لیے ساتر اور چھپانے والا ہی نہیں ہے دونوں ہاتھ اوپر تک کھلے ہوئے ہیں، دونوں پاؤں رانوں تک کھلے ہیں اور حد تو یہ ہے کہ پیٹ اور پیٹھ بھی کھل گئے ہیں اور یا بہت زیادہ باریک لباس ہے، جس سے جسم چھپتا ہی نہیں؛ بلکہ صاف نظر آتا ہے ایسے لباس کا مقصد ستر پوشی نہیں محض زیب وزینت ہوتی ہے اور اگر لباس میں مذکورہ دونوں کمی نہ ہوں تو تیسری کمی اور نقص یہ ہے کہ وہ اتنا چست اور ٹائٹ ہوتا ہے کہ جس سے بدن کا نین ونقش، نشیب وفراز خوب ظاہر ہوتا ہے، ایسا لباس جس میں مذکورہ تینوں باتوں میں سے کوئی بھی ہو اس کو پہننے والی عورتوں پر اللہ کے نبی ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

یہی حال نوجوان لڑکوں کا ہے کہ مغربی اقوام کے ساتھ قدم بہ قدم اور شانہ بہ شانہ چلنے کی ہوس میں

ہمارے نوجوان اپنی تہذیب، اپنا خاندانی تمدن اور اسلامی روایات کو بالائے طاق رکھ کر ایسا لباس زیب تن کرتے ہیں جو جسمانی خدوخال کو چھپانے کے بجائے اور زیادہ نمایاں کرتا ہے۔

حالانکہ دوسری قوموں سے مرعوب ہو کر ان کی تہذیب، اُن کا طرز اپنانا تشبہ میں آتا ہے جس پر احادیث میں سخت ترین وعیدیں آئی ہیں کہ جو انسان دنیا میں جس قوم کی شباہت اختیار کرے گا وہ کل قیامت میں انہی کے ساتھ اُٹھایا جائے گا اور اس کا حشر انہیں کے ساتھ ہو گا۔[1]

عصر حاضر میں لباس کا اصل معیار اور مقصد بدل کر فتنوں کی صورت اختیار کرتا جارہا ہے، جس میں ستر پوشی کے بجائے بے حیائی اور بے لباسی کا عنصر نمایاں ہوتا جارہا ہے۔ اس فتنے کے محرکات میں سب سے بڑا محرک ہمارے ذرائع ابلاغ ہے۔

ذرائع ابلاغ ایک ایسی چیز ہے جس سے ناظرین، سامعین یا قارئین بہت جلد متاثر ہوتے ہیں۔

پاکستانی ذرائع ابلاغ میں بے لباسی کو اس قدر فروغ دیا جارہا ہے کہ معاشرے میں مردوزن کا اختلاط، نامحرم کا تصور، خواتین کی بے پردگی، لباس شہرت کا فروغ، نت نئے فیشن اور غیر اسلامی ثقافت اب عام سی بات ہو گئی ہے۔

الیکٹرانک میڈیا میں مختلف قسم کے ڈرامز، فلمیں، اور غیر اخلاقی شوز ہمارے اسلامی ثقافت کو سبوتاژ کیا جارہا ہے۔ ایسے پروگرامز ترتیب دئے جاتے ہیں جو گھر کے افراد ساتھ بیٹھ کر دیکھ بھی نہیں سکتے۔

مقالہ ہذا پاکستانی ذرائع ابلاغ میں لباس کا استعمال اور اس کے معاشرے پر اثرات در اصل اسی بات کی طرف توجہ مبذول کرانے کے لئے انتخاب کیا گیا ہے۔ تاکہ ایک پر امن، صحت مند اور خوشحال معاشرہ کی بنیاد رکھنے میں اکائی ثابت ہوسکے۔

بیان مسئلہ:

اسلامی لباس کا رواج ایک حد تک ہمارے معاشرے میں موجود رہا ہے۔ مرد اور عورت دونوں پردے کا لحاظ کرتے تھے۔ باہمی شرم وحیاء کا تصور موجود تھا۔ خواتین سر سے دوپٹہ نہیں ہٹاتی تھیں لیکن اچانک میڈیا وار نے ایسی تبدیلی معاشرے میں پیدا کی جس نے پردہ، شرم، حیاء، پاکدامنی وغیرہ کو الفاظ تک محدود کر دیا۔

۱۔ سنن ابو داود، ابو داود سلیمان بن اشعث، تحقیق شعیب ارنوط، دار الرسالۃ العالمیہ، ۲۰۰۹ م طبع اولیٰ، رقم ۴۰۳۱، ج ۶، ص: ۱۴۴

مقالہ ہذا میں اسلامی تصور قرآن کو سیرت اور تاریخ اسلام کی روشنی میں اجاگر کر کے جدید پاکستانی ذرائع ابلاغ میں استعمال ہونے والے لباس کے ساتھ اس کا تقابل کیا جائے گا۔ تاکہ اس بات کی طرف نشاندہی کی جاسکے کہ جو ذرائع ابلاغ میں لباس کا استعمال کیا جارہاہے وہ دراصل غیر اسلامی اور غیر اخلاقی ہیں۔

تحدید:

زیر نظر مقالہ میں ذرائع ابلاغ کو محدود کر کے پاکستانی ذرائع ابلاغ کا موجودہ دور اور اس میں سے بھی الیکٹرانک میڈیا(بطور نمائندہ ۸ ٹی وی چینلز) اور راولپنڈی اسلام آباد کے طلباء اور طالبات کو شامل کیا جائے گا۔ وقت اور وسائل کی کمی کے پیش نظر پرنٹ میڈیا، سوشل میڈیا وغیرہ کو اس میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ ذرائع ابلاغ میں لباس کی جدت کے پیش نظر کچھ پرانے دستیاب ویڈیوز کو بھی شامل کیا جائے گا۔

مقاصد تحقیق:

اس تحقیق کے درج ذیل مقاصد ہیں:

۱۔ اسلامی تصور لباس کا جائزہ پیش کرنا

۲۔ ذرائع ابلاغ کا غیر اسلامی لباس کی ترویج واشاعت میں کردار کی نشاندہی کرنا

۳۔ ذرائع ابلاغ میں استعمال ہونے والے لباس کے ذریعے پیدا ہونے والی خرابیوں کی نشاندہی کرنا

۴۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعے لباس میں خرابیوں کا سدباب۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

تحقیقی سوالات:

۱۔ اسلامی تصور لباس کیاہے اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں لباس کی کیا حیثیت ہے؟

۲۔ پاکستانی ذرائع ابلاغ میں کس قسم کے لباس کو فروغ مل رہاہے؟

۳۔ پاکستان میں ذرائع ابلاغ کے استعمال سے لباس میں کیسی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں؟

۴۔ ان تبدیلیوں کے نتائج اور اثرات کیا ہیں؟

۵۔ لباس سے متعلق ہونے والی خرابیوں کا سدباب کس طرح ممکن ہے؟

پس منظری مطالعہ:

لباس کے بارے میں مغربی میڈیا اور ذرائع ابلاغ نے ہمیشہ سے فیشن شوز اور بے حیائی کو فروغ دیا ہے ان کی دیکھا دیکھی میں پاکستانی میڈیا نے بھی بے حیائی کے فروغ میں بہت زیادہ کردار ادا کیا ہے۔

زیر نظر مقالہ سے متعلق جو کتب زیر مطالعہ ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ صحافتی اخلاقیات، ڈاکٹر حسن اختر ناز، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ۱۹۹۰ء

اس کتاب میں ڈاکٹر حسن اختر ناز نے صحافتی اخلاقیات کے متعلق انتہائی مفید اور دلچسپ گفتگو تحریر کی ہیں۔ انہوں نے اس بات کی طرف توجہ مبذول کرانے کی کوشش کی ہے کہ ایک صحافی کو کس طرح ہونا چاہئے اس کو صحافت کے دوران کن چیزوں کا پاس رکھنا ضروری ہے۔ اس کی معاشرہ سازی میں کیا ذمہ داری ہے وغیرہ

۲۔ ذرائع ابلاغ اور تحقیقی طریقے، محمد دلشاد کنور، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ۱۹۹۹ء

اس کتاب میں محمد دلشاد کنور صاحب نے ذرائع ابلاغ کا جو اصل ہدف ہے اس کو بتایا ہے۔ ذرائع ابلاغ کو ایک خاص سمت یعنی تحقیقی سمت کی طرف لے جانے کی کوشش کی گئی ہے۔

۳۔ جدید ابلاغ عام، ڈاکٹر مہدی حسن، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ۲۰۰۲ء

اس کتاب میں ڈاکٹر مہدی حسن صاحب نے ذرائع ابلاغ کی تبدیلیوں اور جدید الیکٹرانک میڈیا وغیرہ کے متعلق بات کی ہے۔

۴۔ لباس کے اسلامی آداب، محمد سلمان، س ن

اس کتاب میں محمد سلمان صاحب نے اسلامی لباس اس کی حدود و شرائط اقسام اور اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔

مجوزہ موضوع پر ما قبل تحقیق:

- لباس الرجل فی ضوء السنة النبویه، مقالہ نگار فیصل قیوم عاصم، نگران مقالہ ڈاکٹر نظام الدین، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد
- مسلمان خواتین کا لباس قرآن وسنت کی روشنی میں، شائلہ طارق (ایم اے لیول) نگرانِ مقالہ ڈاکٹر احمد جان، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

- لباس اور زینت کی اسلامی حدود اور عصر حاضر، سرفراز بانو (ایم اے لیول) نگران مقالہ جناب غلام رسول عدیم، پنجاب یونیورسٹی لاہور
- تبلیغ اسلام میں ذرائع ابلاغ کی اہمیت و کردار، عابدہ اقبال (ایم فل) نگران مقالہ ڈاکٹر محمد ضیاء الحق یوسفزئی، نمل اسلام آباد ۲۰۱۱۔

اسلوب تحقیق:

مقالہ ہذا کی تحقیق کے لئے درج ذیل اسلوب اور لائحہ عمل اختیار کیا جائے گا

۱۔ مقالہ کی تحقیق کا کچھ حصہ بیانیہ ہو گا اور کچھ حصے میں مشاہدات و طلباء و طالبات سے آراء لے کر نتائج مترتب کیا جائے گا۔

۲۔ موضوع سے متعلقہ تمام کتب سے بغیر کسی تفریق کے استفادہ کیا جائے گا۔

۳۔ اس موضوع سے متعلق ماہرین و علماء سے رہنمائی لی جائے گی۔

۴۔ موضوع سے متعلق سوالنامے (Questionare) نوجوانوں طلباء و طالبات میں تقسیم کر کے ان کی آراء سے بھی استفادہ کیا جائے گا۔

۵۔ پاکستانی الیکٹرانک میڈیا کے چند نمائندہ چینل کے منتخب پروگراموں کا مشاہدہ کر کے نتائج مرتب کئے جائیں گے۔

۶۔ حوالہ جات اور دیگر طریقہ تحقیق میں یونیورسٹی کے فارمیٹ پر عمل کیا جائے گا۔

۷۔ جدید تحقیق کے ذرائع انٹرنیٹ اور اسلامی سافٹ ویئرز سے بھی دستاویزی مطالعہ کیا جائے گا۔

ابواب بندی:

باب اول: لباس کا تعارف اور اس کی اہمیت

فصل اول: لباس کا مفہوم، ضرورت واہمیت اور تاریخی پس منظر

فصل دوم: لباس قرآن وسنت کی روشنی میں

فصل سوم: لباس کے آداب وشرائط

فصل چہارم: لباس کا انسانی زندگی پر اثرات

باب دوم: پاکستانی ذرائع ابلاغ میں لباس کا استعمال

فصل اول: ذرائع ابلاغ کا مفہوم، ضرورت واہمیت اور آداب ومقاصد

فصل دوم: پاکستان میں الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے جدت لباس کا جائزہ

فصل سوم: پاکستان میں الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے غیر اسلامی لباس کا فروغ

باب سوم: ذرائع ابلاغ کے ذریعے لباس میں رونما ہونے والی تبدیلیاں اور خرابیاں

فصل اول: اسلامی اقدار وروایات سے دوری

فصل دوم: مغربی ثقافت کا فروغ

فصل سوم: فحاشی اور بے حیائی کا رجحان

فصل چہارم: اخلاقی اقدار کا انحطاط

باب چہارم: لباس سے متعلق ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہونے والی خرابیوں کا سد باب

فصل اول: قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں

فصل دوم: ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسلامی لباس کی اہمیت وضرورت کو اجاگر کرنا

فصل سوم: دستور پاکستان میں موجود اسلامی قوانین کے نفاذ کے ذریعے

فصل چہارم: والدین کا بچوں کی تعلیم و تربیت پر توجہ دینے کے ذریعے

خلاصہ

نتائج

سفارشات

مصادر و مراجع

باب اول: لباس کا تعارف اور اس کی اہمیت

فصل اول: لباس کا مفہوم، ضرورت و اہمیت اور تاریخی حیثیت

فصل دوم: لباس قرآن و سنت کی روشنی میں

فصل سوم: لباس کے آداب و شرائط

فصل چہارم: لباس کا انسانی زندگی پر اثرات

فصل اول: لباس کا مفہوم، ضرورت واہمیت اور تاریخی حیثیت

فصل اول

لباس کا مفہوم، ضرورت و اہمیت اور تاریخی حیثیت

لباس کی لغوی تعریف:

لباس عربی زبان کا لفظ ہے اور **وکذالک الملبس واللبس بالکسر**"**ملبس** اور **لبس**" بھی اسی لباس کے ہی معنی میں آتے ہیں۔ **لبوس، اللِبس، الملبس** یہ سب "**اللُبس**" سے اشتقاق ہوا ہے۔ جس کا مطلب ہے **مایلبس** وہ چیز جو پہنی جائے۔[1]

جیسے **لبست الثوب، اَلبس و لَبس**[بالفتح]مصدر ہے جیسے **لبست علیه الامر**۔ اس کی جمع **البسه یالبس** آتی ہے۔[2] **اصل للبس ستر الشئی.**[3]

جیسے ارشاد خداوندی ہے:

﴿ يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ قَدۡ أَنزَلۡنَا عَلَيۡكُمۡ لِبَاسٗا يُوَٰرِي سَوۡءَٰتِكُمۡ وَرِيشٗاۖ وَلِبَاسُ ٱلتَّقۡوَىٰ ذَٰلِكَ خَيۡرٞ ﴾[4]

ترجمہ: اے آدم کی اولاد! تمہارے لیے ہم نے لباس نازل کیا جو تمہارے مقاماتِ شرم کو چھپائے اور تمہارے لیے زینت (بھی) ہو اور سب سے بہترین لباس تو تقویٰ ہے۔

حمید ابن ثور کا شعر ہے

فلما کشفن اللبس عنه مسحنه

باطراف طفل، زان غیلا موشما [5]

۱۔ لسان العرب، ابن منظور، دار صادر بیروت، طبع اولیٰ، ۲۰۰۰، ج ۳، ص:۱۶۱

۲۔ قاموس المحیط، للفیروز آبادی، دار احیاء التراث العربي بیروت، ج ۲، ص:۳۶۲

۳۔ المفردات فی غریب القرآن، راغب اصفہانی، دار المعرفہ بیروت، ص:۴۴۷

۴۔ الاعراف:۷/۲۶

۵۔ لسان العرب، ج ۳، ص:۱۶۱

قرآن کریم میں لباس کا جو ذکر ہوا ہے لغت عرب میں اس کے مختلف معانی وارد ہوئے ہے۔ ان معانی میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ستر: لباس ستر یعنی چھپانے کے معنی میں آتا ہے۔

جیسے اللہ فرماتا ہے:

﴿أُولَٰٓئِكَ لَهُمۡ جَنَّٰتُ عَدۡنٖ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهِمُ ٱلۡأَنۡهَٰرُ يُحَلَّوۡنَ فِيهَا مِنۡ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٖ وَيَلۡبَسُونَ ثِيَابًا خُضۡرٗا مِّن سُندُسٖ وَإِسۡتَبۡرَقٖ مُّتَّكِـِٔينَ فِيهَا عَلَى ٱلۡأَرَآئِكِۚ نِعۡمَ ٱلثَّوَابُ وَحَسُنَتۡ مُرۡتَفَقٗا﴾[۱]

ترجمہ: ان کے لیے دائمی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں وہ سونے کے کنگنوں سے مزین ہوں اور باریک ریشم اور اطلس کے سبز کپڑوں میں ملبوس مسندوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے، بہترین ثواب ہے اور خوبصورت منزل۔

لباس کا یہ معنی لغت عرب میں کلمہ لبس اصل معنی ہے: گویا لبس یعنی ستر الشئی پھر اس سے اس چیز کا استعارہ کیا گیا ہے کہ جس سے انسان مقامات ستر اور بدن کو چھپائے اسے لباس کہتے ہیں۔ جیسے ارشاد خداوندی ہے:

﴿يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ قَدۡ أَنزَلۡنَا عَلَيۡكُمۡ لِبَاسٗا يُوَٰرِي سَوۡءَٰتِكُمۡ وَرِيشٗا﴾[۲]

ترجمہ: اے اولاد آدمؑ ہم نے تمہارے لیے لباس نازل کیا جو تمہارے شرم کے مقامات کو چھپائے اور تمہارے لیے آرائش بھی ہو۔

۲۔ غشاء: یعنی ہر وہ چیز جو انسان کو قبیح سے بچائے۔ اللہ نے زوج اور زوجہ کو اسی معنی میں لباس قرار دیا ہے کیونکہ زوج وزوجہ ایک دوسرے کے لئے ایسے لباس بنتے ہیں جو ایک دوسرے کی طرف آنے والی تمام قباحتوں کا راستہ مسدود کرتے ہیں: اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:

﴿هُنَّ لِبَاسٞ لَّكُمۡ وَأَنتُمۡ لِبَاسٞ لَّهُنَّ﴾[۳]

۱۔ الکهف:۱۸/۳۱

۲۔ الاعراف:۷/۲۶

۳۔ البقرہ:۲/۱۸۷

ترجمہ: وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔

۳۔ تقویٰ، ایمان اور حیاء: قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَلِبَاسُ ٱلتَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ﴾[۱] ترجمہ: اور سب سے بہترین لباس تو تقویٰ ہے۔

۴۔ خلط: لباس چیزوں کو آپس میں مخلوط کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ آیت ﴿وَلَا تَلْبِسُواْ ٱلْحَقَّ بِٱلْبَٰطِلِ﴾[۲] سے مراد ہے **ولا تخلطوا الحق بالباطل**[۳]

ارشاد پروردگار ہے: ﴿وَلَا تَلْبِسُواْ ٱلْحَقَّ بِٱلْبَٰطِلِ﴾ ترجمہ: اور باطل کے ساتھ حق کو نہ ملاؤ۔

اصطلاحی مفہوم:

فقہاء اور محدثین نے لباس کو اس کے معنی حقیقی میں استعمال کیا ہے یعنی ہر وہ چیز جو انسان کے مقامات شرم اور جسم کو چھپائے، گرمی اور سردی سے بچائے۔ جیسے ابن عابدین در المختار میں لکھتے ہیں:

وَهُوَ مَا يَسْتُرُ الْعَوْرَةَ وَيَدْفَعُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ وَالْأَوْلَى كَوْنُهُ مِنْ الْقُطْنِ أَوْ الْكَتَّانِ أَوْ الصُّوفِ عَلَى وِفَاقِ السُّنَّةِ[۴]

"ترجمہ: جو مقامات شرم کو چھپائے، گرمی اور سردی سے بچائے اور سنت کے مطابق کپاس، کتان [السی] یا اون سے بنا ہو۔"

از روئے قرآن مجید بھی لباس کی یہی تعریف ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد رب العزت ہے:

۱۔ الاعراف: ۷/۲۶

۲۔ البقرہ: ۲/۴۲

۳۔ تفسیر ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، تحقیق محمد حسین شمس الدین، دار الکتب العلمیۃ بیروت، طبع اولی ۱۴۱۹ھ، ج۱، ص: ۱۵۰

۴۔ الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین رد المحتار، محمد امین ابن عابدین، تحقیق عادل احمد عبد الموجود و علی محمد معوض، دار عالم الکتب ریاض، ۲۰۰۳ء، کتاب الحضر والاباحہ، ج۹، ص: ۵۰۵

﴿ يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ قَدۡ أَنزَلۡنَا عَلَيۡكُمۡ لِبَاسٗا يُوَٰرِي سَوۡءَٰتِكُمۡ وَرِيشٗا ﴾[1]

"ترجمہ: اے آدم کی اولاد! تمہارے لیے ہم نے لباس نازل کیا جو تمہارے مقاماتِ شرم کو چھپائے اور تمہارے لیے زینت (بھی) ہو اور سب سے بہترین لباس تو تقویٰ ہے۔"

لباس دیگر معانی لغویہ میں بھی استعمال ہوا ہے۔ جیسے قرآن حمید میں عورت کو لباس سے تعبیر کیا۔ فرمایا:

﴿ هُنَّ لِبَاسٞ لَّكُمۡ وَأَنتُمۡ لِبَاسٞ لَّهُنَّ ﴾[2]

"ترجمہ: وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔"

چونکہ زوجین ایک دوسرے کو قبیح افعال سے روکتے ہیں لہذا انہیں لباس سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جیسے راغب اصفہانی مفردات میں لکھتے ہیں:

"كل ما يغطى من الانسان عن قبيح، فجعل الزوج لزوجته لباسا من حيث انه يمنعهاويصدها عن تعاطى القبيح"[3]

ترجمہ: لباس سے مراد ہر وہ چیز جو انسان کو قباحت سے روکے، پس [اللہ نے] زوج کو زوجہ کے لئے لباس قرار دیا اس طرح سے کہ اسے قبیح فعل سے روکتا ہے۔

قرآن حکیم میں لفظِ لباس مجازاً بھی استعمال ہوا ہے جیسے اللہ رب العزت فرماتا ہے:

﴿ فَأَذَٰقَهَا ٱللَّهُ لِبَاسَ ٱلۡجُوعِ وَٱلۡخَوۡفِ ﴾[4]

"ترجمہ: پھر اللہ نے (ان کی حرکتوں کی وجہ سے) انہیں بھوک اور خوف کا ذائقہ چکھا دیا۔"

۱۔ الاعراف:۷/۲۶

۲۔ البقرہ:۲/۱۸۷

۳۔ المفردات فی غریب القرآن، راغب اصفہانی، ص:۴۴۷

۴۔ النحل:۱۶/۱۱۲

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق اہل مکہ کو ستر سالوں تک بھوک اور خوف کے امتحان میں مبتلا رکھا۔[1]
بھوک اور خوف پہننے کی چیزیں نہیں ہیں۔ یہ تشبیہ ہے سخت اور کھردرے لباس سے جو پہننے والے کے لئے باعث اذیت بنتا ہے۔

پس اہل علم نے لباس کی کوئی جامع اصطلاحی تعریف نہیں کی، البتہ لباس کے احکام، شرعی حیثیت، اقسام لباس وغیرہ کے حوالے سے تفصیل دی ہیں۔ محدثین نے کتب احادیث میں لباس کے شرعی احکام اور قواعد سے متعلق فصل، باب اور کتاب تشکیل دی ہیں۔ جن میں لباس سے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی احادیث شریفہ اور آپ کی سیرت طیبہ کو نقل کی ہیں۔ فقہاء و محدثین نے لباس کے مختلف اقسام و اوضاع بنائے ہیں کچھ ملبوسات واجب ہیں کچھ حرام ہیں اور کچھ مستحب تو کچھ مکروہ ہیں اور کچھ مباح بھی ہیں۔

ہم مذکورہ آیات، روایات اور معانی لغوی سے جو اصطلاحی معنی اخذ کرسکتے ہیں وہ یہ ہے:

"وہ چیز جو انسان کا بدن اور مقامات ستر کو چھپائے اور دائرہ شریعت میں رہتے ہوئے انسان کی خوبصورتی اور حسن و زیبا کا باعث بنے اور آداب اسلامی اور اوامر الٰہی کے ساتھ معارض نہ ہو۔"

لباس کا یہ معنی اصطلاحی عام ہے جو قمیص، تہ بند، جبہ، دستار، جوتے، چادر، سمیت جوتے، انگوٹھیاں، چوڑیاں، پائل وغیرہ سبھی کو شامل کرتا ہے۔

۱۔ مجمع البیان فی تفسیر القرآن، ابو علی فضل ابن الحسن الطوسی، مؤسسۃ التاریخ العربی بیروت، ۱۹۹۲ء، طبع اولیٰ، ج۶، ص ۵۰۴

لباس کی ضرورت و اہمیت

یوں تو شرم و حیا انسان کی فطری چیز ہے۔ مقامات شرم کو چھپانا کسی تہذیب و ثقافت کا محتاج ہے نہ رسالت ظاہری کا۔ اس کے لئے رسالت باطنی یا وجدان ہی کافی ہے۔ تاریخ بشریت میں پہلا لباس جس کا تصور قرآن مجید نے دیا ہے وہ ابولبشر جناب آدم علیہ السلام کا وہ لباس ہے جو اللہ نے انہیں جنت میں عطا فرمایا تھا اور جس کے اترنے کا ذکر قرآن میں یوں ملتا ہے۔

﴿فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْءَاتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ﴾[1]

ترجمہ: جب انہوں نے درخت کو چکھ لیا تو ان کے شرم کے مقامات ان کے لیے نمایاں ہو گئے اور وہ جنت کے پتے اپنے اوپر جوڑنے لگے۔

اسی طرح دوسری آیت بھی اسی طرف اشارہ ہے:

﴿يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْءَاتِهِمَا﴾[2]

ترجمہ: انہیں بے لباس کیا تا کہ ان کے شرم کے مقامات انہیں دکھائے۔

پس بے لباس اسے کیا جاتا ہے جس کا لباس ہو۔ اس آیت کریمہ کے مفہوم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جناب آدم علیہ السلام و جناب حوا علیہا السلام جنت کے خلعت میں ملبوس تھے۔ دیگر قرائن قرآنیہ سے پتہ چلتا ہے کہ جنت میں جناب آدم و حوا کا لباس "ریشمی لباس" تھا جسے اللہ نے اہل جنت کا لباس قرار دیا: ﴿وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّن سُندُسٍ﴾[3] باریک ریشم اور اطلس کے سبز کپڑوں میں ملبوس۔ شیطان نے انہیں شجرہ ممنوعہ تک پہنچایا جس کا پھل کھانے کے نتیجے میں دونوں بے لباس ہو گئے۔ جب بے لباس ہوئے تو ﴿يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ﴾[4] اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑنے لگے۔

۱۔ الاعراف: ۷/ ۲۲

۲۔ الاعراف: ۷/ ۲۷

۳۔ الکہف: ۱۸/ ۳۱

۴۔ طٰہٰ: ۲۰/ ۱۲۱

چونکہ سترِ عورت انسان کے فطری تقاضوں میں شامل تھا لہذا نوع بشریت نے ابتداء سے ہی مختلف طریقوں سے شرمگاہ اور مقامات ستر چھپانے کے انتظامات کئے۔ مختلف علاقوں میں مختلف تہذیب و تمدن کی وجہ سے ملبوسات بھی مختلف ہو گئے۔

پس دنیا کی ہر مہذب اور باشعور قوم ستر پوشی اور لباس کو لازم قرار دیتی ہے اور لباس کے بغیر ستر کھول کر رہنا پسند نہیں کرتی، اطرافِ عالم میں شاید کوئی انسانی آبادی اور بستی ایسی ہو جو اس فطری قانون اور انسانی ضابطہ حیاتِ سے انحراف کرتی ہو۔ البتہ جنگلی اور وحشی قوموں کے بارے میں ضرور سنا ہے جو انسانیت سے عاری ہوتی ہیں اور اُن کا رہن، سہن اور بود و باش بالکل جانوروں جیسا ہوتا ہے وہ لباس کیا؟ کسی بھی تہذیبی عمل اور قانونِ انسانیت سے واقف نہیں ہوتیں لہٰذا اُن سے بحث ہی نہیں۔ بات تو خردمند اور باشعور معاشروں کی چل رہی ہے، وہ سب اس فطری خواہش و ضرورت کا پاس و لحاظ رکھتے ہیں اور ہر مہذب معاشرہ و ماحول مردوں کی بہ نسبت عورتوں کی ستر پوشی پر زیادہ توجہ مرکوز کرتا ہے لیکن آج تہذیب و تمدن اور ترقی و شائستگی کا مفہوم بدل کر دجّالی قومیں اور شیطانی نسل فطرت سے بغاوت کر رہی ہیں۔

ہر شریعت اور قوم کے لباس کا اپنا طرہ امتیاز ہے۔ کسی معاشرے میں قمیص و شلوار رائج ہے تو کہیں جبہ و عبا، کہیں پینٹ کورٹ ملبوسات میں شامل ہیں تو کہیں دھوتیاں اور ساڑھیاں اسی طرح پاکستان کے اندر بھی مختلف اقوام کے ملبوسات مختلف ہیں بلوچ قوم قمیص کے ساتھ قریب پانچ گز کی بڑی شلوار پہنتی ہے اور سر پر بلوچی دستار رکھتی ہے۔ پنجابی قوم لنگی اور قمیص اور سر پر پگڑی اسی طرح سندھی قوم اجرک اور سندھی ٹوپی سے اپنی پہچان کرواتے ہیں۔ گلگت بلتستان کے باسی مقامی ٹوپی اور سفید چوغہ کو اپنی شناخت سمجھتے ہیں۔ پھیرن اور پُوٹس کشمیریوں کی شناخت ہے۔ یہ سارے ملبوسات مختلف قوموں کی شناخت کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف قبیلوں میں قرار دیا تاکہ پہچانے جائیں۔

﴿وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا﴾[1]

ترجمہ: ہم نے تمہیں مختلف قوموں اور قبائل قرار دیا تاکہ تم ایک دوسرے کی پہچان کر سکو۔

ملبوسات سے انسانی قبائل اور اقوام کی شناخت ہوتی ہیں۔ لیکن آج دنیا ذرائع ابلاغ کی وجہ سے ایک گلوبل ویلیج بن چکی ہے لہٰذا آج قومیں اپنی شناخت کو بآسانی چھوڑ کر دوسرے اقوام کی شناخت کو قبول کرتی ہیں۔ اپنا مقامی لباس پہننا قدامت پسندی کے زمرے میں شمار کرتی ہیں اور جدید فیشن اپنانے کو فخر سمجھتی ہیں۔ مملکت خداداد پاکستان

۱۔ الحجرات:۴۹/۱۳

میں بھی صورتحال ایسی ہی ہے۔ لوگ بشمول مرد و خواتین اپنے لباس میں احساس کمتری محسوس کرتے ہیں اور جدید لباس کو ترجیح دیتے ہیں۔

پاکستانی ثقافت کسی حد تک اسلامی ثقافت ہے جس میں مردوں کی اکثریت کھلی قمیص شلوار پہنتے ہیں اور خواتین بھی باقاعدہ دوپٹہ اوڑھتی ہیں۔ لیکن گردش زماں کے ساتھ ساتھ اب مردوں کے لئے قمیض شلوار پہننا اور خواتین کا سر پر دوپٹہ رکھنا گویا پتھر والے دور کی علامت سمجھا جانے لگا ہے۔ ان تمام تر تبدیلیوں کی وجوہات پر غور کریں سب سے بڑی وجہ جو ہمیں نظر آتی ہے وہ ذرائع ابلاغ ہے۔[۱]

ڈاکٹر برہان احمد فاروقی لکھتے ہیں:

"انسانی تہذیب کی چار ہزار برس کی تاریخ کا جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ صرف گذشتہ ڈیڑھ سو برس سے انسانیت جدید مغربی تصورات کے زیر اثر آتی ہے اس سے پہلے تمام نوع انسانی کے ذہن پر مشرقی تصورات کی حکومت تھی۔"[۲]

لہذا جب مشرقی تہذیب مغربی تصورات کے زیر اثر آئی تو نہ صرف معاشی و اقتصادی، معاشرتی و سیاسی اور زندگی کے جملہ شعبہ جات میں جہاں زوال کا شکار ہوئی وہاں آج علمی و فکری اعتبار سے بھی زوال کا شکار ہو چکی ہے۔ لوگوں کو ذہنی و فکری جمود کا شکار کرنے کا مقصد اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنا اور اسلام کے خلاف اہل مغرب کی دیگر سازشوں کا مقصد مغربی تہذیب کو اسلامی تہذیب پر غالب کرنا اور اسلامی تہذیب کو مسدود کرنا ہے اور اس کے لیے وہ خصوصاً تعلیم اور ذرائع ابلاغ کا سہارا لے رہے ہیں۔[۳]

ایک مستشرق "ہملٹن گب" نے اپنے سینے میں چھپے جذبات کا اظہار یوں کیا ہے:

"مسلمانوں کو مغربی تہذیب کی طرف مائل کرنے کی کوششوں کا مقصد اسلامی تہذیب کا خاتمہ ہے کیونکہ مسلمانوں کی ملی وحدت کی بنیاد یہی تہذیب ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ تعلیمی، ثقافتی اور ابلاغی ذرائع سے کام لے کر اس تہذیب میں بنیادی نوعیت کی تبدیلیاں عمل میں لائیں۔ نتیجتاً مسلمانوں کو ان کا اپنا عمل اپنے دین سے بے بہرہ قوم ظاہر کرے گا اور خود ان کو اس کا احساس تک نہ ہو گا۔"[۴]

۱۔ پاکستانی ثقافت یا فحاشی کا عروج (آرٹیکل)، اقصیٰ عدنان شیخ، ایکسپریس نیوز ویب ڈیسک، ۱ دسمبر ۲۰۱۸

۲۔ قرآن اور مسلمانوں کے زندہ مسائل، ڈاکٹر برھان احمد فاروقی، علم و عرفان پبلشرز، لاہور ۱۹۹۹ء طبع اول، ص:۸۴

۳۔ پاکستانی ثقافت پر مغربی ثقافت کی فکری یلغار، عائشہ بابر، ماہنامہ دختران اسلام، مئی ۲۰۱۸، ماڈل ٹاون لاہور، ص ۱۳-۱۵

۴۔ ضیاء النبی، محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القران پبلکیشنز لاہور، طبع اول ۱۴۱۸ھ، ج:۶، ص:۲۵۰

لباس کی تاریخی حیثیت

گذشتہ صفحات میں اس بات کی طرف اشارہ ہوا کہ انسانی تاریخ میں اولین تصور لباس قرآن مجید میں جس کا ذکر ہوا ہے وہ حضرت آدم علیہ السلام کا لباس ہے جو شجرہ ممنوعہ سے پھل چکھنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اجسام سے اتار دئے۔ جیسا کہ قرآن میں ذکر ہے:

ترجمہ: جب انہوں نے درخت کو چکھ لیا تو ان کے شرم کے مقامات ان کے لیے نمایاں ہو گئے اور وہ جنت کے پتے اپنے اوپر جوڑنے لگے۔[1]

اللہ تعالیٰ نے جنت کے ملبوسات اور ان کی خصوصیات کے بارے میں جا بجا قرآن میں ذکر فرمایا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ لباس اور تاریخ بشر ساتھ ساتھ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی تو انہیں ساتھ ملبوسات سے بھی نوازا گیا۔ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام اور جناب حوا کو جب بے لباس کیا گیا تو اپنے اوپر پتے جوڑنے لگے تاکہ جسم مستور رکھ سکیں۔

اب انسانی تاریخ کا اگر ہم مشاہدہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ محققین اس بات سے قاصر ہیں کہ کوئی حتمی تاریخ یا علاقہ کا تعین کر سکیں جہاں سے لباس کا آغاز ہوا ہے لیکن کچھ آرکیالوجسٹ (Archeologist) اور انتھراپولوجسٹ (Antrhropologist) سمجھتے ہیں کہ ما قبل تاریخ جب انسان کی آبادی شروع ہوئی تب وہ لباس کے لئے موسمی حالات کے مطابق جانوروں کی کھال اور پودوں کے پتوں کا سہارا لیتے تھے۔ آہستہ آہستہ کھالوں اور پتوں کو ایک خاص انداز میں پہننے لگے اور ان کی مختلف شکلیں بنانے لگے۔[2]

ایک نظریہ یہ ملتا ہے کہ لباس کو مختلف وجوہات کے پیش نظر پہنے جانے لگے مثلاً: جادو کے استعمال کے لئے، تزئین و آرائش کے لئے اور وقار کے اظہار کے لئے۔ بعد میں آہستہ آہستہ حفاظتی طور پر عملاً استعمال کرنے لگے۔ کچھ شواہد کی بناء پر یہ بات سامنے آئی ہے کہ انسانوں نے ایک لاکھ سے پانچ سال پہلے کپڑے پہننا شروع کئے۔ ڈائنڈ فلیکس نامی 36000 سال پرانا کپڑا اجارجیا (Georgia) کے کسی ما قبل تاریخ غار سے ملا۔

۱۔ الاعراف:۷/۲۲

2. https://www.textileschool.com/4639/origin-of-clothing/

ایک روسی آرکیالوجسٹس(Archeologist)نے۱۹۸۸میں کوسٹینکی روس (Kostenki Russia) کے علاقہ سے 30000 قبل مسیح پرانی سوئی دریافت کی جو کہ ہڈی اور اونٹ کے دانتوں سے بنی ہوئی تھی۔[1] اس سے یہ بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ لباس کا خاص شکل میں مرتب کرنے کی تاریخ بہت پرانی ہے۔

ایک بہت ہی نایاب اور مختلف قسم کا فلیکس فائبر Dzudzuana کے غار میں پایا گیا جو ہ Caucasus کے دامن میں ہے Georgia مختلف تاریخوں میں اس کو دیکھا گیا ہے۔[2] تاہم اس کی تاریخ کا علم نہ ہو سکا۔ اسی طرح مختلف تاریخوں میں مختلف قسم کے ملبوسات کی نشانیاں بر آمد ہوتی رہیں لیکن مؤرخین اور آرکیالوجسٹ اس بات کو حتمی شکل نہ دے سکے کہ باقاعدہ آغاز کس صدی میں ہوا اور کس نے کیا۔

تاہم دستیاب تاریخ کی رو سے پہلی چیز جس سے کپڑا بنانا شروع کیا وہ ٹیکسٹائل کا ان بُنا ہوا کپڑا تھا۔ اور پتھروں کے زمانے(Ston age)کے اواخر میں ٹیکسٹائل مڈل ایسٹ میں ظاہر ہوئے۔[3] اس طرح ہر علاقے اور کلچر کے لوگوں نے اپنے علاقے اور کلچر کے حساب سے سردی اور گرمی سے حفاظت کے لئے مختلف النوع ملبوسات پہننے لگے۔

ما قبل تاریخ انسان خاص کاموں کی شناخت کے لئے لباس پہننے لگے۔ مثلاً جادو کرنے والے اپنی مختلف شناخت کے لئے کندھے پر کوئی کھال کا ٹکڑا رکھتے تھے۔ پھر یہ علامتی لباس آہستہ آہستہ زندگی کے دیگر شعبوں میں استعمال ہونے لگا۔ بادشاہ کا الگ علامتی لباس ہوتا تھا غلام کے لئے الگ، مذہبی افراد کے لباس الگ ہوتے تھے تو کھیتوں میں کام کرنے والوں کے الگ۔[4] یوں بعد میں اس لباس کو مختلف مقاصد کے لئے مختلف طریقوں سے پہننا شروع کیا۔

---

1. THE ROOTS OF CLOTHING FROM ANCIENT TIMES TO THE PRESENT, Liubov Ben-Noun (Nun), B. N. Publication House. ISRAEL, Page 12
2. DO
3. http://www.historyofclothing.com
4. http://www.historyofclothing.com

فصل دوم: لباس قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں

فصل دوم:

لباس قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں

لباس قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں

لباس پہننا انسانی شئون میں سے ہے اور یہ لباس ان خصوصیات میں سے ہے جو انسان کو باقی ذی الارواح سے ممتاز کرتی ہیں۔ یوں کہہ سکتے ہیں کہ لباس "پرچم انسانیت" ہے اللہ تعالیٰ خلقت آدم علیہ السلام کے ساتھ ہی اس نعمت کو خلق کیا۔

ارشاد رب العزت ہے:

﴿يَـٰبَنِىٓ ءَادَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَٰرِى سَوْءَٰتِكُمْ وَرِيشًا ۖ وَلِبَاسُ ٱلتَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ ءَايَـٰتِ ٱللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ﴾[1]

ترجمہ: اے فرزندان آدم! ہم نے تمہارے لیے لباس نازل کیا جو تمہارے شرم کے مقامات کو چھپائے اور تمہارے لیے آرائش (بھی) ہو اور سب سے بہترین لباس تو تقویٰ ہے، یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے شاید یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

علامہ طبریؒ جامع البیان میں اس کی تفسیر یوں کرتے ہیں:

كانَ النَّاس من العَرب يَطُوفون بِالبَيت عُراة، وَلا يلبِس اَحدهُم ثَوبا طَافَ فِيه[2]

ترجمہ: عرب [دور جاہلیت] میں ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتے تھے اور طواف کے دوران کوئی لباس نہیں پہنتے تھے۔

صاحب تفسیر المنار لکھتے ہیں:

اس آیت میں یہ بات فرمانا مقصود ہے کہ اے اولاد آدم ہم نے اپنی قدرت، نعمت اور رحمت سے تمہارے لئے آسمان کی بلندیوں سے اپنے امور کی تدبیر سے لباس نازل کیا جو تمہارے شرم کے مقامات کو چھپائے اور وہ لباس

۱۔ الاعراف:۷/۲۶

۲۔ جامع البیان عن تأویل آي القران، ابن جریر طبری، دار احیاء التراث العربي بیروت، ۲۰۰۱ء طبع اولی، ج۸، ص:۱۷۵

نہایت کمتر لباس اور ادنی لباس ہے۔ پھر مزین اور اعلیٰ لباس نازل کیا تا کہ تم اپنے مساجد، مجالس اور مجامع میں زیب تن کرو۔ ان دو لباسوں کے بیچ میں جو لباس ہے وہ لباس حاجت ہے جس سے سردی گرمی سے بچا جا سکتا ہے۔

یہاں نزول سے مراد تخلیق ہے اللہ تعالیٰ نے روئی، بال، حریر وغیرہ تخلیق کی ہیں جن سے لباس بنایا جاتا ہے۔[1]

پھر لکھتے ہیں:

> "اسلام چونکہ دین فطرت ہے پس اسلام خلاف مقتضائے فطرت کوئی حکم نہیں دیتا بلکہ عین فطرت کے مطابق حکم دیتا ہے۔ حب زینت انسان کے قوی ترین غرائز میں سے ہے۔ لہذا خوبصورت اور اچھے ملبوسات پہننا اللہ کا پسندیدہ عمل ہے۔"[2]

یہ بات ممکن نہیں ہے کہ اللہ دنیا کو زیب و زینت کی چیزوں اور پاکیزہ اشیاء سے پر کر دے، پھر ان کو اپنے بندوں کے لیے حرام کر دے۔ اگر کوئی شریعت ان چیزوں کو حرام قرار دے تو یہ فطرت سے متصادم ہونے کی وجہ سے خود باطل ثابت ہوتی ہے۔ اسلامی شریعت کی حقانیت پر قائم دلائل و آیات میں سے ایک یہی بات ہے کہ یہ شریعت کسی حکم میں بھی فطرت کے ساتھ متصادم نہیں ہے۔ چنانچہ یہ بات ممکن نہیں ہے کہ اسلام صاف ستھرا اور پرکشش رہنے کی نصیحت نہ کرے، ہر قسم کی قابل نفرت اور کراہت کی چیزوں سے پرہیز کرنے کا حکم نہ دے۔ اسلام ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ انسان بدزیب اور بدنما نظر آئے۔

امام فخر رازیؒ تفسیر کبیر میں اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

> "جب جناب آدم وحوا کو زمین پر بھیج دیا اور زمین کو ان کے لئے جائے سکونت قرار دی تو اللہ نے انہیں دین و دنیا کی تمام ضروریات عطا فرمائی اور ان ضروریات میں سے لباس بھی تھا۔ اللہ نے انہیں دو لباس عطا فرمایا:
>
> ا۔ لباس جس سے مقامات شرم کو چھپا سکے۔

ا۔ تفسیر المنار، محمد رشید بن علي رضا بن محمد شمس الدين، الهيئة المصرية العامة للكتاب، ط ۱۹۹۰ء، ج۸، ص:۳۱۹

۲۔ حوالہ سابق

۲۔جو زینت کا سبب بنے۔"[1] یہی بات علامہ زمخشری نے بھی کی ہے۔[2]

مذکورہ آیت کے بارے میں شیخ محسن علی نجفی تفسیر الکوثر میں یوں رقمطراز ہیں:

"اس آیت کریمہ میں ایسے مسئلے کے متعلق بات ہو رہی ہے جو انسان کے جمالیاتی قدروں سے بھی مربوط ہے اور ساتھ شرم وحیا سے بھی مربوط ہے۔ یہ دونوں طبعی اور فطری ہیں۔ انسان میں شرم و حیا تہذیب و تربیت کی طرف سے آنے والی اکتسابی چیز نہیں ہے بلکہ یہ ایک فطری چیز ہے۔ انسان کو اپنے فطری تقاضوں پر چھوڑ دیا جائے تو وہ اس شرم و حیا کو از خود محسوس کرتا ہے اور بغیر کسی تعلیم و تلقین کے اپنی شرم کے مقامات کو چھپانے لگتا ہے۔ حضرت آدم و حوا نے جنت کے پتوں سے اس طبعی اور فطری محرک کی بنا پر اپنے لیے ستر بنایا تھا۔"[3]

درج بالا آیہ کریمہ میں فرمایا: ہم نے لباس نازل کیا ہے۔ قرآن میں نزول خلق کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے جیسا کہ لوہے کے بارے میں فرمایا:

﴿ وَأَنزَلْنَا ٱلْحَدِيدَ ﴾[4] ترجمہ: ہم نے لوہا نازل کیا۔

اگرچہ لباس انسان کے اپنے ہاتھوں سے بنایا جاتا ہے، تاہم کائنات میں رونما ہونے والا ہر عمل بالآخر اللہ تعالیٰ پر منتہی ہے۔ اس لیے یہاں رونما ہونے والا ہر عمل اللہ کی طرف منسوب ہوتا ہے:

﴿ وَٱللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ﴾[5] ترجمہ: تمہیں اور تمھارے اعمال اللہ نے پیدا کیا ہے۔

اور ہو سکتا ہے کہ وَأَنزَلْنَا سے مراد شرعنا ہو۔ یعنی ہم نے لباس سے ستر پوشی کو واجب قرار دیا ہے۔[6]

۱۔ تفسیر کبیر، للامام رازی، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۹۹۹ء طبع سوم، ج۵، ص:۲۲۱

۲۔ الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، ابوالقاسم جار اللہ محمود بن عمرو زمخشری، دار الکتاب العربي بیروت، ۱۴۰۷ھ، طبع الثالثہ، ج۲، ص:۹۵

۳۔ الکوثر فی تفسیر القرآن، محسن علی نجفی، مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور، ۲۰۱۶م، ج۳، ص:۱۹۶

۴۔ سورہ الحدید:۵۷/۲۵

۵۔ سورہ صافات:۳۷/۹۶

۶۔ الکوثر فی تفسیر القرآن، محسن علی نجفی، ج۳، ص:۱۹۶

وَرِيشًا: یعنی لباس جہاں ذریعہ حفظ حیاء و عفت ہے، وہاں انسان کے لیے زیب تن بھی ہے۔ قدرت نے جمالیاتی ذوق جہاں انسانی فطرت میں ودیعت فرمایا ہے، وہاں اس ذوق کی تکمیل کے لیے ضروری تعلیم بھی دی ہے۔

﴿ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ ٱللَّهِ ٱلَّتِىٓ أَخْرَجَ لِعِبَادِهِۦ--- ﴾[1]

ترجمہ: اللہ کی اس نے اپنے عباد کے لئے نکالی زینت کو کس نے حرام کیا؟

یہاں سے استنباط ہوتا ہے چونکہ خداوند عالم نے لباس کے زینت بنانے کو بطور احسن ذکر کیا ہے، لہٰذا اس زینت کو اعتدال کی حدود میں رہ کر اس کو اختیار کرنا مستحسن ہے۔[2]

پس آیت مبارکہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ لباس پہننا اور مقامات شرم کو چھپانا اطاعت الہی کے زمرے میں آتا ہے جبکہ بے لباسی اطاعت شیطان کے زمرے میں آتا ہے۔

اللہ فرماتا ہے:

﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا ٱلشَّيْطَٰنُ لِيُبْدِىَ لَهُمَا مَا وُۥرِىَ عَنْهُمَا مِن سَوْءَٰتِهِمَا ﴾[3]

ترجمہ: پھر انہیں شیطان نے بہکایا تاکہ اس طرح ان دونوں کے شرم کے مقامات جو ان سے چھپائے رکھے گئے تھے ان کے لیے عیاں ہو جائیں۔

بعثت رسول خدا ﷺ کے بعد دوسری وحی میں اللہ رب العزت اپنے رسول کو پہلے فریضہ کی طرف متوجہ فرمایا۔ ارشاد مبارک ہے ﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴾[4] ترجمہ: اور اپنے لباس کو پاک رکھیئے۔

لباس پہننا اور اسے پاک رکھنا امر الہی ہے۔ لباس کو عام طور پر اور نماز میں خاص طور پر صاف ستھرا رکھو۔ میل کچیل سے دوری اختیار کرو۔ کیونکہ انسان طبیعتاً صاف ستھرا لباس پسند کرتا ہے اور لباس میں شائستگی سے شخصیت کے وقار پر مثبت اثر پڑتا ہے۔

۱۔ الاعراف: ۷/ ۳۲

۲۔ الکوثر فی تفسیر القرآن، ج۳، ص: ۱۹۷

۳۔ سورہ اعراف: ۷/ ۲۰

۴۔ سورہ مدثر: ۷۴/ ۴

جہاں لباس کو اللہ نے ذریعہ ستر اور زینت قرار دیا وہیں اس کے دوسرے فائدے بھی بیان فرمائے۔ اس سے گرمی اور سردی سے بچا جاسکتا ہے اور جنگ کے دوران بھی کام آسکتا ہے۔ فرمایا:

﴿ وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَٰبِيلَ تَقِيكُمُ ٱلْحَرَّ وَسَرَٰبِيلَ تَقِيكُم بَأْسَكُمْ ﴾[1]

ترجمہ: تمہارے لیے ایسی پوشاکیں بنائیں جو تمہیں بچائیں گرمی سے اور ایسی پوشاکیں جو تمہیں بچائیں جنگ سے۔

اللہ نے لباس کو اپنی نعمتوں میں سے شمار کیا اور اس نعمت کو فوائد بھی ذکر فرمائے کہ یہ موسمی حالات اور جنگی حالات میں تیرے لئے کام آنے والی نعمتیں ہیں۔

لفظ سَرَٰبِيلَ کے بارے میں امام رازیؒ لکھتے ہیں:

"کل مایلبس فهو سربال من قميص او درع او جوشن"[2]

ترجمہ: ہر وہ چیز جسے پہنا جائے بطور قمیص یا بطور زرہ وہ پوشاک کہلاتا ہے۔

اللہ نے اس آیت میں سَرَٰبِيلَ سے صرف گرمی سے بچنے کا فائدہ ذکر کیا سردی سے بچنے کا نہیں۔ اس بارے میں صاحب تفسیر کشاف لکھتے ہیں:

مايقى من الحر يقى من البرد[3]

ترجمہ: جو چیز گرمی سے بچاتی ہے وہ سردی سے بھی بچاتی ہے۔

پس جہاں لباس مقامات شرم کو چھپانے کے کام آتا ہے وہیں لباس حرورت وبرودت سے بھی انسان کو محفوظ رکھتا ہے۔

گذشتہ آیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ نے انسان کے لئے لباس کی خلقت بطور نعمت کی ہے۔ انسان کو چاہئے کہ صاف ستھرا اور پاک پوشاک موسم کے حساب سے اپنائے۔ اور اسے اپنے لئے سامان حسن بنائے۔

اللہ نے نہ صرف حسن وزیبائی کی اجازت دی ہے بلکہ حکم فرمایا ہے:

۱۔ النحل:۱۶/۸۱

۲۔ مفاتح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، محمد بن فخر الدین الرازی (امام)، دار الفکر بیروت، ۱۴۰۱ھ طبع اولیٰ، ج ۲۰، ص:۹۵

۳۔ الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، ج ۲، ص:۶۲۵

﴿ خُذُواْ زِينَتَكُمۡ عِندَ كُلِّ مَسۡجِدٖ ﴾[1]

ترجمہ: ہر عبادت کے وقت اپنی زینت (لباس) کے ساتھ رہو۔

اگلی آیت میں فرمایا:

﴿ قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِينَةَ ٱللَّهِ ٱلَّتِيٓ أَخۡرَجَ لِعِبَادِهِۦ وَٱلطَّيِّبَٰتِ مِنَ ٱلرِّزۡقِ ﴾[2]

ترجمہ: کہدیجئے: اللہ کی اس زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی اور پاک رزق کو کس نے حرام کیا؟

قرآن حکیم میں اللہ تعالی نے انبیاءماسلف کے قصوں میں بھی لباس کا کسی نہ کسی طرح تذکرہ فرمایاہے مثال کے طور پر:

حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام نے جب تخت بلقیس کو تسخیر کیا تو جناب سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام نے ملکہ سبا کیلئے ایک عالیشان محل تعمیر کروایاجو فقط کانچ اور شیشے کا تھا۔ محل کے نیچے ایک خوبصورت حوض تھاجو صاف شفاف پانی سے بھرا ہوا تھا۔ کانچ اس قدر صاف شفاف تھا، آنے والا شیشے کا امتیاز نہیں کر سکتا تھابلکہ آنے والا یہ گمان کرتا تھا کہ نیچے پانی ہے جبکہ اس کے اوپر شیشے کا فرش سجاہوتا تھا۔جب ملکہ محل میں داخل ہوئیں تو اپنے پائینچے اس گمان میں اوپر کردیے تاکہ پانی سے بچاجاسکے۔

﴿ فَلَمَّا رَأَتۡهُ حَسِبَتۡهُ لُجَّةٗ وَكَشَفَتۡ عَن سَاقَيۡهَاۚ ﴾[3]

ترجمہ:جب اس نے محل کو دیکھا تو خیال کیا کہ وہاں گہرا پانی ہے اور اس نے اپنی پنڈلیاں کھول دیں۔

اس آیت میں ملکہ سبا کی پوشاک کا ذکر ہے کہ جب محل میں داخل ہونے لگی تو انہوں نے اپنی پوشاک کو پنڈلیوں سے اوپر کیا تاکہ پانی نہ لگے۔

۱۔الاعراف:۷/۳۱

۲۔الاعراف:۷/۳۲

۳۔ النمل:۲۷/۴۴

دوسرا سورہ یوسف میں ﴿وَجَآءُو عَلَىٰ قَمِيصِهِۦ بِدَمٍ كَذِبٍ﴾[1] چنانچہ وہ یوسف کے کرتے پر جھوٹا خون لگا کر لے آئے۔

برادران یوسف عَلَيْهِ السَّلَام نے یوسف کو کنویں میں پھینکا اور اس کی قمیص کو خون آلود کر کے باپ کے حوالے کیا اور کہا یوسف کو بھیڑیا کھا گئے۔ حضرت یعقوب نے سالم قمیص کو دیکھ کر تعجب کیا فرمایا: بڑا ہوشمند بھیڑیا ہے کہ قمیص کو پھاڑے بغیر اس کے اندر موجود یوسف عَلَيْهِ السَّلَام کو کھالیا۔ یوسف عَلَيْهِ السَّلَام کو بھیڑیا نے کھایا ہے، کوئی عضو تو بچا ہوگا؟[2]

تیسرا مورد جہاں قمیص کا ذکر آیا ہے وہ بھی سورہ یوسف میں حضرت یوسف عَلَيْهِ السَّلَام اور زلیخہ کے قصے میں آیا ہے۔

جب زلیخا نے حضرت یوسف عَلَيْهِ السَّلَام کو دعوت گناہ دی تو جناب یوسف عَلَيْهِ السَّلَام گناہ سے فرار اختیار کرتے ہوئے دروازے کی طرف دوڑے پیچھے زلیخہ بھی دوڑ پڑی۔ اس دوڑ میں زلیخہ نے حضرت یوسف عَلَيْهِ السَّلَام کا کرتہ پیچھے سے پکڑنے کی کوشش کی تو کرتے کا پچھلا دامن پھٹ گیا دروازے پر زلیخہ کا شوہر [عزیز مصر] نے ان کو دھر لیا۔ اب عورت نے چالاکی دکھائی اور جناب یوسف عَلَيْهِ السَّلَام پر الزام تراشی کی اور سزا کا مطالبہ کیا۔ جناب یوسف عَلَيْهِ السَّلَام نے اپنے اوپر عائد الزامات کی تردید کی تو معاملہ گھمبیر ہوا کیونکہ کوئی عینی شاہد موجود نہ تھا۔ ان میں سے کسی فرد نے راہ دکھائی کہ اگر قمیض آگے سے پھٹی ہوئی ہے تو اقدام یوسف عَلَيْهِ السَّلَام کی طرف سے ہوا ہوگا اور عورت نے مدافعت کی ہوگی۔ اس کشمکش میں قمیض آگے سے پھٹ گئی ہوگی اور اگر قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے تو یوسف عَلَيْهِ السَّلَام بچ نکلنا چاہتے تھے۔ عورت نے ان کا تعاقب کیا ہوگا اور قمیض پیچھے سے پھٹ گئی ہوگی۔ حالات کی شہادت حضرت یوسف عَلَيْهِ السَّلَام کے حق میں تھی اور دیکھا کہ قمیض پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے۔[3]

پس قرآن مجید کی رو سے پوشاک ایک مہذب اور ترقی یافتہ معاشرے کی علامت ہے۔ اس کے ظاہری و باطنی دونوں طرح کے فوائد ہیں۔ یہ بیک وقت سردی گرمی سے انسانی جسم کو محفوظ رکھتے ہیں اور باعث زینت بھی ہے اس کے علاوہ اس کا باطنی فائدہ یہ ہے کہ اس سے اعضائے ستر پوشیدہ رہتے ہیں۔

۱۔ یوسف:۱۲/۱۸

۲۔ الکوثر فی تفسیر القرآن، ج۴، ص:۱۹۶

۳۔ حوالہ سابق، ص ۲۰۴-۲۰۵

لباس سنت رسول ﷺ کی روشنی میں

رسول اکرم ﷺ کے فرمودات اور ارشادات کی روشنی میں لباس کو انسان کی زندگی میں بہت اہمیت حاصل ہے اسی لئے اسلام نے مرد وزن دونوں کے لئے بہترین اصول لباس وضع کئے ہیں۔ اگرچہ شریعت مقدس نے لباس کے علاقائی وضع وقطع اور روایات کو اگر وہ اسلامی اصولوں سے متصادم نہ ہوں تو ان سے منع نہیں فرمایا جیسے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:۔

((كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَأَلْبِسُوْا وَتَصَدَّقُوْا فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ، وَلا مَخِيلَةٍ))[1]

ترجمہ: کھاو پیو، پہنو اور صدقہ دیا کرو بس اسراف اور تکبر نہ کیا کرو۔

یعنی کسی بھی علاقے اور قوم کو اس کے خطے کے ساتھ مخصوص لباس سے منع نہیں فرمایا بلکہ فرمایا اس لباس کو متکبرانہ نہ بنایا جائے اس میں زیادہ اسراف نہ کرے اور باقی محرمات سے محفوظ رکھا جائے۔

آپ ﷺ کی سنت مطہرہ میں لباس کی بہت اہمیت تھی۔ لباس کی کیفیت، حلیہ، رنگ، بناوٹ سمیت تمام جہتیں سنت نبوی میں واضح اور آشکار ہیں۔

آپ ﷺ ہمیشہ صاف ستھرے اور اچھے پوشاک زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ اور دوسروں کو بھی اچھے ملبوسات کی تلقین فرماتے تھے۔ کیونکہ ملبوسات انسان کی شخصیت پر گہرا اثر چھوڑتے ہیں۔ لباس سے کسی کی شخصیت کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ صاف ملبوسات پہنتے تھے اور اصحاب کو اسی کا حکم دیتے تھے۔

حضرت سمرہ بن جندب کی روایت ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((الْبَسُوا ثِيَابَ الْبَيَاضِ، فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ فَالْبَسُوهَا، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ))[2]

ترجمہ: سفید لباس پہنا کرو کیونکہ یہ بہت پاکیزہ، صاف اور بہت عمدہ ہے اور اسی میں اپنی میتوں کو کفن دیا کرو۔

ایک دوسری روایت میں ابن عباس آنحضرت ﷺ سے نقل کرتے ہیں:

۱۔ صحیح البخاري، محمد بن اسماعیل بخاری، دار التاصیل مصر، ۱۴۳۳ھ، طبع اولی، کتاب اللباس، باب قل من حرم...، ج۷، ص:۴۰۷

۲۔ سنن الترمذی (الجامع الکبیر)، حافظ ابی عیسیٰ محمد بن عیسی الترمذی، دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۶ء، طبع اول، کتاب الادب، باب ماجاء فی لبس البیاض، رقم ۲۸۱۰، ج۴، ص:۵۰۲

((الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ، فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ))[1]

ترجمہ: کپڑوں میں سفید رنگ کا انتخاب کرو کیونکہ وہ تمہارے کپڑوں میں بہترین کپڑے ہیں۔

مذکورہ احادیث شریفہ اور دیگر احادیث میں بھی رنگ برنگے ملبوسات کی نسبت سفید رنگ کو زیادہ اہمیت دی ہے اس کے مقابل میں دیگر کچھ رنگوں سے رسول اکرم نے ممانعت بھی فرمائی ہے جسطرح حضرت عبد اللہ بن عمرو ابن عاص سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے انہیں خالص زرد رنگ کے ملبوسات میں دیکھا تو فرمایا یہ کافروں کا لباس ہے اسے مت پہنو۔[2]

آپ ﷺ ملبوسات میں سب سے زیادہ قمیض پہننا پسند فرماتے تھے۔ اس بارے میں متعدد احادیث موجود ہیں:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

رسول اکرم ﷺ کو کپڑوں میں قمیص زیادہ پسند تھی"[3]

آپ ﷺ جو قمیص زیب تن فرماتے تھے اس کی رنگت زیادہ تر سفید ہوا کرتی تھی۔ آپ ﷺ کی قمیص اور اس کی آستین عموماً کشادہ ہوا کرتی تھیں۔[4]

اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((وکان کم رسول اللہ الی الرصغ))[5]

ترجمہ: آپ ﷺ کی قمیض کی آستین نیچے تک ہوا کرتی تھی۔

آپ ﷺ پرانے مگر صاف ستھرے ملبوسات زیب تن فرماتے تھے اور لوگوں کو بھی صاف ستھرا رہنے کی تلقین فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ سے مروی حدیث ہے:

۱۔ سنن الترمذی (الجامع الکبیر)، حافظ ابی عیسیٰ محمد بن عیسی الترمذی، ابواب الجنائز، باب مایستحب من الاکفان، ج۲، ص:۳۰۹-۳۱۰

۲۔ صحیح المسلم، مسلم بن حجاج نیشاپوری، دار التاصیل بیروت، ۱۴۳۵ھ طبع اولیٰ، کتاب اللباس، رقم ۲۱۳۷، ج۵، ص:۴۴۲

۳۔ سنن الترمذی (الجامع الکبیر)، محمد بن عیسیٰ ترمذی، کتاب اللباس، باب ماجاء فی القمص، رقم ۱۷۶۳، ج۳، ص:۳۶۵

۴۔ شمائل المحمدیہ، حافظ ابی عیسیٰ محمد بن عیسی الترمذی، دار الحدیث بیروت، ۱۹۸۸ء طبع ثالثہ، رقم ۵۸، ص:۳۳

۵۔ مشکوۃ المصابیح، محمد بن عبد اللہ التبریزی، تحقیق ناصر محمود انور، ترجمہ محمد صادق خلیل، مکتبہ محمدیہ ساہیوال، ۲۰۰۵ء طبع اول، رقم ۴۳۲۹، ج۳، ص:۴۷۳

((إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيْفٌ يُحِبُّ النِّظَافَةَ))[1]

ترجمہ: بے شک اللہ پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند کرتا ہے اور وہ نظیف ہے نظافت کو پسند کرتا ہے۔

نظافتِ بدن کے ساتھ ساتھ ملبوسات کی صفائی کا بھی خاص حکم فرماتے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محضر میں ایک شخص میں گندے کپڑے پہنے حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((أَمَا كَانَ هَذَا يَجِدُ مَاءً يَغْسِلُ بِهِ ثَوْبَهُ))[2]

ترجمہ: کیا اسے کوئی ایسی چیز نہیں ملی کہ یہ کپڑے دھو سکے؟

احادیث شریفہ میں یہ حکم ہوا ہے کہ انسان اپنی حیثیت اور شخصیت کے مطابق ملبوسات کا انتخاب کرے۔ اگر کوئی شخص رئیس ہے تو اسے چاہئے کہ اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرے اور اچھے ملبوسات پہنے لیکن اسراف کی حد تک نہ پہنچے۔

ایک صحابی مالک بن نضلۃ الجشمی رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک معمولی کپڑے میں حاضر ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم مالدار ہو؟" میں نے جواب دیا: جی ہاں مالدار ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا: "کس قسم کا مال ہے؟" میں نے کہا: اونٹ، بکریاں، گھوڑے، غلام (ہر طرح کے مال سے) اللہ نے مجھے نوازا ہے، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((فَإِذَا آتَاكَ اللَّهُ مَالًا، فَلْيُرَ عَلَيْكَ أَثَرُ نِعْمَةِ اللَّهِ وَكَرَامَتِهِ))[3]

ترجمہ: ”جب اللہ نے تمہیں مال و دولت سے نوازا ہے تو اللہ کی نعمت اور اس کے اعزاز کا اثر تمہارے اوپر نظر آنا چاہیئے۔

۱۔ سنن الترمذی (الجامع الکبیر)، کتاب الادب، باب ماجاء فی النظافۃ، رقم ۲۷۹۹، ج ۴، ص ۴۹۵

۲۔ سنن أبي داود، ابوداؤد سليمان بن الأشعث الأزدي، تحقیق شعيب الأرناؤوط، دار الرسالۃ العالمیۃ، طبع اولی، ۲۰۰۹ء، رقم ۴۰۶۲، ج ۶، ص: ۱۶۸

۳۔ سنن أبي داود، رقم ۴۰۶۳، ج ۶، ص: ۱۶۹

رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی کا ہر پہلو اسوہ کا درجہ رکھتا ہے۔ آپ ﷺ نے قولاً و فعلاً لوگوں کو یہ باور کرایا کہ لباس کی کیا اہمیت ہے اور اس کا وضع قطع کیسا ہونا چاہیئے۔ آپ ﷺ نہ صرف عمدہ پوشاک زیب تن فرمایا کرتے تھے بلکہ اپنے لباس کو ہمیشہ پاک صاف بھی رکھا کرتے تھے۔

فصل سوم: لباس کے آداب و شرائط

فصل سوم:

لباس کے آداب و شرائط

لباس کی شرائط

گزشتہ فصل میں قرآن وسنت کی رو سے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ لباس انسان کے لئے ساتر اور زینت ہے۔اس فصل میں لباس کی شرائط کے بارے میں بحث کریں گے ملبوسات کے لئے جو شرائط اسلام نے بیان کی ہیں ان کو بیان کریں گے ۔ کچھ ملبوسات ایسے ہیں جن کا پہننا مردوں کے جائز نہیں کچھ ایسے ہیں جو مردوں کے لئے مستحسن ہیں۔اسی طرح بعض ایسے ملبوسات ہیں جنہیں خواتین نہیں پہن سکتی جبکہ بعض مستحسن ہیں۔کچھ شرائط ایسی ہیں جو دونوں کے لباس میں ہونی چاہئے۔ اب ان عمومی شرائط بیان کریں گے جو اسلام کی رو سے لباس میں ہونا ضروری ہیں۔

شریعت کی رو سے مرد اور خواتین کے لباس کے لئے مندرجہ ذیل اوصاف کا ہونا ضروری ہیں:

ا۔ساتر ہو: لباس چاہے وہ مرد کا ہو یا عورت کا، ایسا ہونا چاہئے جو اس کے مقامات شرم کو چھپا سکے۔اگر مقامات شرم کو نہ چھپا سکے تو لباس کا فائدہ اولیہ ہی مفقود ہو جائے گا جس کا قرآن میں ذکر ہوا تھا: ﴿ يُوَارِي سَوْءَاتِكُمْ ﴾ [1]

اس سے واضح ہوتا ہے کہ لباس کا مقصد اولی "مقامات شرم کا چھپانا" ہے اور یہی اس کا عام جانوروں سے امتیاز ہے۔[2]

لباس جسم کو تبھی چھپا سکتا ہے جب لباس اس قدر ہو کہ تمام اعضاء پر حاوی ہو۔ اگر ایسا لباس ہو جس سے اعضاء ستر ہی نہ چھپ سکے تو ایسا لباس ساتر نہ ہو گا۔

مردوں کا ستر: عورة الرجل ما بين سريته الى ركبته[3]

ترجمہ: مرد کا ستر ان کی ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے۔

ا۔ الاعراف: ۷/۲۶

۲۔ معارف القرآن، مفتی محمد شفیع،، ادارۃ المعارف کراچی، اگست ۲۰۰۵ء، ج۳، ص: ۵۳۴

۳۔ کتاب المجموع شرح المھذب للشیرازی، ابی زکریا محی الدین بن شرف النووی، مکتبۃ الارشاد جدہ، ج۳، ص: ۱۷۳

مرد کے لئے یہ جائز نہیں کہ کسی نامحرم عورت کے سامنے اس حالت میں جائے کہ وہ اس کے ناف سے لیکر گھٹنوں تک کسی عضو کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہو۔

ایک صحابی رسول جرہد رضی اللہ عنہ جو کہ اصحاب صفہ میں سے تھے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے اس دوران میرا گھٹنہ کھلا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ((أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ))[1] ترجمہ: کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ران ستر میں سے ہے۔

مرد حضرات آج کل مارکیٹ میں شارٹس پہن کر چلتے ہیں جس سے ان کے ران ظاہر ہو رہے ہوتے ہیں جبکہ رسول اکرم ﷺ نے نہ صرف ران کو عورت یعنی مقام ستر قرار دیا بلکہ آپ نے فرمایا ((**الركبة من العورة**))[2] "ترجمہ: گھٹنے کو چھپانا بھی ضروری ہے۔" ہمارے کھیل کے میدانوں میں مرد بالکل چھوٹے چھوٹے شارٹس پہن کر فٹ بال، کبڈی وغیرہ کھیلتے ہیں جس کی طرف علماء کرام اور سکالرز کو توجہ مبذول کرانا ناگزیر ہے۔ اس کے علاوہ مردوں میں ایک اور فیشن ٹرینڈ چلا ہوا ہے آج کل پینٹ کو ایسے پہنتے ہیں جس سے اس کے مقامات شرم نمایاں ہو جاتے ہیں کچھ لوگ تو اسی میں نماز بھی پڑھتے ہیں جو حالت رکوع اور سجود میں ساتر نہیں ہوتے۔ بالفرض اگر اس نے اندر کچھ پہن رکھا ہے تو بھی وہ ساتر شمار نہ ہو گی کیونکہ پردے کی حکمت مفقود ہو جاتی ہے۔

شریعت کی رو سے اگرچہ ناف سے لیکر گھٹنوں تک مرد کے لئے چھپانا ضروری ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ ناف سے اوپر اور گھٹنوں سے نیچے بھی کپڑا رکھا جائے۔

عورتوں کا ستر: عورتوں کے ستر کے بارے میں علمائے سلف میں کچھ اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ اور امام مالکؒ کے ہاں عورت کا پورا جسم مقامات ستر ہیں لہذا عورت کے لئے اس کا پورا بدن چھپانا حتی کہ ناخن بھی چھپانا واجب ہے۔ فقہ حنفیہ، شافعیہ اور فقہ جعفریہ کے ہاں خواتین کے لئے اعضاء ظاہر یہ چہرہ اور ہاتھ

۱۔ سنن ابی داؤد، کتاب الحمام، باب نھی عن التعری، رقم ۴۰۱۴، ج۶، ص:۱۳۱

۲۔ تفسیر آیات الاحکام المسمی شافی العلیل، فخر الدین عبد اللہ بن محمد النجری، جامعہ ام القریٰ، طبع ۱۴۰۶ھ، ج۱، ص:۴۳۶

کلائیوں تک کے علاوہ جسم کے باقی تمام حصے نامحرم کے سامنے ظاہر کرنا جائز نہیں ہے۔[۱،۲] کچھ فقہا چہرہ اور ہاتھوں کے ساتھ پاوں اور گردن کو بھی اعضاء ظاہریہ شمار کرتے ہیں۔[۳]

پردے کا حکم آنے سے قبل عرب خواتین بغیر پردے کے باہر نکلا کرتی تھیں اور نامحرم مرد ان کو دیکھ سکتے تھے لیکن آیہ پردہ کے نزول کے بعد مومن عورتیں سوائے محرم مردوں کے نامحرموں کے سامنے پردہ کرنے لگیں۔ فرمایا:

﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَٰرِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ ءَابَآئِهِنَّ أَوْ ءَابَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ أَخَوَٰتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُنَّ أَوِ ٱلتَّٰبِعِينَ غَيْرِ أُو۟لِى ٱلْإِرْبَةِ مِنَ ٱلرِّجَالِ أَوِ ٱلطِّفْلِ ٱلَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا۟ عَلَىٰ عَوْرَٰتِ ٱلنِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ﴾[۴]

ترجمہ: "اور کہدیجئے مومنہ عورتوں سے بھی کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو بچائے رکھیں اور اپنی زینت (کی جگہوں) کو عیاں نہ کریں مگر اس کے جو ان میں سے خود ظاہر ہو اور اپنے سینے پر اپنی چادر ڈالے رکھیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں مگر اپنے شوہروں، آبا، شوہر کے آبا، اپنے بیٹوں، شوہر کے بیٹوں، اپنے بھائیوں، بھائیوں کے بیٹوں، بہنوں کے بیٹوں، اپنی (ہم صنف) عورتوں، اپنی کنیزوں، ایسے غلاموں جو عورت کی خواہش نہ رکھتے ہوں اور ان بچوں کے جو عورتوں کے پردوں کی باتوں سے واقف نہ ہوں، اور مومن عورتوں کو چاہیے کہ (چلتے ہوئے) اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جس سے ان کی پوشیدہ زینت و زیبائش ظاہر ہو جائے۔"

۱۔ مومنات کا پردہ اور لباس، ابن تیمیہ مترجم مقصود الحسن فیضی، دارالابلاغ پبلشرز لاہور، ص:۱۶

۲۔ توضیح المسائل، سید علی حسینی سیستانی، جامعہ تعلیمات اسلامی کراچی، طبع ۱۶، مئی ۲۰۰۵ء، مسئلہ نمبر ۲۳۹۴، ص:۳۶۶

۳۔ عورت کا لباس، ام عبد منیب، مشربہ علم و حکمت لاہور، شوال ۱۴۲۸ھ، ص:۱۰-۱۱

۴۔ النور: ۳۱/۲۴

اس آیت مبارکہ میں محرم افراد کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے مذکورہ محارم کے علاوہ باقی مردوں سے اس طرح پردہ کرو کہ وہ تمہیں نہ دیکھ سکے اور نہ تم انہیں دیکھ سکو۔

چنانچہ امہات المومنین حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا ایک مشہور قصہ ہے جسے مسند احمد بن حنبل، سنن کبری، ابو داود سمیت بہت سی کتب میں نقل کیا گیا ہے:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ رسول اللہ کے پاس بیٹھی تھی ایک اندھا صحابی حضرت ابن مکتوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے ہم دونوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: پردہ کرو۔

ہم نے عرض کیا: یارسول کیا وہ اندھے نہیں ہیں؟ وہ نہ ہمیں دیکھیں گے نہ پہچانیں گے۔

((فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا ، أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ))[1]

ترجمہ: فرمایا: کیا آپ لوگ بھی اندھی ہیں؟ کیا آپ دونوں انہیں دیکھ نہیں سکتیں؟

یعنی خواتین بھی نامحرموں سے نگاہ پھیر لیا کرے کیونکہ نگاہ شیطان کا پہلا تیر ہوتا ہے جو وہ انسان کو بہکانے کے لئے چلاتا ہے۔ مذکورہ روایت کی روشنی میں عورت کو ایسی ہونی چاہئے کہ نہ ہی کوئی نامحرم اس کی طرف نگاہ کرے اور نہ ہی وہ کسی نامحرم کی طرف نگاہ کرے۔ اور اسی طرح مردوں کے لئے بھی لازم ہے کہ نامحرم عورتوں کی طرف نگاہ نہ اٹھائیں۔ جیسے ارشاد خداوندی ہے:

﴿ قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّواْ مِنْ أَبْصَٰرِهِمْ وَيَحْفَظُواْ فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ﴾[2]

ترجمہ: کہہ دیجئے آپ مومن مردوں سے: وہ اپنی نظریں جھکائے رکھا کریں اور اپنی شرمگاھوں کو بچا کر رکھیں۔

نگاہیں نیچی رکھنے کا فلسفہ یہ ہے کہ نگاہ شیطان کا پہلا وار ہے اسی لئے امام ابن قیمؒ الجواب الکافی میں یوں لکھتے ہیں:

۱۔ سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب فی قولہ وقل المؤمنات یغضضن، رقم ۴۱۱۲، ج۶، ص: ۲۰۴

۲۔ النور: ۲۴/۳۰

"نگاہ تمام برائیوں کا پیش خیمہ ہے نگاہ کی حفاظت عین شرم گاہ کی حفاظت ہے جو شخص نگاہ کو بے لگام اور آزاد کر دیتا ہے نگاہ اسے تباہی اور ہلاکت کے دہانے لے جاتا ہے۔"[1]

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

((إِنَّ النَّظْرَةَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ مَسْمُومٌ، مَنْ تَرَكَهَا مِن خَوْفِ اللَّهِ أَثَابَهُ جَلَّ وَعَزَّ إِيمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ))[2]

ترجمہ: نگاہ، ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ جو اس اللہ سے ڈرتے ہوئے ترک کر دے اللہ عزوجل اس کے بدلے اسے [نور] ایمان عطا کرے گا پھر وہ اپنے دل میں [ایمان] کی حلاوت محسوس کرے گا۔

بری نگاہ اور نظر بہت سارے مفاسد کی جڑ ہے۔ یہ دل میں وسوسہ اور ارادہ بد ڈال دیتی ہے پھر وہ ارادہ دھیرے دھیرے پختہ ہو جاتا ہے اور بالآخر عملی شکل میں وقوع پذیر ہو جاتا ہے۔

کسی شاعر نے کہا:

كلُّ الحوادثِ مبدأُها من النظر ومُعظَمُ النارِ مِنْ مُستَصْغرِ الشَرِرِ

كْم نظرةٍ فعلتْ في قلب صاحبها فِعْلَ السهامِ بلا قوسٍ ولا وترِ[3]

ترجمہ: تمام حوادث کا محل ابتداء نظر ہے، بڑی آگ ایک چھوٹی چنگاری سے ہی لگتی ہے کتنی نگاہیں نظر کرنے والے کے دل میں اس طرح بیٹھ جاتی ہے جس طرح تیر کمان اور چلے کے درمیان بیٹھ جاتا ہے۔

۱۔ الداء والدواء، ابن قیم جوزی، دار عالم الفوائد، مجمع الفقہ الاسلامی جدہ، س ن، ص:۳۴۸

۲۔ المستدرک للصحیحین، ابو عبد اللہ حاکم محمد بن عبد اللہ، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۰ء، طبع اولی، کتاب الرقاق، رقم ۷۸۷۵، ج ۴، ص:۳۴۹

۳۔ الداء والدواء، ابن قیم جوزی، ص:۳۵۰

نگاہ گویا "خطوات شیطان" میں سے ہے اگر انسان شیطان کے قدموں کے پیچھے چلے تو پشیمانی کے سوا کچھ نہ حاصل ہو گا۔ رسالتمآب ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا:

((يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَت لَكَ الآخِرَة))[1]

ترجمہ: اے علیؑ پہلی نگاہ کے بعد دوسری نگاہ سے پرہیز کرو کیونکہ پہلی نظر تمہارے حق میں ہے دوسری نہیں۔

اسلام نے پہلی نظر دیکھنے کی اجازت اس لئے دی کیونکہ پہلی نظر اکثر انسان کے اختیار میں نہیں ہوتا یا اپنی اور پرائی کی پہچان کے لئے بھی نظر ضروری ہے۔ اگر بالکل ہی نظر سے منع کیا ہوتا تو نظام زندگی میں عسر و حرج لازم آتا۔

عورت اور مرد کے مابین فطرتاً ایک دوسرے کے لئے کشش ہوتی ہے جو بقاء نوع بشریت کے لیے ضروری بھی ہے اور خطرناک بھی۔ اسلام نے اس خواہش کو فطری اور قانون کے پرامن دائرے میں رہتے ہوئے پورا کرنے کی ہدایت کی ہے اور اسی میں نصف دین قرار دیا ہے جب کہ اس سے پھیلنے والی خرابیوں کی راہ روکنے کے لئے اقدامات کئے ہیں۔ چنانچہ جہاں فطرتاً یہ خواہش انسان میں رکھی ہے وہاں قانوناً اسے لگام بھی دی ہے۔ فطرت اور شریعت دونوں کے امتزاج سے نسل انسانی کو جہاں بقا مل جاتی ہے وہاں نسلی اختلاط اور بے عفتی سے تحفظ مل جاتا ہے۔ اس شرعی لگام کا نام "نکاح" ہے۔

سورہ نور کی مذکورہ آیت میں شریعت مقدس اسلام نے عورت کو نگاہوں اور فروج کی حفاظت اور اپنی زینت کو غیر مرد سے پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا اور اس بات کی بھی تاکید کی ﴿ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ﴾[2] اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رکھیں۔ اپنے محرموں کے علاوہ باقی مردوں سے پردہ کا حکم عمومی ہے حتی کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہا جنہیں قرآن نے مومنوں کی مائیں قرار دی ہیں ان پر بھی پردہ کو لازمی قرار دیا قرآن مجید نے ازواج النبی رضی اللہ عنہا کو حکم دیا۔ ارشاد رب العزت ہے:

۱۔ سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب مایؤمر بہ من غض النظر، رقم ۲۱۴۹، ج ۳، ص ۴۸۱
۲۔ النور: ۳۱/۲۴

﴿وَقَرۡنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ ٱلۡجَٰهِلِيَّةِ ٱلۡأُولَىٰ﴾[1]

"ترجمہ: اور اپنے گھروں میں جم کر بیٹھی رہو اور قدیم جاہلیت کی طرح اپنے آپ کو نمایاں کرتی نہ پھرو۔"

اس کی تفسیر میں اِمام ابن جریر طبریؒ لکھتے ہیں:

"تبرج سے مراد اظہار زینت اور عورتوں کا مردوں کے سامنے اپنے محاسن کو ظاہر کرنا ہے"[2]

دور جاہلیت میں چونکہ پردہ کا رواج نہ تھا اور اسلام کے ابتدائی ایام میں بھی حجاب اور پردے کا خاص رواج نہ تھا اسی لئے لوگ امہات المومنین رضی اللہ عنہا کو دیکھتے بھی تھے اور پہچانتے بھی تھے۔ جیسا کہ واقعہ افک میں صفوان بن جمل نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھتے ہی پہچان لیا کیونکہ حکم حجاب سے قبل انہوں نے آپ کو دیکھا ہوا تھا۔[3] لیکن حکم حجاب کے بعد امہات المومنین پردہ کیا کرتی تھیں۔

حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کرام کو بھی حکم دیا کہ وہ اپنی بیویوں کے پردے سے متعلق احتیاط کرے۔ چنانچہ صحابی رسول دِحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک کپڑا دیا اور فرمایا: "اس کے دو ٹکڑے کرو۔ ایک سے قمیص بنالو دوسرا اپنی بیوی کو دیدو تاکہ وہ اس کا دوپٹہ بنائے"۔ جناب دحیہ رضی اللہ عنہ جانے لگے تو رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((وَأْمُرِ امْرَأَتَكَ أَنْ تَجْعَلَ تَحْتَهُ ثَوْبًا لَا يَصِفُهَا))[4]

ترجمہ: اپنی بیوی کو حکم دو کہ اس کے نیچے کپڑا لگالے تاکہ یہ دوپٹہ پہن کر اس کے بال ظاہر نہ ہوں۔

۱۔ الاحزاب: ۳۳/۳۳

۲۔ جامع البیان عن تاویل آی القرآن معروف بہ تفسیر طبری، ابن جریر طبری، ۱۴۲۲ھ، طبع اولی، تفسیر آیت احزاب ۳۳، ج۱۹، ص: ۹۷

۳۔ تفسیر در منثور، عبد الرحمن جلال الدین سیوطی، ترجمہ پیر کرم شاہ الازھری، ضیاء القران پبلکیشنز، نومبر ۲۰۰۶ء، ج۵، ص: ۷۸

۴۔ سنن أبي داود، حافظ ابی داؤد سلیمان بن اشعث، دار رسالۃ العالمیۃ، ۲۰۰۹م، طبع اولی، رقم ۴۱۱۶، ج۶، ص: ۲۰۴

رسول اکرم ﷺ نامکمل، باریک یا چست لباس پہننے والی خواتین سے ناراحتی کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور اس حالت میں حاضر ہوئیں کہ انہوں نے باریک کپڑا پہنا ہوا تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اپنا چہرہ انور موڑ لیا اور فرمایا:

((يَا أَسْمَاءُ، إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ تَصْلُحْ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَهَذَا))[1]

ترجمہ: اے اسماء جب عورت حد بلوغت کو پہنچے تو اس کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے مگر ان اعضاء کے۔(آپؐ نے اپنے چہرہ مبارک اور دونوں ہاتھوں کی طرف اشارہ فرمایا)۔

لہذا مومن عورتوں کے لئے مناسب نہیں کہ ایسے باریک اور غیر ساتر لباس پہنے جس سے اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ تمیمی خواتین باریک لباس میں آئیں تو آپ نے ان سے کہا کہ اگر تم مومن عورتیں ہو تو سنو یہ ایمان والی عورتوں کا لباس نہیں ہے۔[2]

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کی بھتیجی حفصہ بنت عبد الرحمن باریک دوپٹہ اوڑھ کر آئیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ دوپٹہ پھاڑ دیا اور ایک موٹا دوپٹہ پہنا دیا۔[3]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صرف ایک باریک دوپٹہ اپنی بھتیجی کے سر پر دیکھا تو غصہ میں آکر اسے پھاڑ دیا اور غضب ہوئیں۔ آج اس نبی کا کلمہ پڑھنے والی اور اسلام سے رشتہ جوڑنے والی خواتین باریک دوپٹہ رکھنا تو دور کی بات ہے ان کے سر سے دوپٹہ ہی غائب ہو چکا ہے۔ سر بازار حواء کی بیٹیاں اپنے اجزائے بدن کی نمائش کرتی ہیں اپنے جسم کا انگ انگ زمانے کو نظارا کرتی پھر رہی ہیں۔ شادیوں میں ایسے ملبوسات پہن کر سر عام لوگوں کے سامنے جاتی ہیں جس سے ان کے بدن کے آدھے سے زیادہ حصہ ظاہر ہو رہا ہوتا ہے۔ کہیں قمیص کے بازو غائب ہوتے ہیں تو کہیں گلا کشادہ رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایسے ملبوسات بھی کبھی ساتر نہیں بن سکتے جو ظاہراً جسم کو ڈھک بھی لے لیکن اس سے جسم

۱۔ سنن ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فیما تبدی المراۃ من زینتھا، رقم ۴۱۰۴، ج۶، ص:۱۹۸-۱۹۹

۲۔ عودۃ الحجاب، محمد احمد اسماعیل المقدم، دار القمۃ، ۲۰۰۴م، طبعۃ الثانیہ، ج۳، ص:۹۸

۳۔ الطبقات الکبری، محمد بن سعد معروف بابن سعد، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۹۰م، طبع اولی، ج۸، ص:۵۶

کے اندر کی رنگت نظر آجائے یا اس قدر چست اور کسا ہوا (Fitting) ہو جس سے اعضاء ستر کی بناوٹ نمایاں ہو جاتی ہو۔ رسول اکرم ﷺ نے ایسی خواتین کو حدیث مبارکہ میں کاسیات عاریات سے تعبیر فرمائی ہے:

((نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ --- لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا))[1]،

ترجمہ: وہ عورتیں جو ملبوس ہونے کے باوجود عریان ہوتی ہیں، جو دوسروں کو اپنی طرف اور خود دوسروں کی طرف مائل ہوتی ہیں وہ کبھی جنت میں داخل نہیں ہوسکتی اور نہ ہی جنت کی خوشبو سونگھ سکتی ہیں۔ جبکہ جنت کی خوشبو فلاں مسافت تک آئے گی۔ کچھ روایات میں ذکر ہے کہ خوشبو پانچ سو سال کی مسافت تک آئے گی۔[2]

کاسیات یعنی ملبوس خواتین کو عاریات یعنی عریان اور بے لباس خواتین سے تعبیر کیا گویا یہ لباس پہن کر بھی حقیقت میں بے لباس ہی ہے۔ چنانچہ رسالتمآب ﷺ رات بیدار ہوتے اور آسمان کی طرف نظر کرکے فرماتے: یہ رات کتنے خزانے ظاہر کر رہی ہے؟ کیسے فتنے واقع ہو رہے ہیں؟ کتنی عورتیں ہیں جو دنیا میں لباس پہنے ہوئے ہیں، جبکہ آخرت میں ننگی ہونگی۔[3]

یہ وہی عورتیں ہیں جو دنیا میں لباس کو اہمیت نہیں دیتیں اور لباس کا مقصد اولی سے منحرف ہوتی ہیں جس سے شریعت نے منع فرمایا ہے۔ جہاں خواتین خصوصاً گرمیوں کے ملبوسات کے نام پر بالکل نازک اور باریک کپڑے پہنا کرتی ہیں وہیں کچھ مغرب زدہ خواتین جینس اور ٹی شرٹ بھی آزادانہ پہن کر گھومتی ہیں جس میں ان کے اعضاء کی ساخت بڑی آسانی سے نظر آتی ہیں۔ چوڑی دار پاجامے بھی رائج ہوتے جارہے ہیں۔ خواتین کے پاجامے ٹخنوں سے اوپر رہتے ہیں اور ان کی پنڈلیاں نظر آرہی ہوتی ہیں، ہاتھوں کو کہنیوں تک کھلا رکھتی ہیں، گلا اس قدر کھلا ہوتا ہے کہ گردن اور سینہ نظر آرہا ہوتا ہے۔ ٹائٹس (تنگ پاجامے) پہن کر چاک کو لمبا رکھ لیتی ہیں جس سے جسم کی ساخت واضح ہو جاتی ہے۔ یہ ملبوسات غیر ساتر ہونے کے ساتھ ساتھ مہنگے داموں بھی خرید لئے جاتے ہیں۔

۱۔ صحیح المسلم، کتاب اللباس، رقم ۲۱۸۴، ج۵، ص۴۹۶-۴۹۷

۲۔ المعجم الأوسط للطبراني، سلیمان بن احمد الطبرانی، تحقیق طارق بن عوض اللہ بن محمد، دار الحرمین قاہرہ، ط ۱۴۱۵ھ، رقم ۴۸۳۹، ج ۵، ص:۱۵۹

۳۔ صحیح بخاري، محمد بن اسماعیل بخاري، کتاب اللباس، باب ماکان النبی من اللباس والبسط، رقم ۵۸۴۶، ج۷، ص:۴۴۳

فقہاء کے فتاویٰ بھی ایسے ملبوسات کی ممانعت کے متعلق ہیں:

"عورت زینت کے لئے پتلون یا چست لباس نہیں پہن سکتی کیونکہ یہ شرعی تقاضے پورے نہیں کرتا اور یہ انتہائی باریک اور مختصر ہوتا ہے جو عورت کے نشیب و فراز، پیٹ اور ٹانگوں، پہلو اور سینہ سب کو نمایاں کرتا ہے۔ لہٰذا مسلمان ایسے لباس سے دور رہیں جو کہ فتنہ کے سیلاب برپا کر سکتا ہے۔"[1]

اگر ایسے ملبوسات کی بجائے صرف ایک لمبی چادر لی جائے جو ان کے جسم کو چھپا سکے تو خواتین باوقار بھی لگیں اور ساتھ میں غیر ضروری اخراجات سے بھی بچ جائیں۔

۲۔ تشبہ نہ ہو: تشبہ عربی زبان کا لفظ ہے جو شبہ (ش ب ح) سے ماخوذ ہے۔ کسی کے ساتھ رنگ یا وصف میں ہم رنگ یا ہم صفت ہونے کو کہتے ہیں۔ تشبہ بالغیر کا مطلب ہے غیر کے ساتھ عمل میں مماثل ہونا۔[2]

اصطلاح میں تشبہ عبارت ہے انسان کا شکل، صورت، ملبوسات اور صفت میں متشبہ بہ کی طرح ہونا۔ تشبہ بقوم کا مطلب ہوتا ہے اس قوم کے افعال، ان کی سیرت، ان کے ملابس کو اخذ کرے اور ظاہراً یا باطناً ان سے تطابق اختیار کرے۔[3]

تشبہ بالغیر سے مراد اپنی اور اپنوں کی صورت و سیرت کو چھوڑ کر غیروں اور پرائیوں کی صورت و سیرت کو اپنا لینا تشبہ بالغیر کہلاتا ہے۔[4]
تشبہ کی دو اقسام ہیں۔
۱۔ تشبہ منہی عنہ ۲۔ تشبہ مباح
تشبہ منہی عنہ یعنی ایسا تشبہ جس سے شریعت اسلام نے منع کیا۔

تشبہ منہی عنہ میں سے چند ایک یہ ہے:

۱۔ خواتین کا انسائیکلوپیڈیا مع تحفۃ النساء، محمد عظیم حاصلپوری، نظر ثانی شیخ عبد السمیع، دار القدس لاہور، اشاعت ۲۰۰۷ء، ص:۱۸۴
۲۔ معجم مقاییس اللغۃ، ابی الحسین احمد بن فارس، تحقیق عبد السلام ھارون، دار الفکر للطباعۃ، طبع ۱۹۷۹م، ج۳، ص:۲۴۳
۳۔ السنن والآثار، سھیل حسن عبد الغفار، دار السلف للنشر والتوزیع ریاض، ۱۹۹۵م طبع اولی، ص:۳۵
۴۔ لباس کے اسلامی آداب اور اس کے مسائل، مفتی محمد سلمان، جامعہ انوار العلوم شادباغ کراچی س ن، ص:۴۸

۱۔ چوپائیوں سے تشبہ: جیسے کوے کے ساتھ تشبہ نماز میں منع کیا گیا ہے۔[1]

۲۔ شیطان سے تشبہ: شیطان کی طرح بائیں ہاتھ سے پانی پینے سے منع کیا گیا۔[2]

۳۔ کافروں کے ساتھ تشبہ

۴۔ مرد و عورت کا جنس مخالف سے تشبہ

تشبہ مباح: منھی عنہ تشبہ کے علاوہ باقی تشبہ مباح ہیں یعنی ایسا تشبہ جس سے شریعت نے منع نہیں کیا۔ ان مباح تشبھات میں سے کچھ مستحسن ہیں جیسے رسول اکرم ﷺ، اہلبیت اور اصحاب کرام کے اخلاق، لباس، معاشرت وغیرہ میں تشبہ اختیار کرنا۔

تشبہ بالکفار:

دین مبین اسلام مسلمانان عالم کی شناخت اور پہچان پر بھی زور دیتا ہے۔ تشبہ بالکفار سے نہی کرنا تکالیف ربانیہ میں سے ہے جس کا تذکرہ آیات و روایات میں مختلف ادلوں کے ساتھ ملتا ہے۔

ظاہراً تشبہ بالکفار ان کے ساتھ مودت، مسائرت اور خواہشات میں ان کے ساتھ مطابقت کا لازمہ ہے۔

تشبہ بالکفار سے عہد مدنی میں نہی کیا گیا تاکہ ظلمات کفر سے نور ایمان کی طرف آنے کے بعد اہل ایمان کو متمیز کیا جا سکے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ))[3]

ترجمہ: جو کوئی کسی قوم کے ساتھ تشبہ اختیار کرے وہ انہی میں سے شمار ہو گا۔

۱۔ سنن النسائي، ابوعبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی نسائی، مکتب المطبوعات الإسلامیۃ حلب، طبع ۲، ۱۹۸۶ م، کتاب التطبیق، رقم ۱۱۱۲، ج ۲، ص: ۲۱۴

۲۔ صحیح المسلم، مسلم بن حجاج نیشاپوری، کتاب الاشربہ، رقم ۲۰۲۰، ج ۳، ص: ۱۵۹۸

۳۔ سنن ابوداود، ابوداؤد سلیمان بن الأشعث السجستانی، کتاب اللباس، رقم ۴۰۳۱، ج ٦، ص: ۱۴۴

یہ حدیث مشہور ہمیں اپنے افکار، کردار، رہن سہن، چال ڈھال اور عادات واطوار پر غور کرنے کا حکم دے رہی ہے کہ کہیں تم کفار سے تشبہ کر کے ان کی تقلید تو نہیں کر رہے ہو؟ خدانخواستہ بروز محشر ان کے ساتھ محشور نہ ہو جائے۔

تشبہ بالکفار اہل اسلام کے ایمان کی کمزوری کی علامت ہے جسے وہ ترقی اور روشن خیالی سے تعبیر کرتا ہے۔ ایک مسلمان کا اپنے ملبوسات ترک کر کے غیروں کے کے ملبوسات کو اپنانا گویا اسلامی ثقافت اور رسم ورواج سے منہ پھیرنا ہے۔

جب مسلمان کفار کے ملبوسات زیب تن کرتا ہے تو اس کے اثرات اس کے دل پر مرتب ہوتے ہیں۔ اس کے دل میں کفار کی ثقافت بیٹھ جاتی ہے جس کے ہوتے ہوئے دینی واسلامی ثقافت دل میں موجزن نہیں ہو سکتی۔

امور ظاہر یہ میں مشابہت امور باطنیہ میں بھی مشابہت کا موجب بنتی ہے جیسے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جو یہود و نصاریٰ مسلم معاشروں میں رہتے ہیں ان میں کفر کی شدت دیگر کی نسبت کم پائی جاتی ہے اسی طرح جو مسلمان اغیار کے معاشرے میں رہتے ہیں ان میں ایمان کی وہ قوت نہیں ہوتی جو ایک خالص مسلم معاشرے کے افراد میں ہوتی ہیں۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ غیر مسلم معاشروں میں لوگ مسلمانوں سے زیادہ Civilized، بااخلاق اور اچھے عادات وخصائل کے حامل ہوتے ہیں لہذا وہ ہم سے بہتر ہیں اس لئے ان سے متاثر ہو کر ان کے عادات واطوار حتی ملبوسات میں ان کی تقلید کرتے ہیں۔

امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

> "یہ جتنے اخلاق حمیدہ ہیں یہ اسلام کے سنہری اصول ہیں جس کا مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے۔ ہم اس بات کو بھی تسلیم نہیں کرتے کہ کفار معاشرے میں فعلاً یہ اوصاف پائے جاتے ہیں جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ غیر مسلم معاشرہ کس طرح اخلاقی پستی کا شکار ہے ان میں حسد، دھوکہ دہی، خیانت، بغاوت وفساد، جھوٹ اور بے راہ روی وغیرہ کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ پس آج مسلمانوں کو

اپنی امتیازی حیثیت کو دنیا پر واضح کرنا چاہئے اور جتنا ہو سکے کفار کی تقلید اور پیروی سے اجتناب کرنا چاہئے "[1]

اسلام نے کفار کے ساتھ ان کے ملبوسات میں مشابہت سے منع کیا ہے۔ لباس ایسی چیز ہے جس سے انسان کی شناخت ہوتی ہے اور ایک مسلمان کے لئے ہر گز یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنی شناخت چھپا کر اغیار کی شناخت کو اپنائے اور اسے فروغ دے۔ اس سے کفار کی ثقافت کو فروغ ملتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: جو بھی کسی قوم کی شباہت اختیار کرے گا وہ انہی میں سے ہو گا۔[2]

اس حدیث کی رو سے کفار کے مخصوص ملبوسات کو پہننا ایک مسلمان کے لئے بالکل سزاوار نہیں ہے۔ جبکہ آج ہم اس قدر اہل یورپ کے گرویدہ ہو چکے ہیں کہ ان کے ملبوسات اپنانے کو افتخار سمجھتے ہیں۔ ایک مسلمان معاشرے میں اسکول سے لیکر کالجوں یونیورسٹیوں تک، گھر سے لیکر معاشرے تک اور گلی سے ایوانوں تک یورپی ملبوسات کو ہی فوقیت دیتے ہیں۔ ہم اپنی ذاتی شناخت کو چھپانے کی از حد کوشش کر رہے ہیں جو نہ صرف احساس کمتری کا نتیجہ ہے بلکہ ذہنی غلامی کی بھی علامت ہے۔

پیغمبر اکرم ﷺ نے نہ صرف کفار کے ساتھ تشبہ سے منع فرمایا بلکہ مخالفت اہل کتاب کا حکم بھی دیا۔

آپ رؤساء قریش کے پاس تشریف لے گئے جن کی داڑھی سفید تھی۔ فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ حَمِّرُوا وَصَفِّرُوا، وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ. قَالَ: فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يَتَسَرْوَلُونَ وَلَا يَأْتَزِرُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَسَرْوَلُوا وَائْتَزِرُوا وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ. قَالَ: فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ

۱۔ اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الجحیم، احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ، تحقیق ناصر عبد الکریم العقل، دار اشبیلیا ریاض، ۱۹۹۸ء، ط دوم، ج۱، ص: ۵۲

۲۔ سنن ابو داود، ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، کتاب اللباس، رقم ۴۰۳۱، ج۶، ص: ۱۴۴

يَتَخَفَّفُونَ وَلَا يَنْتَعِلُونَ. قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَتَخَفَّفُوا وَانْتَعِلُوا وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ))[1] اسناده صحيح

ترجمہ: اے گروہ انصار! اپنی داڑھی کو سرخ اور زرد کرو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔ عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اہل کتاب شلوار پہنتے ہیں جبکہ ازار نہیں پہنتے۔ فرمایا: شلوار بھی پہنو اور ازار بھی اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔ عرض کی: یارسول اللہ ﷺ وہ نحیف موزے پہنتے ہیں جوتے نہیں پہنتے۔ فرمایا: موزے بھی پہنو اور جوتے بھی اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنی داڑھی کو رنگ اور زعفران سے رنگنے، شلوار اور ازار دونوں پہنے اور خفاف (موزہ) اور نعال (جوتے) پہننے کا حکم دیا ہر فقرے کے ساتھ یہ حکم بھی دیا کہ وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ اہل کتاب کی مخالفت کرو۔

عبد اللہ ابن عمرو بن عاص کہتا ہے کہ ایک دن رسول خدا نے مجھے زرد رنگ کے لباس میں ملبوس دیکھا۔ آپ نے فرمایا:

((إِنَّ هَذِهِ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا))[2]

ترجمہ: یہ کفار کے ملبوسات میں سے ہے اسے زیب تن نہ کرو۔

زرد رنگ میں رنگا ہوا لباس چونکہ کاہن، جوگی اور سادھو پہنتے ہیں۔ ممکن ہے نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں کاہنوں کا لباس یہی ہوتا ہو جس کی وجہ سے پہننے سے منع کیا گیا۔ کاہنوں اور راہبوں کے ملبوسات پہننے سے منع کیا گیا ہے جس کی طرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی اس روایت میں بھی ذکر ملتا ہے۔

ابی کریمہ سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر کوفہ پر فرمارہے تھے ایھا الناس میں نے رسالتماب ﷺ کی زبان سے یہ سنا ہے:

((اِيَّاكُمْ وَلِبَاسُ الرُّهْبَان، فَاِنَّهُ مِنْ تَرهُب اَوْ تَشَبُّه فَلَيْسَ مِنِّى))[3]

۱۔ مسند احمد بن حنبل، امام احمد بن حنبل، موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۲۹ھ طبعۃ الثالثۃ، ۱۴۲۹ھ، رقم ۲۲۲۸۳، ج ۳۶، ص ۶۱۳

۲۔ صحیح مسلم، کتاب الاشربہ، باب آداب الطعام والشراب واحکامھما، رقم ۲۰۷۷، ج ۴، ص: ۶۲۲

۳۔ المعجم الاوسط، ابی القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی، دار الحرمین قاہرہ، ۱۴۱۵ھ، رقم ۳۹۰۹، ج ۴، ص ۱۷۸

ترجمہ: رہبان (پیشوائے نصاریٰ) کے ملبوسات سے پرہیز کرو جس نے بھی رہبانیت کا رستہ اپنایا یا ان سے تشبہ اختیار کیا اس کا مجھ سے تعلق نہیں ہے۔

رہبان نصاری کے ان پیشواؤں کو کہا جاتا ہے جو دنیا اور اپنی خواہشات کو ترک کر کے صرف عبادت کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ جو ملبوسات ان پیشواؤں کے ساتھ مختص ہیں ان سے اجتناب کیا جائے۔

شیخ محمد بن صالح العثیمین لکھتے ہیں:

"ایسا لباس جو صرف ان (کفر) کے ساتھ مخصوص ہو مسلمان کے لئے اس کا پہننا جائز نہیں چاہے وہ لباس ان کا دینی لباس ہو جیسے راہبوں کا لباس یا ان کا عادی لباس ہو جس کے متعلق لوگ یہ کہیں کہ یہ لباس کفار کا مخصوص لباس ہے پس وہ حرام ہے۔"[1]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"رسول خدا مسجد میں ہمارے درمیان موجود تھے اتنے میں ایک خاتون داخل ہوئی جو ہر طرح سے مزین تھی رسالتمآب نے اصحاب کی طرف منہ کر کے فرمایا: اے لوگو! اپنی عورتوں کو لباس زینت سے اور مسجد میں تبختر و تکبر سے روکو۔ بنی اسرائیل پر طوق لعنت تب نازل ہوا جب ان کی عورتیں لباس زینت پہننے لگیں اور مسجد میں تبختر کرنے لگی۔"[2]

اس حدیث میں عورت کو اپنے شوہر کے علاوہ لباس زینت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس سے معاشرے میں مفاسد کو رواج ملتا ہے اور یہی لباس زینت بنی اسرائیل پر لعنت کا سبب بنا جس سے ان کی ہلاکت ہوئی۔[3]

شیخ ابن باز لکھتے ہیں:

"جس طرح مردوں پر اعداء اللہ کی مشابہت حرام ہے اسی طرح خواتین پر بھی واجب ہے کہ ستر و حجاب کا خیال کریں اور کفار کی سازشوں، فتنوں اور تبرج و تعاری سے خود کو محفوظ رکھے۔"[4]

۱۔ الشرح الممتنع علی زاد المستقنع، محمد بن صالح العثیمین، باب صلاۃ الجمعہ، دار ابن جوزی، س ن، ج ۵، ص: ۲۹

۲۔ لباس الرسول والصحابۃ والصحابیات، ابو طلحہ محمد یونس بن عبد الستار، مطبع الوحید مکہ مکرمہ، ۱۴۲۷ھ، طبع اولی ص: ۱۱۴

۳۔ السنن والآثار فی النھی عن التشبہ بالکفار، سہیل عبد الغفار، دار السلف ریاض، ۱۹۹۵ء طبع اولی، ص: ۳۱۶

۴۔ فتاویٰ نور علی الدرب، عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز، موسسہ شیخ عبد العزیز بن باز، س ن، ج ۱، ص: ۴۶۲

آج کے دور میں مسلمان ممالک میں بھی خواتین گھر سے مکمل زیب وزینت اور بناو سنگھار کے بعد ہی نکلتی ہے اور گلیوں، بازاروں میں اپنے جسم کی نمود و نمائش کرتی ہیں۔ مغرب سے متاثرہ خواتین اسلامی شعار کو ننگ تصور کرتی ہیں اور اسلامی لباس میں ملبوس خواتین کو قدامت پسندی کا طعنہ دیتی ہیں۔

۸ مارچ ۲۰۱۹ کو عالمی یوم خواتین کے موقع پر پاکستان کے مختلف شہروں میں "عورت آزادی مارچ" کے نام سے دن منایا گیا جس میں مغرب پرست اور نام نہاد لبرل خواتین انتہائی غیر مہذب اور غیر اخلاقی پلے کارڈز ہاتھ میں لئے شاہراہوں پر احتجاج کرتی رہی۔ ان کارڈز میں خواتین کی آزادی کے نعرے بمع تصاویر درج تھے۔ ان خواتین کا مقصد یورپی طرز کا نظام زندگی کا حصول تھا جس میں عورت کو اس بات کی مکمل آزادی ہو کہ وہ لباس جس طرح کا مرضی پہن لے یہاں تک کہ وہ اپنے جسم کی نمائش کا حق بھی رکھتی ہے۔[1]

یہ عورت مارچ اسلامی اقدار کی بنیادوں پر ایک خطرناک وار ہے جس کے تانے بانے کہیں دور ممالک میں جا کر ملتے ہیں۔ اس مارچ میں اسلامی عائلی نظام سے لیکر معاشرتی نظام تک کو غیر محفوظ بنا دیا گیا ہے۔ حکومتی سطح پر ایسے مارچ پر مکمل پابندیاں لگنی چاہئے تاکہ اسلام کے نام پر آزاد ہونے والے اس ملک کا وقار باقی رہ سکے۔

جنس مخالف کے ساتھ تشبہ

دین مبین اسلام نے جہاں کفار کے ساتھ لباس میں تشبہ سے منع کیا ہے وہیں جنس مخالف کے ساتھ بھی تشبہ سے منع کیا ہے یعنی مرد کے لئے جائز نہیں کہ خواتین کے ساتھ مخصوص لباس زیب تن کرے اور اسی طرح خواتین کے لئے بھی جائز نہیں کہ مردوں کے مخصوص لباس سے ملبس ہو جائے۔ اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ اگر طرز خیاطہ میں مشابہت ہو تو بھی جائز نہ ہو مثلاً اگر دونوں قمیض شلوار ہیں، دونوں میں آستین، گلہ، دامن وغیرہ ہیں تو یہ تشبہ کے زمرے میں نہیں آتا بلکہ وہ خصوصیات جو صرف جنس مخالف کے ساتھ مخصوص ہو اس کو اپنانا درست نہیں۔[2] جیسے خواتین کے قمیص میں پھولوں کے خاص نقش و نگار ہوتا ہے، مخصوص جوتے ہیں ان کا استعمال مرد کے لئے مناسب نہیں ہے اور اسی طرح مردوں کے خاص قمیص، پینٹ، جوتے وغیرہ کا خواتین کے لئے پہننا نامناسب ہے۔

---

1 The express tribune, page 4, 9 march 2019, Karachi, Lahore, Islamabad edition

۲۔ فتاوی نور علی الدرب، ج۱، ص:۲۲۹۵

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

((لَعَنَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنْ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَلَعَنَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنْ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ))[۱]

ترجمہ: اللہ نے ان مردوں پر لعنت کی ہے جو عورتوں کے ساتھ تشبہ اختیار کرتا ہے اسی طرح ان عورتوں پر بھی لعنت کی ہے جو مردوں کے ساتھ تشبہ اختیار کرتی ہیں۔

آج کے معاشرے میں مردوں کے لباس خواتین اور خواتین کے لباس مرد بآسانی پہن لیتے ہیں اور عار محسوس نہیں کرتے۔ آج پاکستان کے معاشرے میں خاص طور پر جامعات میں خواتین کے ملبوسات اور مردوں کے ملبوسات ایک جیسے ہی نظر آتے ہیں۔ جینس کی پینٹ اور شرٹ خواتین بھی پہن لیتی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا: اگر کوئی خاتون ایسا جوتا پہن لیتی ہے جو مردوں کے ساتھ مخصوص ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

((قَالَتْ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ الرَّجْلَةُ مِّنَ النِّسَآءِ))[۲]

ترجمہ: فرماتی ہیں: اللہ کے رسول نے مردوں سے مشابہت سے اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

اگرچہ لباس کی ہیئت ہر ملک کی عادت کے اختلاف سے مختلف ہوتی ہے لیکن چند چیزیں عورتوں کے ساتھ مخصوص ہوتی ہیں۔ جیسے دوپٹہ، برقعہ، سکارف وغیرہ۔[۳]

پس یہ وہ شرائط ہیں جو اسلام نے انسان کے ملبوسات کے لئے لازم کئے ہیں۔ اسلامی تصور لباس سے مراد وہی لباس ہے جس میں مذکورہ شرائط موجود ہوں۔

۱۔ صحیح بخاري، کتاب اللباس، باب المتشبھون بالنساء، رقم ۵۸۸۵، ج۷، ص:۱۵۹

۲۔ سنن ابو داود، ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، کتاب اللباس، رقم ۴۰۳۱، ج۶، ص:۱۹۵

۳۔ الموسوعة الفقهیه، وزارة الاوقاف والشئون الاسلامیة کویت، طبع ثانیة، ۱۴۰۸ھ ج ۱۲،

فصل چہارم: لباس کا انسانی زندگی پر اثرات

فصل چہارم:

لباس کے انسانی زندگی پر اثرات

انسانی زندگی اور شخصیت پر اس کی بود و باش، رہن سہن، لباس و غذا کے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔کچھ اثرات روحانی نوعیت کے ہوتے ہیں اور کچھ جسمانی نوعیت کے۔ اسی طرح کچھ مثبت اثرات ہوتے ہیں اور کچھ منفی۔

محققین کے مطابق انسان کے پہنے جانے والے ملابس اس کا اس کی ذات اور نفسیات سے تعلق ہوتا ہے۔ لہذاانسان کو چاہئے کہ ہمیشہ بہتر ملبوسات زیب تن کریں تاکہ اس کی ذات، شخصیت اور زندگی پر مثبت اثرات مرتب ہوں۔

انسان کالباس اس کی تین قسم کی ضروریات پوری کرتا ہے۔اول یہ کہ اسے سردی اور گرمی سے بچاتا ہے۔ دوم انسان کی عفت و حیا کی حفاظت کرتا ہے اور سوم یہ کہ انسان کی تزئین و آرائش اور اس کے وقار کا سبب بنتا ہے۔ہر معاشرے میں رہنے والے مرد اور عورتوں کا لباس جہاں ان کی اقتصادی، اجتماعی اور جغرافیائی حالات کی نشاندہی کرتا ہے وہاں ان کے معاشرے میں حاکم اقدار کی نمائندگی بھی کرتا ہے۔ زیب و زینت کو حد میں رہ کر اختیار کرنے کے جواز کے بارے میں بلکل صریح الفاظ میں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ ٱللَّهِ ٱلَّتِىٓ أَخْرَجَ لِعِبَادِهِۦ وَٱلطَّيِّبَٰتِ مِنَ ٱلرِّزْقِ ﴾[1]

ترجمہ: کہہ دو اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہے اور کس نے کھانے کی ستھری چیزیں (حرام کیں)۔

دنیا میں رہنے والے تمام افراد اس دنیا کے بارے میں مختلف خیالات رکھتے ہیں۔ دنیا کی حقیقت کی مختلف تعبیریں کرتے ہیں۔ اس دنیا کے اندر انسان اپنی حیثیت کے بارے میں بھی اختلاف نظر رکھتا ہے۔ در اصل یہی چیزیں انسان کے لباس پہننے پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ ہر انسان دنیا کو اپنی نظر سے دیکھتا ہے اور اس میں اپنی ذات اور اپنے وجود کو مختلف شکل میں دیکھتا ہے۔ اس لئے اپنے آپ کو آراستہ اور مزین کرنے کو پسند کرتا ہے۔ پس کچھ

۱۔الاعراف:۷/ ۳۲

لوگوں کے نزدیک دنیاہی سب کچھ ہے اور خود کو اس دنیامیں آزاد اور مطلق العنان سمجھتا ہے، لہٰذا وہ اپنی اس دنیا کو بہتر بنانے کے لئے ہر طرح کی حرکتیں کرتا ہے۔ جبکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دنیاہی انسان کی منزل نہیں۔ بلکہ اس سے ماوریٰ بھی کچھ حقائق ہیں۔ یہ لوگ اپنے آپ کو اس دنیامیں ایک مسافر کی طرح سمجھتے ہیں۔ لہٰذا یہاں وہ ایسے ہی رہتے ہیں جیسے کوئی مسافر سفر میں رہتا ہے۔ اسی طرح مختلف لوگوں کے اپنے اور اس کائنات کے بارے میں مختلف خیالات اور تصورات ہوتے ہیں۔ لہٰذا انہی خیالات کے پیش نظر وہ اپنے آپ کو آراستہ و مزین کرنے کے لئے مختلف قسم کا لباس منتخب کرتا ہے۔ چنانچہ بڑے وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ ہر انسان کا لباس انتخاب کرنے میں شعوری یالاشعوری طور پر اس کے مذکورہ خیالات کا عمل دخل لازماً ہوتا ہے۔ انسان کا اپنی زینت و آرائش کرنے سے نہ صرف دوسرے لوگ اس کے بارے میں متاثر ہوتے ہیں اور ان کی نظر میں اس کی ایک خاص شخصیت بنتی ہے، بلکہ خود انسان اپنے اندر بھی مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے انسان کا لباس پہننے کا انداز اس کی شخصیت کی عکاسی کرتا ہے اور دوسروں کی نظر میں بھی اس کی ایک شخصیت بنتی ہے۔

انسانی جسم وروح کی سلامتی کے لئے مناسب لباس کے مثبت آثار:

لباس کے بارے میں وارد ہونے والی مختلف روایات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر انسان مناسب لباس کا انتخاب کرے تو اس کے اثرات انسان کے جسم اور اس کی روح کی سلامتی پر بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً مناسب لباس کے انتخاب سے انسان اپنے آپ کو ظاہری طور پر آراستہ کرتا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کا دل خوش ہوتا ہے۔[1] دوسروں کے نزدیک اس کی وجاہت بڑھ جاتی ہے اور اس کا احترام ہوتا ہے۔[2] اسی طرح بعض روایات کے مطابق پاک صاف لباس اور زرد رنگ کے جوتے پہننے سے انسان سے غم اور مصیبتیں دور ہوتی ہیں۔[3] یہی لباس اگر کسی فقیر کو دیں تو اس سے انسان کے تواضع و خشوع میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کا نفس اپنے قابو میں رہتا ہے۔[4] کچھ روایات کے مطابق کاٹن کا کپڑا پہننے سے بدن قوی اور مضبوط ہوتا ہے۔ اسی طرح آرام دہ کپڑے اور جوتے پہننے سے

۱۔ مکارم الاخلاق، رضی الدین طبرسی، تعلیق محسن کاظمی، ۱۳۸۹ھ، طبع اول، ص ۱۹۰

۲۔ بھشت اخلاق، مھدی نیلی پور، اصفھان، نشر موسسہ تحقیقاتی حضرت ولی عصر ۱۳۸۸ طبع پنجم، ص ۳۸۴

۳۔ مکارم الاخلاق، رضی الدین طبرسی، ص ۱۹۱

۴۔ حلیہ المتقین، محمد باقر مجلسی، انتشارات افشار، ۱۳۶۸، طبع اول، ص ۲۲۲، ۲۲۴

انسانی عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔[1] اسلام نے حد شرعی و حد اعتدال میں رہتے ہوئے جائز و پاک چیزوں کے ذریعہ ہر قسم کی زیب زینت اور آرائش و زیبائش کی اجازت دی ہے اور سنتِ نبوی سے بھی اس کی اجازت و حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔[2]

خوبصورت اور مزین لباس پہننا اور اپنے آپ کو ہر قسم کی پریشان حالی سے دور رکھنا انسان کے اندر ذوق سلیم اور نظام فکری موجود ہونے کی علامت ہے۔ لہٰذا کہا جاسکتا ہے کہ انسانی کی ظاہری حالت سے اس کی باطنی اور روحانی حالت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اگر انسان صحیح و سالم شخصیت کا مالک ہو گا تو ظاہری پریشان حالی اور بے نظمی سے گریزاں ہو گا اور صاف ستھرا اور منظم رہنے کو پسند کرے گا۔

روایات میں بھی انسان کے لباس اور اس کی شخصیت کے درمیان ربط کے بارے میں تذکرہ ہوا ہے۔ چنانچہ ذیل میں ایسے بعض روایات ذکر کئے جاتے ہیں جن میں انسان کی شخصیت پر اس کے لباس کا اثر بیان ہوا ہے:

۱۔ خوبصورت لباس اللہ سے نزدیک ہونے کا ذریعہ ہے۔ کیونکہ خداوند متعال خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ حدیث میں ہے:

((انَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ))[3]

ترجمہ: اللہ سراسر خوبصورت ہے اور خوب صورتی کو پسند فرماتا ہے۔

جب انسان کو یہ احساس ہو کہ اللہ اسے پسند کرتا ہے تو اس کی شخصیت پر نہایت مثبت اثر ہوتا ہے۔

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت نقل ہوئی ہے:

((اَلنَّظِيْفُ مِنَ الثِّيَابِ يَذْهَبُ الْهَمُّ وَالْحُزْن ، وَهُوَ طُهُور لِلصَّلَاةِ))[4]

۱۔ عیون الاخبار الرضا، محمد بن علی بابویہ المعروف شیخ صدوق، حمید رضا متقید، علی اکبر غفاری، دار الکتب الاسلامیہ تہران، ۱۳۶۵، طبع سوم، ج ۲، ص ۴۲

۲۔ تحفۃ النساء، مولانا محمد کمال الدین، المیزان ناشران و تاجرانِ کتب لاہور، سن ۲۰۰۷، ص ۱۲۹

۳۔ سنن ترمذی (الجامع الکبیر)، حافظ ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الکبر، رقم ۱۹۹۹، ج ۳، ص ۵۳۴

۴۔ وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ، محمد بن حسن حر العاملی، مؤسسۃ اہل البیت لاحیاء التراث، ۱۴۱۴ الطبعۃ الثانیہ، رقم ۵۷۶۳، ج ۵، ص ۱۴

ترجمہ: صاف ستھرا لباس پریشانی اور غموں کو دور کرتا ہے۔ نماز کے لئے صاف لباس پہننا ایک طرح کی پاکیزگی ہے۔

پس اس بنا پر انسان کی روحانی خوشحالی کا ایک ذریعہ صاف ستھرا لباس پہننا بھی ہے۔

۳۔ صاف لباس دشمن کی ذلت و خواری اور ان کے مقابلے میں انسان کی سربلندی کا ذریعہ ہے۔ امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ صاف اور پاکیزہ لباس دشمن کو ذلیل کرتا ہے۔[۱]

۴۔ لباس کا مقصد ستر پوشی (جسم ڈھانپنے) اور قابل ستر جگہوں کا ڈھانپنا ہے، لباس انسان کی عزت و زینت کا باعث ہے۔ لباس جسمانی عیوب اور شرم گاہیں چھپاتا ہے۔

مناسب لباس انسان کو لوگوں کے درمیان عزیز بنا دیتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "بہترین لباس وہ ہے جو تجھے لوگوں سے کمتر ہونے نہیں دیتا، ان کے درمیان تیری خوبصورتی اور آرائش کا باعث بنا ہے اور لوگوں کی زبانوں کو تیرے بارے میں بدگوئی کرنے نہیں دیتا۔"[۲]

۵۔ لباس میں خوشگوار رنگوں کا انتخاب انسان کے کاموں میں پیشرفت و ترقی اور ان کی فعالیتوں میں اضافے پر غیر مستقیم اثر رکھتا ہے اور انسان کی روحانی سلامتی اور طبیعی شخصیت پر مثبت اثرات رکھتا ہے۔ رنگوں کا انسانی تہذیب و تمدن کے ساتھ ساتھ انسانی شخصیت سے بھی گہرا تعلق ہے، رنگ ہمارے جذبات اور مزاج پر اثر انداز ہی نہیں ہوتے بلکہ یہ ہمارا موڈ بنا کر ان میں توانائی پھونکتے ہیں۔ یہ جذبات پر بھی اثر ڈالتے ہیں جو ہمیں خوش یا غمگین کر سکتے ہیں۔ [۳]

چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک روایت نقل ہوئی ہے۔

((قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَلْبِسُوا الْبَیَاض فَاِنَّهَا اَطْیَبُ وَاَطْهَرُ))[٤]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سفید لباس پہنو کیونکہ یہ پاک اور صاف لباس ہے۔

۱۔ حوالہ سابق، رقم ۵۷۶۲

۲-لباس، ستر، حجاب اور زینت و نمائش، ڈاکٹر طارق ہمایوں شیخ، فہم قرآن انسٹیٹیوٹ، جنوری ۲۰۱۰ء، ص ۱۴

۳-عامر صادق، شخصیت اور مزاج پر رنگوں کے اثرات، روزنامہ دنیا لاہور، ۱۸ اپریل ۲۰۱۵، ص ۱۵

۴۔ سنن ترمذی (الجامع الکبیر)، محمد بن عیسی الترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی لبس البیاض، رقم ۲۸۱۰، ج ۴، ص ۵۰۲

پس اس بنا پر جو لوگ خوشگوار رنگ کا لباس پہنتے ہیں، روحانی طور پر انہیں زیادہ سکون اور راحت ملتی ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لباس کا رنگ، اس کی جنس اور صفائی کی کیفیت کا انسان کی شخصیت پر براہ راست یا غیر مستقیم طریقے سے بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ بعض افراد کچھ خاص قسم کا لباس پہننے کی وجہ اپنی شخصیت مسخ کر بیٹھتے ہیں اور ان کے تمام کاموں کی حیثیت بدل کر رہ جاتی ہے۔ جبکہ بعض لوگ اپنے لباس کی وجہ سے معاشرے میں سب کی نظر میں محترم اور قابل عزت قرار پاتے ہیں۔ ہر کوئی انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ لہذا انسان کو اپنے لباس پر خاص توجہ دینی چاہیے۔

ایک اہم اور ناقابل انکار نکتہ، جس میں لباس کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے، وہ دوکانداروں کا لباس ہے۔ اچھا اور موزون لباس پہننے کی وجہ سے بعض دوکاندار لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور اپنے کاروبار کو بہتر چلانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ بعض دوکاندار اپنے کام میں اتنے مگن ہوتے ہیں کہ ان کو اپنے لباس کا خیال ہی نہیں رہتا۔ پھٹے پرانے اور میلے لباس پہن کر سمجھتے ہیں کہ بہت زیادہ محنت کرنے سے کاروبار چلے گا۔ جبکہ بہت سارے گاہک اس کے لباس اور صفائی کی حالت دیکھ کر اس سے دور ہوتے ہیں۔اس کے مقابلے میں جو لوگ مناسب لباس اور صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھتے ہیں، عام طور پر سالم فطرت والے لوگ ایسے شخص سے معاملہ کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہاں اچھا لباس سے مراد بہت مہنگا اور قیمتی نہیں، بے شک لباس بہت زیادہ قیمتی نہ بھی ہو لیکن اسی کو منظم اور خوبصورت انداز میں پہننے سے انسان کی شخصیت میں ایک مثبت اثر چھوڑتا ہے۔ کاروبار کو کامیاب کرنے میں بھی اس کا کافی اثر ہوتا ہے۔اسی طرح مناسب لباس مشتری کے نزدیک دوکاندار کی عزت و احترام کا بھی باعث بنتا ہے۔ ذیل میں کاروباری اہداف تک پہنچنے میں لباس کی تاثیر کے حوالے سے تین نکتوں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے:

۱۔ مناسب لباس پہننے سے خود اعتمادی بڑھ جاتی ہے۔

جیسا کہ ایک صحابی کے بارے میں واقعہ روایت میں آتا ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا: مجھے یہ بات پسند ہے کہ میرے کپڑے اچھے ہوں، میری چپل اچھی ہو تو کیا اس کو بھی تکبّر کہا جائے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ،وَلكِنَّ الْكِبْرَ مَنْ بَطَرَ الْحَقَّ وَغَمَّصَ النَّاسَ))[۱]

۱۔ سنن ترمذی (الجامع الکبیر)، محمد بن عیسیٰ الترمذی، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الکبر، رقم ۱۹۹۹، ج ۳، ص ۵۳۴

"ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ خوب صورتی کو پسند فرماتا ہے (لہٰذا یہ کوئی تکبّر نہیں) متکبّر وہ شخص ہے جو حق کے سامنے اکڑے اور لوگوں کو ذلیل سمجھے۔"

چنانچہ زیب و زینت اختیار کرنا اور خوبصورت نظر آنا ہر انسان کی فطری خواہش ہے، مناسب اور خوبصورت لباس پہننا دو طرح سے خود اعتمادی میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ پہلا یہ کہ اگر اچھا لباس پہننے سے انسان کو بہتری کا احساس ہوتا ہے۔ یہی احساس اس کی خود اعتمادی بڑھانے میں معاوٗن ثابت ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ مناسب لباس پہننے سے دوسروں کی نظر میں انسان باذوق اور سلیقہ مند دکھائی دیتا ہے، جس سے لوگ خاص احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ان کی نظر میں غیر ارادی طور پر اس شخص کے لئے احترام ہوتا ہے اور اس کی خوش لباسی کی تعریف کرتے ہیں۔ یہی چیز انسان کے اندر خود اعتمادی بڑھانے کا بڑا سبب بنتا ہے۔

۲۔ پہلا تاثر تادیر قائم رہتا ہے۔

یہ نکتہ روایات میں بھی ملتا ہے اور انگریزی زبان میں بھی ایک محاورے کی طرح استعمال ہوتا ہے۔ (First impression is the last impression.) پہلی نظر میں کسی بھی انسان کے بارے میں جو تاثر پیدا ہوتا ہے وہ آخر تک یا بہت دیر تک قائم رہتا ہے۔ اسی لئے جب بھی کسی نئی جگہے پر یا نئے لوگوں میں جانا ہو تو اپنی ظاہری صورت بہت اچھی بنا کر جانا چاہیے تاکہ اپنی عزت ہمیشہ قائم و دائم رکھ سکے۔ جب انسان کسی نئے کام کا آغاز کرتا ہے تو اس نکتے کی کافی اہمیت ہوتی ہے کہ وہاں اپنے لباس اور ظاہری حالت سے لوگوں کی نظر میں اچھا تاثر دے۔ کیونکہ انسان کا ظاہر ان عوامل اور وجوہات میں سے ایک ہے جس کی بنیاد پر لوگ اس کے بارے میں فیصلہ کرتے ہیں اور اس کے بارے میں لوگوں کی ایک نظر پیدا ہوتی ہے۔

۳۔ لباس انسان کو قابل اعتبار بناتا ہے۔

اچھا اور مناسب لباس پہننے سے لوگوں کو انسان پر اعتبار ہوتا ہے۔ انسان کوئی بڑا کاروبار بھی شروع کرے لیکن اس کا لباس اس کی سطح کے مطابق نہ ہو، یا اس کے لباس میں کوئی سلیقہ مندی دکھائی نہ دے تو لوگ اسے ایک حادثاتی انسان سمجھیں گے۔ اس کی شخصیت اور کاروبار میں ہم آہنگی نہ دیکھ کر لوگ تشویش میں مبتلا ہوں گے اور اس کے ساتھ معاملہ کرنے میں کافی محتاط ہوں گے کہ خدانخواستہ کسی نقصان میں نہ پڑیں۔ اس کے مقابلے میں انسان اپنے کاروبار سے ہم آہنگ ظاہری وضع داری رکھے یا اس سے بھی بہتر حالت میں رہے تو لوگ اسے مثبت نظر سے دیکھیں

گے۔ اس پر بہت جلد اعتبار بھی کریں گے۔ اس لیے ضروری ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صورت اور جسم اور اپنے شخصیت کا خیال رکھے، حلال زیب و زینت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ خُذُواْ زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ ﴾[1]

"ترجمہ: تم مسجد کی حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔"

اس حوالے سے ایک رائے پائی جاتی ہے کہ انسان کو اپنے کاروبار میں کامیاب ہونے کے لئے انتہائی قیمتی اور درآمد شدہ لباس پہننا چاہیے۔ لیکن یہ رائے درست نہیں۔ اچھے اور مناسب لباس سے مراد درآمد شدہ یا نہایت قیمتی لباس نہیں، بلکہ اپنے کاروبار اور اپنی حیثیت کے مطابق اچھا لباس، مناسب رنگ اور متوازن کپڑے مکمل صفائی ستھرائی کے ساتھ مرتب انداز میں پہنے۔ کم از کم انسان اپنا بیرونی لباس بہت اچھا اور منظم پہنے۔ کیونکہ اس سے خود بھی بہت اچھا محسوس کریں گے اور گاہک اور ساتھ کام کرنے والے بھی یہ احساس کریں گے کہ ہم کسی خود اعتمادی رکھنے والے انسان کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ نہایت توجہ طلب نکتہ یہ ہے کہ انسان اپنی سطح کے مطابق مناسب لباس کا انتخاب کرے۔ اس کے لئے ضروری نہیں کہ بہت مہنگا اور عالی لباس پہنے۔ بلکہ اپنی حیثیت اور حالت سے بہت زیادہ اونچا اور مہنگا لباس پہننے سے بھی شاید منفی اثر پڑے۔ پس اپنی حیثیت کے مطابق جو شخص بہتر اور منظم لباس کا انتخاب کرے، لوگوں کی نظر میں اس کی عزت، اس کا وقار اور اس پر اعتبار بڑھ جائے گا اور وہ اپنے کاروبار میں کامیاب رہے گا۔

نامناسب لباس کا انسانی جسم اور روح پر منفی اثرات:

جس طرح انسان کے لئے مناسب لباس پہننے کے کچھ مثبت اثرات ہیں اسی طرح نامناسب لباس کے پہننے سے انسان کی شخصیت، اس کا جسم اور روح پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ذیل میں مختلف روایات کی روشنی میں نامناسب لباس کے کچھ اثرات بیان کئے جاتے ہیں:

۱۔ الاعراف: ۷/ ۳۱

نامناسب لباس اور کفار و اجنبیوں کے جیسا لباس پہننے سے انسان اللہ تعالی کی نظر میں ذلیل و خوار ہوتا ہے۔[1] لباسِ شہرت پہننے سے انسان کو ذلت و پستی ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی دشمنی موہ لیتا ہے۔[2] کھڑے ہو کر شلوار پہننے اور سیاہ رنگ کے جوتے پہننے سے انسان کو غم اور دکھ ملتے ہیں۔[3]

گندے اور غیر منظم لباس پہننے سے صحیح و سالم انسان کی فطرت پر منفی اثر پڑتا ہے۔ دھیرے دھیرے وہ اندرونی طور پر بھی افسردہ ہونے لگتا ہے اور اس کے ذوق سلیم کو بھی منہدم کرتا ہے۔ اس کی زندگی سے اعتدال کی صفت ختم ہو جاتی ہے۔

اگر انسان کی ظاہری آرائش و زینت اور اندرونی خودداری ساتھ ہوں تو انسان اپنے لئے دوسروں کی محبت حاصل کرنے اور دوسروں کے دل میں جگہ بنانے میں کامیاب ہوتا ہے۔ اس کے مقابلے میں اگر کسی انسان کی ظاہری اور باطنی دونوں حالتیں شکستہ اور خراب ہوں تو ایسے شخص کا اپنے لئے کسی کی محبت حاصل کرنے کی امید رکھنا بے جا اور فضول ہے۔[4]

روایات میں بھی انسان کی شخصیت سے متصادم لباس اور اس کی شخصیت کے اوپر منفی اثرات کے درمیان ربط کے بارے میں تذکرہ ہوا ہے:

ا۔ انسان کا لباس اس کے جنس کے برعکس ہونے کا منفی اثر مرتب ہوتا ہے۔ پس مرد کا لباس عورتوں کے لباس سے مختلف ہونا چاہیے۔ مرد کو عورت کو چاہیے کہ ہر ایک اپنے لئے مخصوص لباس پہنیں۔ ایسے مرد جو عورتوں کا لباس پہنتے ہیں اور ایسی عورتیں جو مردوں کا لباس پہنتی ہیں، رسول اکرم ﷺ ان کو رحمت خدا سے دور سمجھتے تھے۔ جس کے بارے میں سخت وعید آئی ہے، ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((لَعَنَ اللهُ المُتَشَبهِينَ مِنَ الرِّجالِ بالنّساءِ وَ المُتَشَبِّهاتِ مِنَ النِّساءِ بالرِّجَالْ))[5]

ا۔ احمد بن محمد بن خالد، برقی، المحاسن، قم، دار الکتب الاسلامیہ، ۱۳۷۱، طبع دوم، ص ۴۱۰

۲۔ اصول الکافی، محمد بن یعقوب الرازی، الکلینی، دار الکتب الاسلامیہ تہران، ۱۳۶۵، طبع چھارم، ج۶، ص ۴۴۴

۳۔ مکارم الاخلاق، رضی الدین طبرسی، ۱۳۸۹، ص ۲۰۰،

۴۔ لباس کے اسلامی آداب و مسائل، مولانا مفتی محمد سلمان زاہد، علم الدین ڈاٹ کام، سن ن، ص :۲۳

۵- صحیح بخاري، محمد بن اسماعیل بخاری، کتاب اللباس، باب المتشبھون بالنساء، رقم ۵۸۸۵، ج۷، ص ۱۵۹

ترجمہ: "نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں پر اور عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔"

۲۔ انسان کا لباس معروف و مشہور لباس کا پہننا۔ عام اصطلاح میں لباس شہرت پہننا بھی اس کی ذات پر منفی اثر ڈالتا ہے۔ کبھی انسان اپنی خود پسندی اور تکبر کی وجہ سے اپنے لئے ایسا لباس منتخب کرتا ہے جو کسی کے پاس نہ ہو۔ اس لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ لباس شہرت انسان کا خود پسند اور متکبر ہونے کی علامت ہے۔ اس بارے میں حدیث میں بھی حدود کو بیان کیا گیا ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

((قَالَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُلُوا وَاشْرَبُوا، وَتَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا، مَا لَمْ يُخَالِطْهُ إِسْرَافٌ أَوْ مَخِيلَةٌ.))[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کھاؤ پیو، صدقہ و خیرات کرو اور پہنو ہر وہ لباس جس میں فضول خرچی اور گھمنڈ (اسراف و تکبر کی ملاوٹ) نہ ہو۔"

۳۔ اجنبی ثقافتوں کے لباس کو فروغ دینا۔ جو شخص اپنی اسلامی اور قومی ثقافت کو بھلا کر اجنبی و مغربی ثقافت کے لباس اور رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ یہ اس کی اپنی ذات پر استقلال نہ رکھنے اور ان اجنبیوں کے ساتھ وابستگی رکھنے کی دلیل ہے۔ ایسے لوگ اپنے اندر احساس کمتری کے شکار ہوتے ہیں اور نہایت پست شخصیت کے مالک ہوتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اس امت کا حال ہمیشہ اچھا رہے گا جب تک یہ بیگانوں کا لباس نہ پہنے اور ان کا کھانا نہ کھائے۔ جب ان کا لباس پہنے اور ان کے دستر خوان کا کھانا کھائے تو اللہ اسے ذلیل کرے گا۔"[2]

پس انسان جیسے لباس کا انتخاب کرتا ہے اس کی شخصیت پر اس کا ویسا ہی اثر مرتب ہوتا ہے۔ باشعور انسان اسی لباس کا انتخاب کرے گا جو اس کی ذات اور شخصیت کے مطابق ہو۔ اس کے مثبت جسمانی اور روحانی اثرات سے بہرہ مند ہو سکے، اللہ اور اس کی مخلوقات اس کو پسند کرے۔ جبکہ نامناسب اور بیہودہ لباس کا انتخاب کرنے والا بیک وقت خدا اور لوگ دونوں کی نظر میں گراوٹ کا شکار ہوتا ہے۔ اس کی ذاتی شخصیت اور وقار مجروح ہو جاتا ہے۔

۱۔ سنن ابن ماجہ، ابی عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، تحقیق شعیب ارنؤوط، کتاب اللباس، باب البس ماشئیت، دار رسالۃ العالمیہ، ۲۰۰۹ء، ط اولی، حدیث ۳۶۰۵، ج۴، ص: ۶۰۰

۲۔ وسائل، ج۳، ص ۳۵۶

باب دوم: پاکستانی ذرائع ابلاغ میں لباس کا استعمال

فصل اول: ذرائع ابلاغ کا مفہوم اور مقاصد

فصل دوم: پاکستان میں الیکٹرانک میڈیا ذرائع ابلاغ کے ذریعے جدت لباس کا جائزہ؛ سروے رپورٹ

فصل سوم: پاکستانی الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے غیر اسلامی لباس کا فروغ: مشاہدات

فصل اول: ذرائع ابلاغ کے مفہوم اور مقاصد

فصل اول

ذرائع ابلاغ کے مفہوم اور مقاصد

ذرائع ابلاغ کی دریافت انسانی محنت کا تسلسل اور ضرورت کے تحت معرض وجود میں آنے والا شاندار کارنامہ ہے ان کی پیدائش کا تعلق اگرچہ انسان کی شروعاتی زندگی سے ہے۔ تاہم جدیدیت کا نیا روپ اکیسویں صدی میں سامنے آیا۔ جس طرح دیگر شعبہ ہائے زندگی مثلاً رہن سہن، طرز زندگی، بول چال، سیاست، معیشت اور مختلف کاروبار زندگی میں جدت آئی ہے۔ بعینہ آج ذرائع ابلاغ کے مناہج میں بھی جدیدیت کا عنصر نمایاں نظر آرہا ہے۔ قدیم ابلاغ کی وصفی اور عملی ہیئت کا دائرہ کار محدود تھا۔ خاندان، قبیلہ، قوم، گاؤں کے افراد ابلاغ کے ابتدائی سامعین، شاہدین اور ناظرین شمار ہوتے تھے۔ جبکہ ابلاغی مناہج میں اشارے، کنائے، علامتی تصاویر (مجسمے) بول چال، اجتماعات، میلے اور تحریر و تقریر جیسے عناصر شامل تھے۔ بیسویں صدی کے اوائل تک اس شعبے کو صحافت کے نام سے جانا جاتا تھا۔ البتہ دعوت، تبلیغ، ابلاغ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، تقاریر، خطبات جیسے نام بھی انفرادیت کے طور پر بھی استعمال کئے جاتے رہے۔ مندرجہ بالا صدی کے اختتام تک برقیاتی آلات نے اس کی جدت میں خاصا اضافہ کردیا۔ نہ صرف اس کی ہیئت بدل گئی بلکہ مختلف ناموں کے بجائے ایک ہی نام یعنی ذرائع ابلاغ سے اس کی شناخت عام ہوئی۔

ذرائع ابلاغ کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:

"ابلاغ" کا لغوی مفہوم: ابلاغ کا مادہ "بَلَغَ ب–ل–غ" ہے اور لفظ بلغ (بلغ، یبلغ، البلغ) فعل ثلاثی مجرد[1] سے ہے۔ ابلاغ الف بمع کسرہ باب افعال[2] کا مصدر ہے اور ثلاثی مزید فیہ[3] سے ہے۔ جیسے أبلغ، یبلغ، إبلاغاً۔ اسی طرح

۱۔ ثلاثی مجرد، یہ عربی گرائمر کی مبادیات میں سے ہے۔ اس کا مطلب ہے جس کے ماضی کے صیغہ واحد مذکر غائب مین حروف اصل کے علاوہ کوئی اور حرف نہ ہو۔

۲۔ باب افعال، معنی ہے جانکاری فراہم کرنا اس باب میں کسی کام کو ایک مرتبہ کرنے کا مفہوم ہوتا ہے۔

۳۔ ثلاثی مزید فیہ، سے مراد تین حرفی مادہ کا ایسا فعل جس کے اصلی تین حروف کے ساتھ کسی حرف یا حروف کا اضافہ ہو۔

ثلاثی مزید فیہ سے ہی باب تفعیل[1] کے وزن پر بھی آتا ہے۔ بلّغ-یبلّغ- تبلیغاً۔ ابلاغ، تبلیغ، البلاغ، البلغ، ہر صورت میں اس کا معنی ایک ہی ہے یعنی پیغام کی ترسیل۔[2]

ارشاد خداوندی ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ﴾[3]

اے رسول! جو کچھ آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے اسے پہنچا دیجئے۔

فرہنگ تلفظ میں شان الحق حقی نے اس کا مطلب پہنچانا، نشر کرنا، بکھیرنا اور پھیلانا کے لیا ہے۔[4] مصباح اللغات میں البلاغ کے معنی کسی چیز تک پہنچا ذکر کیا ہے۔[5] لغات القرآن میں بھی ابلاغ کا یہی معنی بیان ہوا ہے۔[6]

ابن منظور (متوفی ۱۳۱۱ھ) کے نزدیک اگر لفظ بلاغ کے "با" پر زبر ہو تو اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ چیز ہے جو قرآن و سنت تک ہم تک پہنچی ہے۔ دوسری قسم سے مراد میں صاحب تبلیغ ہیں یعنی مبلغ وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے ہمیں تبلیغ کی یعنی صاحب تبلیغ۔[7]

بلاغ کا معنی مقصد اور غرض و غایت کی آخری حد تک پہنچا دیتا ہے۔[8] جیسا کہ راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) نے بیان کی ہے۔ المنجد میں بھی لگ بھگ یہی معنی بیان ہوا ہے۔[9] درج بالا لغوی بحث سے یہ معلوم ہوا کہ ابلاغ بنفسہ پہنچانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ باب تفعیل، یہ بھی معلومات کی فراہمی اور علم کی ترسیل کے معنی میں آتا ہے۔ اس میں کسی کام کو بتدریج یا کثرت سے کرنے کا مفہوم ہوتا ہے۔

۲۔ المفردات فی غریب القرآن، راغب اصفہانی، ص: ۴۵۰

۳۔ المائدہ: ۵/ ۶۷

۴۔ فرہنگ تلفظ، شان الحق حقی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، س ن، ص ۵

۵۔ مصباح اللغات، عبد الحفیظ بلیاوی، مکتبۃ قدوسیہ لاہور، جولائی ۱۹۹۹ء، ص ۴۷

۶۔ لغات القرآن، مولانا عبد الرشید نعمانی، مکتبہ حسن سہیل لاہور، ج ۱، ص: ۱۰

۷۔ لسان العرب (ابن منظور) دار المعارف قاہرہ، س، ن، ص ۱۰-۱۱

۸۔ المفردات فی غریب القرآن، ص: ۶۰

۹۔ المنجد، لوئیس معلوف، مترجم عبد الحفیظ بلیاوی، مکتبہ قدوسیہ لاہور، ۲۰۰۹، ص: ۷۳

ابلاغ کا اصطلاحی مفہوم: جدید ابلاغی ہیئت مجموعہ کو سامنے رکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ کسی بھی واقعہ کو تحقیقی مراحل سے گزارنے کے بعد صوتی (آواز) بصری (آنکھ) تحریری (کتب و اخبار) یا علامتی (اشارہ، کنایہ مجسمے وغیرہ) شکل میں سامعین، ناظری، قارئین اور شاہدین تک پہنچانے کا نام ابلاغ ہے۔ یہ تعریف بحث و تحقیق، تبصرہ و تجزیہ سے بالاتر ظاہراً نظر آنے والے ابلاغی ذرائع کی بھرپور عکاسی کرتی ہے۔ تاہم بامقصد اور بامراد ابلاغ کیا ہے اور کن حالات میں اس کی وضعی ہیئت کیا ہونی چاہیئے ان نقاط کو ماہرین کی آراء میں پیش کیا جارہا ہے۔

انگریزی میں اس کا متبادل لفظ Communication ہے جس کا مفہوم انسائکلوپیڈیا بریٹانیکا کے مطابق یہ ہے:

Communication, the exchange of meanings between individuals through a common system of symbols. [1]

ابو القاسم راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) لکھتے ہیں۔ "البلاغ کا لفظ دو طرح بولا جاتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ کلام بذات خود بلیغ ہو اور اس کے لئے تین اوصاف کا ہونا شرط ہے۔ (الف) وضع لغت کے اعتبار سے درست ہو۔ (ب) معنی مقصود کے مطابق ہو (ج) کلام فی الواقع نقص رہتا ہے دوسرا یہ کہ قائل اور مقول لہ یعنی متکلم اور مخاطب کے اعتبار سے بلیغ ہو یعنی کہنے والا اپنا مافی الضمیر کو خوبی سے ادا کرے کہ مخاطب کو اس کا قائل ہونا پڑے۔ [۲]

ڈاکٹر طاہر القادری کے نزدیک "ابلاغ کسی امر کو اس کے انجام تک پہنچانے کی ایسی جدوجہد کو کہتے ہیں جس میں انجام کے حصول کے لئے تمام مطلوبہ ضروریات کی اس طرح تکمیل کر دی گئی ہو کہ پھر انسان کو کسی اور ذریعے کی حاجت نہ رہے۔" [۳]

شیخ محمد ابن حسن طوسیؒ (متوفی ۴۰۶ھ) کے نزدیک البلاغ کسی معنی (امر) کو اپنے سے غیر تک پہنچانے کو کہتے ہیں (البتہ اسلامی نقطہ نظر سے) البلاغ کے معنی تکلیف شرعی کے حامل افراد کو (برائیوں سے) خوف دلانے کے ہیں۔ [۴]

---

1. The new encyclopedia Britania,Chicago,1986,vol 6,P:203

۲۔ المفردات فی غریب القرآن، ص:۶۰۔۶۱

۳۔ قرآنی فلسفہ تبلیغ، ڈاکٹر طاہر القادری، منہاج القرآن پبلکیشنز، اشاعت چہارم، ستمبر ۲۰۰۷، ص:۱۱

۴۔ التبیان فی تفسیر القرآن، ابی جعفر محمد ابن الحسن طوسی، تحقیق احمد حبیب قصیر العاملی، دار احیاء التراث العربی بیروت، س ن، ج ۴، ص:۳۴

بعض دفعہ ترسیل کی جانے والی بات کی سند اور صداقت دونوں کیفیتوں کو جانچا اور پرکھا جاتا ہے۔ بعد ازآں پڑھی جاتی ہیں۔ جیسا کہ کچھ تعریفوں میں اس طرح کا رنگ نظر آتا ہے۔

وہ قرائتی، سمعی، اور بصری ذرائع جن کے ذریعے حادثات و واقعات و مسائل اور رجحانات و میلانات کے بارے میں معلومات اکٹھی کی جاتی ہے۔ ان کی سند اور صداقت کے بارے میں تحقیق کی جاتی ہیں۔ اور پھر ان کو اخبارات ورسائل، ریڈیو، ٹی۔ وی یا انٹرنیٹ پر نشر کیا جاتا ہے۔ یہ تمام امور میڈیا(ذرائع ابلاغ) کی تعریف میں آتے ہیں۔[1]

ہمارے سامنے اس وقت ایک وسیع وعریض دنیا ہے۔ انسانی آبادی میں جس قدر اضافہ ہو رہا ہے اس قدر نت نئی تحقیقات و ایجادات میں منظر عام پر آرہی ہے دنیا اپنی وسعت کے اعتبار سے انسان کے دائرہ اختیار سے باہر تھی تاہم جدید ذرائع ابلاغ (برقی آلات) نے اس وسعت کو سمیٹ کر انسان کی ہتھیلی میں رکھ دیا ہے۔ یہ انسانی روز محنت کا کمال رہا ہے کہ وہ تحقیق و تدقیق کے ذریعے عجائبات عالم کی گہرائی وگیرائی تک پہنچ گیا اور نتیجے کے طور پر دنیا کا تسخیری عمل اس کی مٹھی میں آگیا۔

فضائی تسخیر سے لیکر سمندری عجائبات کی کھوج، ہزاروں میل دور کسی انسان سے گفتگو ناگہان اور غیر معمولی واقعیات کے بارے میں آگاہی جدید زندگی کی یہ قابل رشک ایجادات قرار پائیں۔ معلومات لینا، جان کاری، مزید کھوج لگانا واقعات کی چھان بین اور پھر اس کی اشاعت و نشریات یہی وہ اہم نکات ہیں جن کی وجہ سے صحافت اور ذرائع ابلاغ نے جنم لیا۔

رہی بات اسلام کی کہ وہ کس قسم کی ذرائع ابلاغ یا صحافت کو قبول کرنے کی گنجائش رکھتا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر کے لحاظ سے یقیناً اس میں کچھ قیود وشرائط ہیں۔ اسلام کے چند نگارشات کو صحافت یا ذرائع ابلاغ میں شامل کیا ہے۔ ان میں سے کچھ معتقدات و نظریات کی ترسیل واشاعت، سیاسی، سماجی، معاشی، تعلیمی اور تہذیبی شعبہ ہائے زندگی کو اسلامی اصولوں و نظریات کے تناظر میں بیان کرنا صحافت ہے۔ کسی تحقیق و تدقیق کے بغیر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ دنیا کی ہر قوم، کوئی نہ کوئی بول چال، رہن سہن اور ثقافت کی محافظ ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ تین بنیادی چیزیں شناخت سے بڑھ کر ہمیشہ سے انسان کے ساتھ رہی ہے۔

۱۔ اسلامی صحافت کے لازمی تقاضے، منیر احمد خلیلی، مشمولہ: ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور انڈیا، ۲۰۱۱ ص:۳۱

یہ کبھی نہیں ہوا کہ انسان اپنے خیالات و نظریات کو پھیلانا چھوڑ دیا ہو لیکن کوئی ایسا طریقہ ہر دور میں تلاش کرتے رہے ہیں کہ وہ اپنے نظریات کو پھیلائے اور اپنی شناخت کرائیں۔ غاروں، جنگلوں کی زندگی، رہن سہن کی ابتدائی شکل تھی اشارے، کنائے، بول چال، ابتدائی روپ تھے۔ البتہ صحافت اور ذرائع ابلاغ کی مجموعی ہیئت کافی عرصہ بعد ترتیب پائی۔

ذرائع ابلاغ کی تقسیم:

ابلاغ کے معنی پہنچانے کے ہیں یہ عمل کسی بھی صورت میں انجام پا سکتا ہے۔ تاریخی جہت سے تین صورتوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

1۔ قولی ابلاغ: یہ قسم بہت ہی قدیم اور مؤثر ذریعہ ابلاغ مانی جاتی ہے اس کا رواج اس وقت بھی تھا جب انسان کو جدید تہذیب و تمدن کے بارے میں آگاہی بھی نہ تھی۔ یہ زیادہ تر اجتماعات، درباروں اور مذہبی عبادت گاہوں میں ہوا کرتا تھا۔ حجۃ الوداع کا حضور اکرم ﷺ کا خطبہ قولی ابلاغ کا بہترین نمونہ ہے۔

2۔ فعلی ابلاغ: اس کی دو جہت ہو سکتی ہے عملی ابلاغ اور نقلی ابلاغ

پیغمبر اکرمؐ کی بعثت سے قبل کی زندگی جہاں آپ چالیس سال تک خاموش رہے اور آپ کو صادق امین کا لقب ملنا عملی ابلاغ کی بہترین مثال ہے۔ نقلی ابلاغ زیادہ مؤثر اور وثاقت کے حامل ہیں۔ ان میں صحائف آسمانی، کتابیں، اور مخطوطات اس کے اہم ذریعے ہیں۔

3۔ علامتی ابلاغ: تصویروں اور خاکوں کے ذریعے اپنے خیالات کا اظہار قدیم طرز ابلاغ ہے۔ جبکہ اشارے، کنائے بھی علامتی ابلاغ میں آتے ہیں۔ یہ قبل از تاریخ بہت عام تھا۔

ابلاغ کی ابتداء: کائنات کا پہلا انسان حضرت آدم علیہ السلام تھے جس دن زمین پر پہلا انسانی قدم پڑا اس دن سے ابلاغ کا عمل بھی شروع ہوا۔ جبرئیل امین اللہ اور پہلے انسان کے درمیان ابلاغی فرائض انجام دینے والا مقدس فرشتہ ہے۔ جبرئیل علیہ السلام کی ابلاغ کے بعد اس کی اشاعت و نشریات کی ذمہ داری حضرت آدم علیہ السلام پر آئی کہ کلام الٰہی کو آگے نشر کریں۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کو باقاعدہ زمین کی نیابت ملی فرشتوں خاص طور پر جبرئیل امین علیہ السلام کا نزول ہر شب

وروز ہوا کرتے تھے فرامین واحکامات کی ترسیل میں تیزی آگئی یہاں تک کہ زمین پر موجود پہلے انسان سے خالق ازلی سے مضبوط ابلاغی تعلق پیدا کرنے میں کامیاب ہوا۔[1]

بعض ماہرین کے مطابق ابلاغ عاملہ کا باقاعدہ ابتداء دس ہزار سال قبل ابلاغ عاملہ کا عمل کچھ اس ہیئت میں تھی:

1۔ زبان کی توسط سے ابلاغ

2۔ اشاروں اور تصاویر کے ذریعے ابلاغ

3۔ لکھائی اور خطاطی کے ذریعے ابلاغ۔[2]

ذرائع ابلاغ کی ضرورت واہمیت:۔

تشکیک و تحقیق انسانی فطرت کے اصول ہیں۔ کسی بھی نامعلوم کو معلوم، پوشیدہ کو ظاہر اور شک کو یقین میں بدلنے کی طاقت انہی دو فطرتی اصولوں کی وجہ سے انسان کو حاصل رہی ہے۔ اس لئے واقعات، حالاتِ حاضرہ اور معلومات عاملہ کی طرف رغبت اور ملتفت ہونا انسان کی ضرورت ہے اور مجبوری بھی۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ زمین پر انسانی موجودگی کے ساتھ معلومات اور بعد ازآں ان کو آنے والے نسلوں تک باقاعدہ منتقلی ابلاغ کی اہمیت کو مد نظر رکھ کر کی گئی ہے۔

اسلام نے بھی شروع سے غور و فکر، تعلیم و تعلم کا سب سے بڑا حامی رہا ہے اس لئے کہا گیا کہ حکمت مؤمن کی گمشدہ میراث ہے، اور اس گمشدہ میراث کی تلاش کیلئے ذرائع ابلاغ سے زیادہ بہتر اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

عظیم فلاسفی صدر الدین شیرازی عرف ملّا صدرا (متوفی ۱۲۳۷ھ) جاننے اور مزید جستجو کو اللہ تعالی کے پوشیدہ اسرار میں سے قرار دیا ہے اور کہتے ہیں کہ "یاد رکھنا چاہیئے کہ جو آدمی اپنی معلومات کی چار دیواری میں مقید ہے اور جو کچھ سمجھے ہوئے ہیں، اس کے سوا ہر بات کا انکار کرتا ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ بیچارہ اپنے علم کی سرحد پر کھڑا ہے اور اپنے رب کے پوشیدہ اسرار سے پردے میں ہے۔"[3]

دنیا میں وہی قوم کامیاب ہوتی ہے جو عملی، علمی، اقتصادی اور تحقیقاتی میدان میں ترقی کرتی ہے۔ افراد کے بنائے ہوئے قوانین سے انسان کو طبقاتی نظام، عدم مساوات، مایوسی، جنگیں اور نفرتوں کے دلدل میں پھنسا دیا۔ یہاں

۱۔ تاریخ الامم والملوک، ابی جعفر محمد ابن جریر، نفیس اکیڈمی کراچی، ۲۰۰۴، ج۱، ص:۸۹-۹۰

۲۔ جدید صحافت، سعید میمن امین لغاری، سندھی اکیڈمی کراچی، ۱۹۹۶ء، ص:۱۳

۳۔ اسفار اربعہ، ملا صدر الدین شیرازی، مترجم سید مناظر احسن گیلانی، جامعہ عثمانیہ سرکار عالی، حیدر آباد دکن، ۱۹۴۱، ج۱، ص ۱۸

تک کہ کمیونزم جو ایک صدی قبل انسانیت کی امید آخر کے طور پر اپنایا جاچکا تھا آخر کار سر آب کے سوا کچھ ثابت نہ ہو سکا۔

پوری دنیاان حالات میں ایک مساوانہ ومنصفانہ نظام کی طلبگار ہے جو کہ صرف اور صرف اسلام کے پاس ہے۔

لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی محکم نظریات ذرائع ابلاغ کے ذریعے پوری دنیا تک پہنچادے اور ان کھٹن حالات سے انسانیت کو نجات دلائی جائے۔

یہ دور مغربی یلغاراور لادینیت کا ہے تمام تر ذرائع ابلاغ کو ان مغربی یلغار اور افکار کے سامنے دینی نظریہ ایک محکم چیلنج کے طور پر نہیں آیا اس لئے وہ اپنی مخصوص لادینی ڈگر پر بآسانی عمل پیرا ہیں۔

جب تک معاشرہ اپنی ذہنی بالیدگی اور اجتماعی شعور کو نہیں بڑھاتا ذرائع ابلاغ کے لئے لادینیت کے پرچار کا کھلاماحول ملتارہے گا۔

یہ بات واضح ہے کہ آج سرحدی جنگ سے زیادہ فکری جنگ خطرناک حد تک لڑی جارہی ہیں اور اس جنگ میں مغرب پوری دنیاپر فکری تسلط کی بھرپور کوشش کررہاہے۔ فکری اور نظریاتی جنگ کی سرحد "ذرائع ابلاغ" ہے مغرب اپنی تہذیب اور ثقافت اسی مضبوط ہتھیار کے ذریعے لڑتا آرہاہے اور پسماندہ اور خوابیدہ ذہنیت کو مسخر کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

عصر حاضر میں ابلاغیات کی اہمیت اور ضرورت کو معروف عالم دین مفتی محمد شفیع یوں لکھتاہے کہ "خبر گیری سنت ہے، مسلمانوں کی قومی شکایات و مظالم کو بآسانی پہنچایا جاسکتاہے،اپنے حقوق کا مطالبہ بآسانی کیا جاسکتاہے اور تبلیغی ضرورتیں بخوبی ادا کی جاسکتی ہے۔ "[1]

یعنی باہمی ابلاغ سے مسلمان ایک دوسرے کے حالات سے آگاہ رہتے ہیں۔ بآسانی شکایات اور مظالم حکام بالاتک پہنچائے جاسکتے ہے۔ حقوق منوانے کا آسان اور بہترین راستہ ہے۔

آج بھی دنیا میں رونماہونے والی تبدیلیوں اور انقلاب کے لئے ذرائع ابلاغ معاون ومدد بن کر سامنے آئی ہیں۔ لیکن اس پیشے کو اس وقت تک وقار اور عزت حاصل رہی ہے جب تک اس کا مقصد اولی رفاہ عامہ رہاہے۔

۱۔ صحافت اور اس کی شرعی حدود، مفتی محمد شفیع عثانی، ادارہ اسلامیات کراچی لاہور، ۲۰۰۳، ص ۲۹

مفتی محمد شفیع عثمانی مزید لکھتے ہیں:

"اخبارات وجرائد کا وجود اپنے رنگ وروپ میں اور اپنے دنیاوی اصول کے مطابق ہو تو بہت سے عظیم الشان فوائد کا مجموعہ بلکہ قومی واجتماعی زندگی کا رکن اعظم ہے۔"[1]

مشاہدے کی بات ہے کہ جو انسان، قوم یا ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہونا چاہتا ہے اس کے لئے ناگزیر ہے کہ وہ ذرائع ابلاغ کو اہمیت دے۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعے دین کو انسانوں تک پہنچایا جبکہ انبیاء کرام نے اپنے زمانے میں میسر ذرائع ابلاغ کو استعمال کرتے ہوئے لوگوں تک اپنا پیغام پہنچایا۔

آج کے زمانے میں بھی وہی اقوام اور نظریات عالمی منظر نامے پر حاوی نظر آتے ہیں جو ذرائع ابلاغ کے میدان میں بھرپور صلاحیتوں کا مظاہرہ کر چکے ہیں۔

حقیقت میں جدید دور ذرائع ابلاغ کے جنگ کا دور ہے۔ آج میڈیا فقط خبریں پہنچانے کا ذریعہ نہیں رہا بلکہ اپنی سیاست، ثقافت یہاں تک کہ مذہب وعقائد کو دوسرے پر مسلط کرنے کے ذریعے میں بدل چکا ہے۔ موجودہ دور میں سامراج کے تسلط کا سب سے بڑا اور مؤثر ذریعہ بھی ذرائع ابلاغ ہیں۔ آج مغربی طرز تکلم میں مضبوط دلیل اور حاوی رہنے کی جھلک نمایاں نظر آرہی ہے۔ تو اس کی وجہ صرف اور صرف ذرائع ابلاغ پر تسلط ہے۔ انہوں نے ماضی میں بھی ذرائع ابلاغ سے بھرپور استفادہ کیا اور موجودہ دور میں بھی اس کو بطور ہتھیار استعمال کر رہے ہیں۔ اندرونی طور پر خامیاں ہی سہی لیکن بیرون دنیا خاص طور پر مسلمانوں کے خلاف ان کے طریقہ کار میں یکسوئی نظر آتی ہے۔

۱۔ حوالہ سابق

ذرائع ابلاغ کے مقاصد

نسل انسانی کی ابتداء یعنی ابو البشر جناب آدم عَلَیہِ السَّلام کی تخلیق ہوئی اور اس دنیا کو باقاعدہ آباد کیا جارہا تھا، تب سے ہی دو قوتیں معرض وجود میں آئیں دونوں کے متضاد اور مخالف مقاصد تھے جس کا ابلاغ و اظہار تب سے اب تک جاری ہے۔

۱۔ الٰہی ابلاغ

۲۔ ابلیسی ابلاغ

انسانی تاریخ اب ان ہی دو ابلاغ کے مقاصد کے گرد گھومتی ہے۔

۱۔ الٰہی مقاصد ابلاغ

اللہ نے اس کائنات کو پہلے مبلغ اور ہادی دیا پھر نسل انسانی کو وجود دیا۔ تاکہ کوئی فرد الٰہی تبلیغ سے محروم نہ رہے۔ بعثت آدم عَلَیہِ السَّلام سے تا خاتم المرسلین اور صحابہ کرام، اہلبیت اور آج کے دور میں مبلغین دین اسلام اسی الٰہی ابلاغ کے ساتھ متصل ہیں اور الٰہی پیغامات سے لوگوں کو بہرہ مند کرتے ہیں۔

جبکہ اس کے مقابلے میں جو ابلیسی مقاصد ابلاغ ہے وہ بھی حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام سے تاحال مختلف شکلوں میں موجود رہے ہیں۔

الٰہی ابلاغ کے مقاصد

۱۔ امر بالمعروف / نیکی کی ترویج:

نیکی کی ترویج اور برائی سے روک تھام اسلام کے بنیادی اور ذرین اصولوں میں سے ہیں۔ لہٰذا اسلامی و الٰہی ذرائع ابلاغ کا پہلا مقصد یہی ہے کہ لوگوں تک الٰہی معروضات کی اشاعت اور ترویج کرے۔ قرآن مجید میں اس اصل کو "امر بالمعروف" سے تعبیر کیا ہے۔

ایک مثالی معاشرے کی تشکیل تبھی ممکن ہے جب اسے الٰہی و دینی معروضات سے آگاہ کیا جائے اور اسے سچ، حقوق والدین، صلہ رحمی، رواداری، صبر، برداشت، اخلاق و ادب واجبات کی ادائیگی کے متعلق آگاہی دی جائے۔

قرآن کریم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو وجود امت مسلمہ کا مقصد قرار دیا ہے۔

﴿ كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ﴾[1]

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی اصلاح) کے لیے پیدا کیے گئے ہو تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔

الٰہی مبلغ کو یہ فریضہ انجام دیتے رہنا چاہیئے ورنہ معاشرتی واجتماعی زندگی کو نقصان پہنچ سکتی ہے۔

حضور رسول اکرم ﷺ نے اسی سلسلے میں مبلغ دین کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِہٖ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ))[2]

ترجمہ: اس (رب) کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے امر بالمعروف کیا کرو۔

ایک اسلامی مملکت وریاست میں ذرائع ابلاغ کی پالیسی میں پہلی اصلی ہی یہی ہونی چاہیئے اور یہی وہ بنیادی سنگ ہے جس کے اوپر پوری عمارت نے کھڑی ہوتی ہے اور اگر یہی سنگ بنیاد درست نہ ہوئی پھر بقول شاعر:

خشت اول چو نہد معمار کج

تا ثریا می رود دیوار کج

۲۔ نہی عن المنکر / منکرات کا سد باب:

منکرات اس عمل کا نام ہے جو انسان کو بدکاری کی طرف راغب کرے جس طرح فحش تصاویر، فحش کلام، فحش افسانے، مکالمے، ناول، مضامین، جنسی جذبات کو اٹھانے والے گانے موسیقی وغیرہ۔

قرآن مجید نے جہاں امر بالمعروف کا حکم دیا ہے وہاں منکرات سے روکنے کا بھی حکم دیا ہے۔

۱۔ آل عمران: ۳/ ۱۱۰

۲۔ سنن ترمذی (الجامع الکبیر)، کتاب ابواب الفتن، باب ماجاء فی الامر بالمعروف، رقم ۲۱۶۹، ج ۴، ص ۴۲

﴿ كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ﴾[1]

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی اصلاح) کے لیے پیدا کیے گئے ہو تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔"

جہاں مؤمنین کو برائی سے روکنے کا حکم دیا اس سے قبل خود کو بھی فواحش سے روکنے کا حکم دیا گیا۔

﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ﴾[2]

ترجمہ: فواحش کے قریب بھی مت بھٹکو خواہ وہ کھلی ہوتی ہو یا چھپی ہوتی ہو۔

فواحش سے مراد مفسرین قرآن نے وہ فعل لیا ہے جن کی قباحت ہر ایک فرد پر فطرتاً عیاں اور واضح ہے۔ جن کی برائی، قبح اور خباثت ضمیر پر واضح ہو۔[3]

فحشا و منکرات کی اشاعت کرنے والا دنیا اور آخرت دونوں میں مستحق عذاب ہے۔

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴾[4]

ترجمہ: جو لوگ اہل ایمان کے درمیان بے حیائی پھیلانا چاہتے ہیں، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دونوں میں بڑا عذاب ہے، اللہ یقینا جانتا ہے مگر تم (اس بات کو) نہیں جانتے۔

اسلامی معاشرے میں ذرائع ابلاغ کو قرآنی حدود و قیود کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ اسلام فحاشی، عریانی اور بے حیائی کے اشاعت کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ لہٰذا ذرائع ابلاغ، آزادی اظہار کے نام پر حدود و قیود کو نہیں پھلانگ سکتے۔

۱۔ آل عمران: ۱۱۰/۳

۲۔ الانعام ۱۵۱/۶

۳۔ معارف القرآن، مفتی محمد شفیع، ج۳، ص: ۴۸۵

۴۔ النور: ۱۹/۲۴

ذرائع ابلاغ کی کوئی بھی قسم ہو اسے ہر حال میں ان اصولوں کا خیال رکھنا چاہیئے، یہی معاشرے کو مثبت سمت لے جاتا ہے۔ ایک اسلامی ریاست میں حکمران کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ذرائع ابلاغ کو اسلامی اصولوں کا پابند بنائے۔

۳۔انسانیت کی عزت واحترام

خداوند متعال قرآن مجید میں فرماتا ہے؛

﴿ وَلَقَدۡ كَرَّمۡنَا بَنِيٓ ءَادَمَ-- ﴾[۱]

ترجمہ: اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت و تکریم بخشی۔۔۔

اسلام انسان کی جان و مال کے ساتھ عزت و ناموس کی حفاظت کا بھی درس دیتا ہے۔ انسانیت کی تکریم اسلامی اجتماعیت کی اساس ہے۔ اسلام نے حقوق العباد کے حوالے سے ہمیں جھنجھوڑ رکھا ہے۔ یہ معاشرے کی تنظیم کا بنیادی عنصر ہے۔

مبلغ دین رسالتمآب ﷺ ہمیشہ انسانیت کو عزت و تکریم سے نوازتے تھے۔ آپؐ کسی کے مال کو دیکھ کر عزت کرنے کو سخت ناپسند فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نسلی برتری تک کو ختم کیا لہٰذا اسلامی ریاست کے ذرائع ابلاغ کو احترام آدمیت و تکریم انسانیت کے اصول پر عمل پیرا ہونا چاہیئے اور کوئی ایسا مواد ہر گز نشر و اشاعت نہیں ہونا چاہیئے جس سے انسانیت کی تحقیر و توہین ہوتی ہو۔ نہ ہی ایسے کرنی چاہیئے جس سے معاشرے کے کسی فرد کی ذاتی زندگی کی تحقیر ہو چاہے وہ کوئی سیاستدان ہو، علماء ہو یا کوئی اور۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا يَسۡخَرۡ قَوۡمٞ مِّن قَوۡمٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُونُواْ خَيۡرٗا مِّنۡهُمۡ ﴾[۲]

اے ایمان والو! نہ تو مرد دُوسرے مردوں کا مذاق اُڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اُڑا رہے ہیں) خود اُن سے بہتر ہوں۔

۴۔ذاتی زندگی کا تحفظ

۱۔بنی اسرائیل:۱۷/۷۰

۲۔الحجرات:۴۹/۱۱

ہر انسان کی جہاں معاشرتی زندگی ہے وہیں نجی زندگی بھی ہے جس میں وہ اپنے ذاتی گھریلو معاملات وغیرہ کا خیال کرتا ہے۔ اسلام نے انسان کو اس کی نجی زندگی کا مکمل تحفظ دیا ہے اور کسی کو بھی یہ اجازت نہیں دی کہ اس کی نجی زندگی میں دخل اندازی کرے۔

کسی کے ذاتی معاملات میں جھانکنا اور اس کی ٹوہ لگانا غیر اسلامی وغیر اخلاقی عمل ہے اس سے معاشرہ میں فساد پیدا ہوتا ہے۔

قرآن میں ارشاد خداوندی ہے؛

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱجْتَنِبُواْ كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ ٱلظَّنِّ إِثْمٌ ﴾[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو، بعض گمان یقیناً گناہ ہیں۔

۵۔ درست معلومات کی ابلاغ

درست اور صحیح پیغامات اور اطلاعات لوگوں تک پہنچانا الٰہی ذرائع ابلاغ کا ایک اہم مقصد ہے۔ فاسد اور غیر مصدقہ اطلاعات مسائل کے باعث بنتے ہیں۔ اسی لئے مؤمن کو غیر مصدقہ خبروں سے قبل اس کے متعلق تفحص کا حکم ہے۔

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوٓاْ ﴾[2]

ترجمہ: اگر کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اس میں جستجو کرو۔

غلط اطلاعات اور معلومات دینا شیطانی حکمت عمل ہے تاکہ لوگوں کے ذہنوں کو الجھا کر انہیں راہ راست سے ہٹا دیا جائے۔ ذرائع ابلاغ کو چاہیئے کہ کسی بھی فرد یا معاشرے کے متعلق درست اور حقیقت پر مبنی معلومات لوگوں تک پہنچائے جائیں قرآن مجید راست گوئی کی ہدایت فرماتا ہے۔

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَقُولُواْ قَوْلًا سَدِيدًا ﴾[3]

۱۔ الحجرات:۴۹/۱۲

۲۔ الحجرات:۴۹/۶

۳۔ الاحزاب:۳۳/۷۰

ترجمہ: مومنو خدا سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کہا کرو۔

لوگوں کو بھی راست گو اور سچوں کے ساتھ رہنے کا حکم دیتا ہے۔

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَكُونُوا۟ مَعَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴾[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! تقویٰ الٰہی اختیار کرو اور راست گوؤں کے ساتھ ہو جاؤ۔

ذرائع ابلاغ اس وقت ایک مضبوط گواہ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے لہٰذا ایک گواہ کو چاہیئے کہ ہمیشہ سچ پر مبنی گواہی دی جائے اور " کتمان حق " حق کو چھپانے سے پرہیز کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ مؤمنین کی صفات میں فرماتے ہیں؛

﴿ وَٱلَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ ٱلزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا۟ بِٱللَّغْوِ مَرُّوا۟ كِرَامًا ﴾[2]

ترجمہ: اور (عباد الرحمن وہ ہیں) جو لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب بیہودہ باتوں سے ان کا گزر ہوتا ہے تو شریفانہ انداز سے گزر جاتے ہیں۔

اسی طرح کتمان کے متعلق فرماتا ہے: وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ[3] ترجمہ: اور شہادت (گواہی) کو مت چھپاؤ۔

ایک اسلامی ریاست میں ذرائع ابلاغ کو ہمیشہ اظہار حق اور راست گوئی کو اپنانا چاہیئے۔ غلط خبروں اور معلومات کی ترویج معاشرے کو گھمبیر مسائل کے دلدل میں پھنسانے میں معاون ہوتی ہیں۔

۶۔ اسلامی بھائی چارگی کا فروغ

نبی آخر الزمان ﷺ نے مدینے کی طرف ہجرت کے بعد اہم اقدام اخوت اسلامی" کے حوالے سے اٹھایا۔ اور یہ پیغام دیا کہ مسلمان ایک اکائی کا نام ہے۔ ایک مستحکم اور مثالی مسلم معاشرے کے قیام اخوت اسلامی کے اصول میں مضمر ہیں۔ مسلم معاشرہ ذات پات، رنگ نسل سے بالاتر ہو کر صرف اسلام، کو مرکزی نکتہ قرار دیتا ہے۔

۱۔ التوبہ: ۹/ ۱۱۹

۲۔ الفرقان: ۲۵/ ۷۲

۳۔ البقرہ: ۲/ ۲۸۳

ذرائع ابلاغ اخوت کی آبیاری کا بہترین اقدام کر سکتا ہے۔ اور ان قوتوں کو قلع قمع کر سکتا ہے جو اخوت اسلامی کے اندر دراڑیں ڈالتی ہیں اور ذات پات، فرقہ رنگ نسل جیسے گندے کھیل کھیلتے ہیں۔

﴿إِنَّمَا ٱلۡمُؤۡمِنُونَ إِخۡوَةٌ فَأَصۡلِحُواْ بَيۡنَ أَخَوَيۡكُمۡ﴾[1] ترجمہ: مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

((اِنَّ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا))[2]

ترجمہ: بے شک مؤمن دیوار کی مانند ہے جو ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:

((تَرَىٰ الْمُؤمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ، وَتَعَاطُفِهِمْ، كَمَثَلِ الْجَسَدِ، اِذَا اشْتَكىٰ عَضْواً))[3]

ترجمہ: مؤمنین آپس میں اس طرح رحم دلی، محبت اور عاطفت کا مظاہرہ کرتے ہیں جس طرح جسم کے اعضا تکلیف کے وقت آپس میں درد محسوس کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((الْمُسْلِمُوْنَ كرجُلٍ وَاحِدٍ اِنْ اشْتَكٰى عَيْنَهُ اشْتَكىٰ كُلُّهُ وَاِن اشْتَكىٰ رَأْسَهُ اشْتَكىٰ كُلُّهُ))[4]

ترجمہ: مسلمان ایک ہی اکائی ہے اگر اسے آشوب چشم ہو جائے تو پورے بدن میں تکلیف ہوتی ہے اور اگر سر میں کوئی تکلیف ہو جائے تو بھی پورے بدن میں تکلیف ہوتی ہے۔

۱۔ الحجرات:۴۹/۱۰

۲۔ صحیح بخاری، کتاب الصلواۃ، باب تشکیک الاصابع فی المسجد، رقم ۴۸۵، ج۱، ص ۵۰۹

۳۔ صحیح بخاری، کتاب الادب، باب رحمہ الناس والبھائم، رقم ۶۰۱۱، ج۸، ص ۲۸

۴۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ، باب تراحم المؤمنین، رقم ۲۶۶۹، ج۶، ص ۴۴۸

ان احادیث سے مسلمہ امہ کی اکائی واضح ہو جاتی ہے۔ ریاست ان اصول کی محافظ اور ذرائع ابلاغ ان اصولوں کے بہترین مددگار ہوتے ہیں۔

انہی ذرائع ابلاغ معاشرے سے فتنہ فساد، بغض کینہ، خود غرضی، لالچ، حسد کو ختم کر کے محبت واخوت، صلہ رحمی، عفو درگذر، ہمدردی وخیر خواہی، ایثار و قربانی جیسے اوصاف کو اجاگر کرتے ہیں۔

۷۔ مثالی معاشرے کی تشکیل میں معاونت

اسلامی ریاست کو ایک ایسی مثالی ریاست ہونی چاہیئے جس کو لوگ بطور نمونہ انتخاب کرے۔ جس طرح پاکستان کے اس وقت کے حکمران، "ریاست مدینہ "کا بار بار ذکر کرتے ہیں یعنی ریاست مدینہ کو بطور رول ماڈل لینے کی بات کرتے ہیں، یقینا مدینہ منورہ کا ایک ایک نظام قابل تقلید اور مثالی معاشرے کی تشکیل کیلئے اساسی اہمیت کا حامل ہے۔

رسول اکرمؐ نے ایک ایسا نظام متعارف کرایا کہ لوگ تار جہل سے نور علم کی طرف آنے لگے۔ تمام تر نا مناسب رسومات کو ترک کر کے قوانین الٰہیہ پر عمل پیرا ہوئے۔

کسی بھی ریاست کے اندر مثبت یا منفی تبدیلی میں ذرائع ابلاغ کا بڑا کردار ہوتا ہے۔ ریاست کا تیسرا بڑا ستون ہے۔

اسلامی ریاست میں ذرائع ابلاغ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ریاستی اصولوں کی پاسداری کریں۔ اسلامی عقائد، اخلاق، اقدار اور اسلامی روایات کے تحفظ کے لئے ریاست کے ہاتھ بٹائے جس طرح شیطانی ذرائع ابلاغ شیطانی پیغامات جس شدت کے ساتھ نشر کر رہے ہیں۔ الٰہی ذرائع ابلاغ کو ان کا بھرپور مقابلہ کرنا ہے۔ معاشرتی مسائل معاشی مسا، سیاسی مسائل سمیت دیگر ریاست کو درپیش مسائل کے بطریق احسن حل کرنا اور اسی طرح افراد و معاشرے کی اخلاقی تربیت کرنا ذرائع ابلاغ کا بنیادی مقاصد میں شامل ہیں۔

ابلیسی / شیطانی مقاصد ابلاغ

اللہ رب العزت نے اس کائنات پر خلقت آدم علیہ السلام کے بعد فرستادوں کو حکم دیا"فاسجدوا لآدم" آدم کو سجدہ کرو تو تمام ملائکہ نے تعمیل بہ حکم کی مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور حکم الہی سے روگردان ہو گیا۔

اللہ نے پوچھا:

﴿ قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ ﴾[1]

"ترجمہ: تجھے کس چیز نے سجدے سے منع کیا جبکہ میں نے حکم دیا۔ کہنے لگا: میں اس (آدم) سے بہتر ہوں مجھے تو نے آگ سے خلق کیا ہے اور اس کو مٹی سے۔"

اس غرور و تکبر کی وجہ سے ابلیس راندہ درگاہ الہی قرار پایا۔ ابلیس نے نہ صرف جناب آدم علیہ السلام کے مقابل محاذ کھڑا کیا بلکہ اپنے خالق کو بھی چیلنج کر دیا اور مہلت مانگی۔ کہا میں تیرے بندوں کو (ذرائع ابلاغ سے) گمراہ کروں گا۔

اللہ نے اسے قیامت تک کی مہلت دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ قَالَ أَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ، قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ، قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ﴾[2]

ترجمہ: فرمایا بے شک تجھے مہلت دی گئی۔ بولا: جس طرح تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی تیرے سیدھے راستے پر ان کی گھات میں ضرور بیٹھا کروں گا۔

یہ بات واضح ہو گئی کہ الہی مبلغ کے ساتھ ساتھ ابلیسی مبلغین ہر زمانے میں اپنے ذرائع کا بھرپور استعمال کرتے رہتے ہیں جو جھوٹ، دھوکہ، غرور، تحقیر و تذلیل انسانیت پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ نسل آدم علیہ السلام کو گمراہ کرنے میں بھی بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔

۱۔ الاعراف:۷/۱۲

۲۔ الاعراف:۷/۱۴-۱۶

ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نبی ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر آج تک الہی فکر اور شیطانی فکر متصادم رہی ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی و شرار بولہبی[1]

دور حاضر میں الہی مبلغین کے مقابل شیطانی ذرائع ابلاغ بھرپور طاقت اور قوت کے ساتھ فعال ہیں۔

شیطانی ابلاغ کے چند اہم مقاصد درج ذیل ہیں:

ا۔ جھوٹ کا رواج:

جہاں الہی مناصب پر فائز مبلغین سچ اور حق لوگوں تک پہنچاتے رہے ہیں وہیں شیطانی طاقتیں کتمان حق اور اشاعت باطل کے مشن پر عمل پیرا ہوتے رہے ہیں۔ اپنے تمام تر حربوں اور ذرائع کا استعمال کر کے لوگوں کی نظروں سے سچ اور حق کو او جھل کر کے جھوٹ کو دلکش بنا کر پیش کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں واشگاف الفاظ میں سچ اور جھوٹ کو ملانے سے منع فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ سچ کو مت چھپاؤ۔

ارشاد خداوندی ہے

﴿وَلَا تَلْبِسُوا۟ ٱلْحَقَّ بِٱلْبَٰطِلِ وَتَكْتُمُوا۟ ٱلْحَقَّ﴾[2]

ترجمہ: حق اور باطل کا آپس میں اختلاط نہ کرو اور حق کو پوشیدہ مت رکھو۔

احادیث شریفہ میں بھی جھوٹ کی اشاعت کرنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے کو اسے منافق کی نشانی قرار دیا۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ))[3]

ا۔ بانگ درا، علامہ محمد اقبال

۲۔ سورہ بقرہ ۲/ ۴۲

۳۔ صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، کتاب الایمان، باب علامۃ المنافقین، رقم ۳۳، ج ا، ص ۲۱۲

ترجمہ: منافق کی تین علامات ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے گا، کوئی وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے گا، اور اگر اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو وہ اس میں خیانت کرے گا۔

الیکٹرانک میڈیا جو کہ آج کا سب سے مؤثر ترین ذریعہ ابلاغ ہے۔ انسان کی شخصیت فکر سازی، سازی، کردار سازی میں اس کا بہت بڑا کردار ہے۔ اگر میڈیا پر سچ کا گلا گھونٹ کر جھوٹ کو رواج دیا جائے تو پورا معاشرہ جھوٹا بن جائے گا۔ ایک اسلامی ریاست میں سچ اور حق کی بالا دستی ہونی چاہئے اور حق کی اشاعت ہونی چاہئے۔

مغربی قوتوں کا ہمیشہ سے یہ رواج رہا ہے کہ حق کو چھپا کر جھوٹ کا پراپیگنڈہ کیا جائے یہی وجہ ہے آج میڈیا پر حق کو فرسودہ اور باطل کو ماڈرنزم کے طور پر متعارف کیا گیا ہے۔

۲۔ فحاشی کا فروغ:

ابلیسی مقاصد ابلاغ میں اہم مقصد عریانیت اور فحاشی کی بے دریغ اشاعت بھی ہے۔ اللہ نے انسان کو جو مقام و مرتبہ عطا کیا ہے اس میں شرم و حیا کو بنیاد قرار دیا جاسکتا ہے۔

ابلیسی ذرائع انسان کی انفرادی حیا اور اجتماعی غیرت پر حملہ آور ہوتے ہیں اور انہیں ان کے اخلاقی قدروں سے محروم کرتے ہیں۔ ابلیسی ذرائع ابلاغ اپنے تمام تر نفسیاتی حربے استعمال کر کے انسان کو جرم کی طرف بآسانی مائل کرتے ہیں۔ ایک بار جب الہی انسان شیطانی حربوں میں پھنس جاتا ہے تو اس کے لئے پھر وہاں سے نکلنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

شیطانی طاقتیں الہی افراد کو اپنی چنگل میں پھنسانے کے لئے شاطرانہ طریقے اپناتے ہیں اور انتہائی صفائی اور دھوکے سے الہی احکامات سے روگردانی کرواتے ہیں۔

قرآن کریم میں قصہ آدم علیہ السلام و ابلیس تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح شیطان جھوٹ اور فریب کے ساتھ آدمیت کو گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔

﴿ فَوَسْوَسَ لَهُمَا ٱلشَّيْطَٰنُ لِيُبْدِىَ لَهُمَا مَا وُۥرِىَ عَنْهُمَا مِن سَوْءَٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَىٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ ٱلشَّجَرَةِ إِلَّآ أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ ٱلْخَٰلِدِينَ ﴾[1]

۱۔ الاعراف:۷/ ۲۰

ترجمہ: پھر شیطان نے انہیں بہکایا تا کہ اس طرح ان دونوں کے شرم کے مقامات جو ان سے چھپائے رکھے گئے تھے ان کے لیے نمایاں ہو جائیں اور کہا: تمہارے رب نے اس درخت سے تمہیں صرف اس لیے منع کیا ہے کہ مبادا تم فرشتے بن جاؤ یا زندہ جاوید بن جاؤ۔

﴿ فَدَلَّىٰهُمَا بِغُرُورٍ ﴾[1]

ترجمہ: پھر دھوکے سے ان دونوں کو مائل کر دیا۔

یہ ابلیس کا آدمیت پر پہلا حملہ تھا جناب آدم اور حوا کو بے پردہ کیا گیا اب الہی ذرائع ابلاغ نے اس فریب کو نسل آدم پر بے نقاب کر دیا۔

﴿ يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ لَا يَفۡتِنَنَّكُمُ ٱلشَّيۡطَٰنُ كَمَآ أَخۡرَجَ أَبَوَيۡكُم مِّنَ ٱلۡجَنَّةِ يَنزِعُ عَنۡهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوۡءَٰتِهِمَآ ﴾[2]

ترجمہ: اے اولاد آدم! شیطان تمہیں کہیں اس طرح نہ بہکا دے جس طرح تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوایا اور انہیں بے لباس کیا تا کہ ان کے شرم کے مقامات انہیں دکھائے۔

فحاشیت اور عریانیت شیطانی تہذیب کا سنگ بنیاد ہے ابلیسی مقاصد ابلاغ میں اس کو مرکزی مقام حاصل ہے۔ فحاشی اور عریانی کی اشاعت سے حیاء اور غیرت مر جاتی ہے اور جب غیرت ختم ہو جائے پھر انفرادی و اجتماعی زندگیاں تباہ ہو جاتی ہیں، رشتوں کا تقدس ختم ہو جاتا ہے، ناموس پر حملے ہوتے ہیں، آداب و اخلاق کے جنازے اٹھتے ہیں، نوجوان بے راہ روی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

مغربی یلغار سے اب مشرقی ذرائع ابلاغ بھی محفوظ نہیں ہیں بلکہ مشرقی ذرائع ابلاغ بھی انہی شیطانی طاقتوں کو بطور رول ماڈل لیکر فواحش و عریانیت کو فروغ دینے کی ہر ممکنہ کوشش کر رہے ہیں۔ یوں تہذیبی جنگ میں مغرب پوری دنیا کی طرح مشرق پر حاوی ہو چکا ہے۔

۳۔ لہو لعب کا فروغ: انسانی زندگی میں ایسی سرگرمیوں کا ہونا جروری ہے جو طبیعت اور جسمانی طور پر مفید اور فرحت بخش ہو۔ کھیل، ورزش اور تفریحات صحت مند زندگی کے لئے لازمی عناصر میں سے ہیں۔ لیکن یہی کھیل و

۱۔ الاعراف:۷/۲۲

۲۔ الاعراف:۷/۲۷

تفریحات اخلاقی حدود و قیود سے نکل جائے اور اسلامی اقدار کے ساتھ ٹکرائے پھر یہ لہو لعب کے زمرے میں آتے ہیں۔

گذشتہ ادوار میں اسلامی معاشروں میں کھیل اور تفریحات بھی خاص مقاصد کو پیش نظر رکھ کر انجام دئے جاتے تھے۔ گھڑ سواری، تیر اندازی اور تیراکی جیسے فنون جہاں کھیل کا درجہ رکھتے تھے وہیں اس کے دور رس فائدے بھی ذہن نشین کرتے تھے لیکن آج کے دور میں تفریحی مشاغل کا مقصد صرف وقت کی بربادی اور اخلاقی حدود کی پامالی کے سوا کچھ نہیں ہیں اور مغربی تہذیب کو بطور آئیڈیل لیا جاتا ہے۔

ہمارے مارننگ شوز میں دکھائے جانے والی کم لباسی، بے ہودہ رقص اور ماڈلینگ کو بھرپور پزیرائی ملتی ہے فلموں اور ڈراموں میں ہالی وڈ اور بالی وڈ کلچر کو فروگ دیا جاتا ہے۔ شام کے وقت ٹی وی پر منعقد ہونے والے شوز میں نامحرم مرد و خواتین ایک دوسرے سے گلے ملتے ہوئے اور غیر اخلاقی مکالمے کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اور اب انٹرٹیمنٹ چینلز پر موسیقی کا مقابلہ، بے ہودہ خوش گپیوں اور ناچ گانوں کا مقابلہ کرایا جاتا ہے جو ایک اسلامی معاشرے کی مردہ ضمیری کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔

ارباب اقتدار و اختیار ذرائع ابلاغ کی لگام ان لوگوں کے سپرد کر چکے ہیں جو اسلامی اصول و قواعد سے دور ہوں۔ ذرائع ابلاغ کے اخلاق باختہ اقدامات نے ناظرین کے ذہنوں سے دین کا درد اور قومی غیرت و حمیت کو ختم کیا ہے اور اب عوام کے ساتھ خواص کے ذہنوں پر بھی ذرائع ابلاغ نے منفی اثرات چھوڑے ہیں۔

اسلام اخلاقی دائرے میں ان تمام سرگرمیوں کو قبول کرتا ہے جو ذہنی و جسمانی تازگی کا سبب ہو اور اس سے کردار و شخصیت پر منفی اثر مرتب نہ ہو۔

جدیدیت سے متاثر کچھ اذہان یہ سوال کرتے ہیں کہ یہ دور سائنسی دور ہے اب اسلامی قوانین فرسودہ ہو چکے ہیں اب ہمیں سائنسی دنیا کو قبول کر لینا چاہئے۔

ایسے افراد اس چیز سے نابلد ہوتے ہیں کہ سائنس تجربات اور مشاہدات پر مبنی ہوتا ہے آج کسی حقیقت تک پہنچ جاتا ہے تو کل اس کے متعلق مزید انکشافات ہوتے ہیں اور یہ انکشافات گذشتہ حقائق کی تردید کرتے ہیں کیونکہ سائنسی تجربات میں جتنی چیزیں دریافت ہوتی جائیں گی مزید حقائق انکشاف ہوتے جائیں گے جبکہ الہی قوانین حتمی اور اٹل ہوتے ہیں شارع مقدس نے قیامت تک کے لئے قوانین کا انتظام کر رکھا ہے۔ سائنسی علوم بالآخر انہی الہی قوانین پر اختتام پذیر ہوتے ہیں۔

پس شریعت اسلام میں انسان کو اس کی انفرادی زندگی اور اجتماعی زندگی کے وہ تمام اصول بتادئے ہیں ان پر عمل پیرا ہو کر آج کے دور میں بھی پر سکون اور مطمئن زندگی گزار سکتا ہے۔ جبکہ اس کے بر خلاف مغربی ثقافتوں میں اخلاقی پستی کے شکار نوجوان بے راہ روی، اختلاط مرد وزن اور ہم جنس پرستی جیسی لعنت کے شکار ہیں۔ خاندانی نظام تباہ ہو چکا ہے، شرح طلاق میں ہر سال اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ انڈیا ٹوڈے کی رپورٹ کے مطابق بیلجئم کے شہر Luxembourg میں شرح طلاق سالانہ 87 فیصد، سپین میں 65 فیصد، فرانس میں 55 فیصد اور امریکہ میں 46 فیصد ہے۔[1] جنسی ونفسیاتی بیماریوں نے لوگوں کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ اب یہ ثقافت مشرقی ممالک میں بھی تیزی کے ساتھ سرایت کر رہی ہے۔ شراب و شباب کی محفلیں اب مشرقی ممالک میں بھی سج رہی ہیں رقص و موسیقی کو حکومتی سرپرستی میں سر انجام دئے جاتے ہیں، خواتین کے ملبوسات میں کمی کی باقاعدہ تحریکیں چلتی ہیں، آزادی نسواں کے نام پر خواتین تک پہنچنے کی آزادی ڈھونڈتے ہیں اور خواتین بھی ایسے دلربا نعروں سے متاثر ہو کر اخلاق، آداب، عزت آبرو سمیت ہر چیز سے آزادی کا مطالبہ کرتی ہیں اور "میرا جسم میری مرضی" کا نعرہ بلند کرتی ہیں۔

پاکستانی چینلز پر اب رقص، موسیقی اور خوش گپیوں کا مقابلہ کرایا جاتا ہے جو ایک اسلامی ریاست میں شرمناک اقدام ہے۔ ارباب اقتدار نے ذرائع ابلاغ کے لگام ان لوگوں کے ہاتھوں میں دے رکھے ہیں جو کسی اسلامی اصول و قواعد کے پابند نہیں۔

ذرائع ابلاغ کے اخلاق باختہ اقدامات نے لوگوں کے ذہنوں سے دین کا درد، قومی غیرت و حمیت کو ختم کیا ہے۔ اب عوام کے ساتھ خواص کے ذہنون پر بھی ذرائع ابلاغ کا جادو اثر کرنے لگا ہے۔

مشرقی و مغربی ثقافتوں میں فرق اخلاقی قدروں کا ہے۔ مشرقی معاشرے میں اخلاقی حدود اور شرعی اصولوں کے دائرے میں رہ کر تفریحی سرگرمیاں سر انجام دی جاسکتی ہے۔ اسلام اخلاقی دائرے میں تمام سرگرمیوں کو قبول کرتا ہے جو ذہنی تازگی کا سبب ہو اور کردار اور شخصیت پر منفی اثر نہ ڈالے۔

دین اسلام تا قیامت رہنے والا دین ہے۔ نبی آخر الزمان ﷺ کے بعد کوئی نبی آئے گا اور نہ ہی کوئی شریعت۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے احکام و قوانین مرتب کر چکے ہیں۔

---

1. Countries with lowest and highest divorce rates(Article), Adoor, India Today web disk New delhi,

الہی قوانین میں جمود اور فرسودگی نہیں ہے بلکہ ایسے قواعد اور اصولوں پر مشتمل ہے کہ ہر جدید سے جدید تر مسئلے کا حل ان اصول و قواعد کی روشنی میں ممکن ہے۔ انہی اصول و قواعد کے ذریعے تفریحی حدود و قیود کا جائزہ لیا جائے گا اگر تفریح ان اصول و قواعد کے مطابق ہو تو مستحسن وگرنہ مذموم فعل ہوگا تاریخ شاہد ہے کہ جو قومیں اخلاق باختہ تفریحات کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا وہ تباہ ہوگئیں۔

مغربی ثقافتوں میں تفریح اور اخلاق باختہ سرگرمیوں کو فروغ حاصل ہے جس کے نتیجے میں جوان بے راہ روی، اختلاط مرد و زن اور ہم جنس پرستی کے شکار ہو جاتے ہیں، یوں وہاں خاندانی نظام تباہ و برباد ہو چکا ہے، طلاق کی شرح میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، جنسی و نفسیاتی بیماریوں نے لوگوں کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ اب یہ ثقافت مغربی سرحدوں کو عبور کر کے مشرقی ممالک میں تیزی سے سرایت کر رہی ہیں۔ بڑے محافل میں شراب کی محفلیں سجنا عام ہو گئی ہے، موسیقی کو جسم و روح کی غذا قرار دی جاتی ہے، خواتین کے ملبوسات کم ہوتے جا رہے ہیں بعید نہیں ہے کہ مغربی ممالک کی طرح عنقریب مسلم ممالک میں بھی خاندانی نظام متاثر ہو، رشتوں کا احترام ختم ہو جائے اور دنیا اور آخرت دونوں ہاتھ سے نکل جائے۔

۴۔ جنسی خواہشات کا بطور ہتھیار استعمال: تجارتی مراکز اپنے اشیاء کی فروخت کے لئے اس کو خوبصورت اور دلکش انداز میں پیش کرتے ہیں ان مصنوعات کی خوبیوں کا پرچار کیا جاتا ہے تاکہ اس کی طلب و رسد میں اضافہ ہو۔ اسلام تجارت اور ایماندار سے بیع و شراء کو نہ صرف جائز قرار دیتا ہے بلکہ اس کو اہمیت بھی دیتا ہے۔ انبیاء کرام تجارت کے پیشے کے ساتھ منسلک تھے یہاں تک کہ خود رسول اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال لے کر بطور تاجر شام کا سفر کیا اور اس پیشے کی اہمیت بڑھا دی۔[1]

تاجر کو چاہئے کہ رسول اکرم ﷺ سابقہ انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام کے تجارتی آداب و اطوار کو بطور نمونہ لے۔ اسے یہ حق ہے کہ وہ اپنی مصنوعات کو خوبصورت کر کے پیش کرے اور اس کی تشہیر کرے لیکن اپنی مصنوعات کی تشہیر میں دھوکہ دہی اور جنسی جذبات کو استعمال نہ کرے۔

شیطانی ذرائع ابلاغ نے اس بات کا ادراک کیا کہ جنسی جذبات کا استعمال کر کے سادہ لوگوں کو رام کیا جا سکتا ہے اس لئے ملبوسات، فرنیچر، سامان آرائش و زیبائش، موبائل فون، اشیاء خورد و نوش اور سگریٹ جیسی مصنوعات کی مارکٹینگ کے لئے مرد و خواتین کی پرکشش تصاویر کا سہارا لیا جاتا ہے۔

۱۔ البدایۃ النھایۃ، ابی الفداء الحافظ ابن کثیر الدمشقی، دار الفکر بیروت، ۱۹۹۷ طبع الثانیۃ، ج ۲، ص ۲۵۵

شہروں میں پر کشش تصاویر پر مشتمل بڑے بڑے اشتہاری بورڈ چوک چوراہوں کی زینت بنے ہوتے ہیں جس سے لوگوں کی توجہ جلد اپنی جانب مبذول کرا سکتے ہیں۔ اخبارات و جرائد میں خواتین کی نیم برہنہ تصاویر صرف اس لئے اشاعت کی جاتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ یہ جرائد فروخت ہوں۔ جدید ذرائع ابلاغ نے نت نئے اسالیب اختیار کر کے اخلاقی قدرون کو مزید پامال کر دیا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا نے پراڈکٹس (مصنوعات) کے اشتہار میں خوش شکل مرد و خواتین کو گویا لازمی حصہ قرار دیا ہے۔ موبائل فون کے اشتہار کے لئے ایک آدھ منٹ کا ناچ گانا چل کر چند سیکنڈ میں موبائل کی خصوصیات بیان کی جاتی ہے۔

۵۔ جھوٹ اور کتمان حق: شیطانی ذرائع ابلاغ کا ایک اہم مقصد جھوٹ اور باطل کو رواج دینا بھی ہے تاکہ لوگوں تک حق اور سچ کی بات نہ پہنچے۔ خبروں سے لیکر اشتہارات تک، تجزیوں سے لے کر شوز تک، ٹی وی چینلز پر جھوٹ بکتا ہے اور اچھی قیمت میں بکتا ہے جھوٹ کے ثبوت کے لے اتنا کافی ہے کہ ایک چینل ہر کسی کو گناہ گار بنا کر پیش کیا جاتا ہے جبکہ دوسرے چینل پر اسے معصوم بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔

اسلامی اقدار جیسے پردہ، داڑھی، نماز، روزوں کی تضحیک کی جاتی ہے۔ اشتہارات میں مضر اشیاء کو صحت مند بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ مدارس اور جامعات کے بارے میں پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے یہ سارے جھوٹ اور مبالغہ آرائیاں شیطانی مقاصد ابلاغ کا حصہ ہے۔ لوگوں تک حق اور سچ کی بات نہیں پہنچتی اس لیے لوگوں میں بہت غلط فہمیاں پائی جاتی ہے۔

۶۔ انسانیت کی تذلیل: انسانیت کی تذلیل و تحقیر ابلیسی فکر کا خاصہ ہے۔ خلقت آدم کے بعد حکم الٰہی سے روگرداں شیطان نے جناب آدم علیہ السلام کی کمتری اور اپنی برتری کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:

﴿قَالَ أَنَا۠ خَيۡرٞ مِّنۡهُ خَلَقۡتَنِي مِن نَّارٖ وَخَلَقۡتَهُۥ مِن طِينٖ﴾ [1]

ترجمہ: میں اس سے بہتر ہوں، مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔

ابلیس نے تفاخر میں انسان اجزاء ترکیبی کے عناصر کی تضحیک کی:

﴿قَالَ لَمۡ أَكُن لِّأَسۡجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقۡتَهُۥ مِن صَلۡصَٰلٖ مِّنۡ حَمَإٖ مَّسۡنُونٖ﴾ [2]

۱۔ الاعراف: ۷/ ۱۲

۲۔ الحجر: ۱۵/ ۳۳

ترجمہ: کہا: میں ایسے بشر کو سجدہ کرنے کا نہیں ہوں جسے تو نے سڑے ہوئے گارے سے تیار شدہ خشک مٹی سے پیدا کیا ہے۔

اسلام نے جاہلانہ نسلی تفاخر کا قلع قمع کر دیا حجتہ الوداع کے موقع پر رسول اکرمؐ نے فرمایا:

((وَلَيْسَ لِعَرَبِيٍّ عَلىٰ عَجَمِيّ فَضْلٌ إِلَّا بِالتَّقْوىٰ))[1]
ترجمہ: کسی عرب کو کسی عجمی پر کوئی برتری نہیں مگر یہ کے صاحب تقویٰ ہو۔

مغربی تہذیب میں نسلی تفاخر اس دور میں بھی پائی جاتی ہے۔ سفید نسل کے علاوہ پوری انسانیت کو کمتر سمجھتے ہیں۔ مغربی ممالک میں سیاہ فام کے ساتھ تحقیر آمیز رویہ رکھا جاتا ہے۔ شیطانی ذرائع ابلاغ نے اس دائرے کو وسیع کر دیا اور اسلامی ریاستوں می بھی لوگوں کو امیر اور غریب طبقوں میں تقسیم کیا۔ امیروں کا غریب کے ساتھ ملنا ان سے بات کرنے کو اپنی ہتک سمجھتے ہیں ریاست بھی امیروں اور غریبوں کے ساتھ الگ الگ سلوک کرتی ہے۔ قانون مال وزر کے سامنے بے بس جبکہ غریبوں کے لیے سخت ہے۔ ایک یونانی فلاسفر کا مشہور مقولہ ہے:

"قانون مکڑی کا وہ جال ہے جیسے طاقتور پھاڑ کر نکل جاتا ہے اور کمزور پھنس جاتا ہے"[2]

الیکٹرانک میڈیا پر لوگوں کی ذاتی زندگی، شکل وصورت، قد کاٹھ کا باقاعدہ طنزیہ پروگراموں میں مذاق اڑایا جاتا ہے۔

جبکہ خلاق عالم نے انسان کو معرض وجود میں لا کر فخر کیا اور فرمایا:

﴿ فَتَبَارَكَ ٱللَّهُ أَحۡسَنُ ٱلۡخَٰلِقِينَ ﴾[3]
ترجمہ: بابرکت ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین خالق ہے۔

یوں بنی نوع آدم کو عزت وتکریم سے نوازا فرمایا:

﴿ وَلَقَدۡ كَرَّمۡنَا بَنِيٓ ءَادَمَ ﴾[4]

۱۔ صحیفہ مع الرسول فی حجتہ الوداع، عطیہ محمد سالم، طبع اولیٰ ۱۹۸۸، دار التراث الاولیٰ، ص:۹۵
۲۔ قانون سراب کی مانند (آرٹیکل)، زبیر رحمٰن، ایکسپریس نیوز ڈیسک، ۲۰ ستمبر ۲۰۱۳، سٹوری ۱۷۷۳۵۴
۳۔ المؤمنون: ۲۳ / ۱۴
۴۔ بنی اسرائیل: ۱۷ / ۷۰

ترجمہ: اور بتحقیق ہم نے اولاد آدم کو عزت و تکریم سے نوازا۔

الٰہی ذرائع ابلاغ ہمیشہ احترام آدمیت کے اصولوں پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ جبکہ شیطانی ذرائع ابلاغ تحقیر انسانیت کے فارمولے پر عمل پیرا ہیں۔

۷۔ معاشرتی انتشار: انسان نے غار کی زندگی سے نکل کر اجتماعی زندگی کو بشکل مستحکم کیا۔ اسی معاشرتی زندگی میں ترقی کی۔ معاشرتی زندگی کی کامیابی کے لیے افراد کا رابطہ اور باہمی ہم آہنگی ضروری ہے۔ انسان ایک دوسرے کو سمجھنے اور اپنی اور دوسروں کی ذمہ داری کا احساس کرے تو یہی کامیاب اجتماعی زندگی گزار سکتے ہیں۔

اس کے بر خلاف اگر ایک دوسرے کے خلاف دشمنی عداوت بغض و کینہ کے محاذ کھولے باہمی ہم آہنگی پیدا کرنے کی بجائے ایک دوسرے کا نقصان کرے۔ قتل، ڈکیتی، جاسوسی، تشدد جیسے جرائم کو اپنائے تو اجتماعی زندگی اجیر ہو جائے گی۔

شیطانی ذرائع ابلاغ کا ایک اہم مقصد اجتماعی زندگی کو کمزور کرنا اور معاشرتی انتشار پھیلانا ہے۔

آج کے الیکٹرانک میڈیا میں جو (Crime Reports) یا جرائم پر جتنے پروگرامز چلتے ہیں ان پروگراموں کی وجہ سے جرم ہر گز کم نہ ہوئے بلکہ مزید بڑھتا چلا گیا۔ لوگوں کو جرم کرنے کا حوصلہ اور طریقے دونوں میڈیا سے ملتے ہیں۔ مجرمانہ اقدامات کی روک تھام میں ریاستی اداروں کے متعلق ناامیدی پھیلاتی جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک بے روزگار یا مجبور شخص اسی میڈیا کی مدد سے جرائم یا جرائم پیشہ عناصر کے ساتھ ملوث ہوتا ہے۔

الیکٹرانک میڈیا اس وقت معاشرے کا مربی ہے معاشرہ اسی سے تربیت لیتا ہے اگر "مربی" جرائم دیکھا دیکھا کر بتائے کہ ان کو روکنا ممکن نہیں ہے تو تربیت لینے والے کے دل میں بھی یہی خیالات جنم لیں گے اور وہ بھی اسی ڈگر پر چلیں گے۔

ایک مسلم ریاست میں ذرائع ابلاغ کو چاہیے کہ لوگون کو جرائم کی نشاندھی کے ساتھ ساتھ ملکی و الٰہی قانونین کی پکڑ کا بھی خوف دلائے۔

۸۔ بدگمانیوں کا فروغ: اللہ تعالیٰ نے سورہ حجرات میں حکم دیا کہ:

﴿ وَلَا تَجَسَّسُواْ وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ﴾[1]

ترجمہ: تجسس نہ کرو لوگوں کی عیوب کی ٹوہ میں نہ رہو۔ اس سے رشتے کمزور ہوتے ہیں۔

شیطانی ذرائع ابلاغ کا مقصد یہ بھی ہے کہ رشتوں میں آپس میں ڈاریں ڈالیں۔ دور حاضر میں جو سیریل ڈرامے الیکٹرانک میڈیا پر دیکھائے جاتے ہیں ان میں جاسوسی، بدگومانی، رشتوں میں عدم اعتماد، ساس بہو کی دشمنی لازمی عناصر کے طور پر دکھاتے ہیں۔ ایسی چیزیں دکھانے سے دیکھنے والے اپنے گھروں میں بھی ایسی چیزیں محسوس کرتے ہیں پھر خاندانی نظام کی تباہی اور بربادی پر جا کر معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔

شیطانی ذرائع ابلاغ کے مقاصد تخریبی اور تباہی کا ذرائع ہیں۔ انسانیت اور خصوصاً دین اسلام کے سنہری اصولوں کو تباہ کرنا، امت اسلامیہ کا شہر اوہ بکھیرنا، اسلام کے اساس کو کھوکھلا کرنا شیطانی ذرائع ابلاغ کے اہم مقاصد میں سے ہیں تاکہ دنیا کے سامنے اسلام کا مسخ شدہ چہرہ پیش کرے اور تمسخر اڑائے۔

۱۔ الحجرات:۴۹/ ۱۲

فصل دوم: پاکستان میں الیکٹرانک میڈیا ذرائع ابلاغ کے ذریعے جدت لباس کا جائزہ؛ سروے رپورٹ

فصل دوم:

پاکستان میں الیکٹرانک میڈیا یا ذرائع ابلاغ کے ذریعے جدت لباس کا جائزہ؛

سروے رپورٹ

زیر نظر موضوع پر لوگوں کے آراء اور تاثرات لینے کے لئے ایک سوالنامہ مرتب کیا گیا اور اسے راولپنڈی / اسلام آباد کے 18 سے 25 سال تک کے مرد اور خواتین طلباء و طالبات میں تقسیم کیا گیا۔

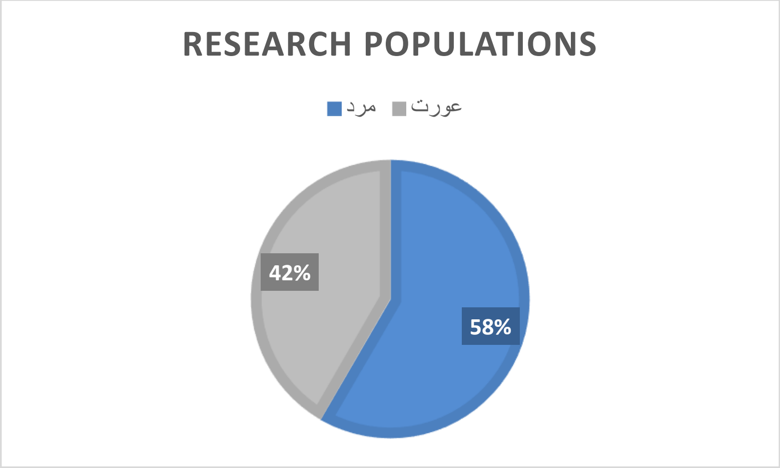

مرد	عورت
308	220

مندرجہ ذیل سوالنامہ کل 350 مردوں اور 250 عورتوں میں تقسیم کیا گیا۔ جن میں سے 308 مرد اور 220 خواتین نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ ٹوٹل ٪88 افراد شرکت کی۔ جس کے نتائج درج ذیل ہیں:

1. I know the Islamic concept of dressing.

ا۔اسلامی تصور لباس سے متعلق مجھے علم ہے۔

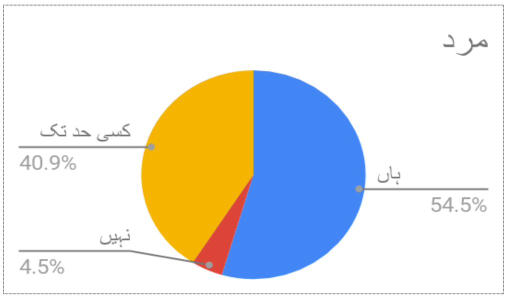

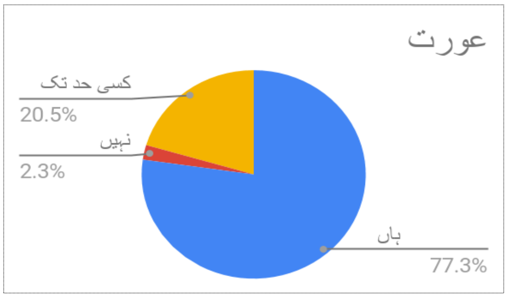

	مرد	عورت
ہاں	54.5٪	77.3٪
نہیں	4.5٪	2.3٪
کسی حد تک	40.9٪	20.5٪

اس سوال کے جواب میں مردوں میں سے 54.5 فیصد نے ہاں میں جواب دیا 4.5 فیصد طلباء نے نہیں اور 40.9 فیصد طلباء نے جواب دیا کہ کسی حد تک علم ہے۔

جبکہ خواتین میں سے 77.3 فیصد طالبات نے ہاں 2.3 فیصد طالبات نہیں اور 20.5 فیصد نے کسی حد تک علم ہونے کا جواب دیا۔

جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ طلباء وطالبات کی اکثریت اسلامی تصور لباس سے واقفیت رکھتی ہے۔

2. According to my knowledge it's necessary to cover (wear Hijab) in front of non-mehram.

۲۔ میرے علم کے مطابق اسلامی رو سے نا محرم سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

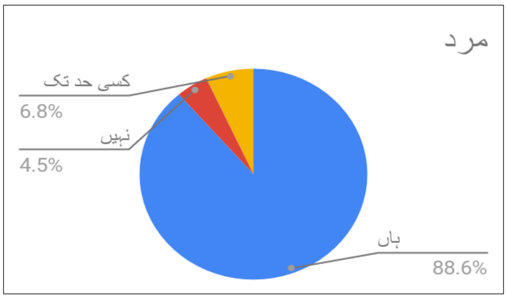

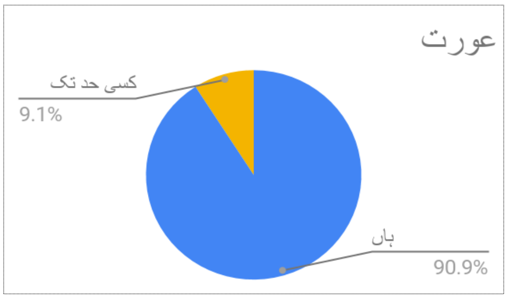

	مرد	عورت
ہاں	88.6٪	90.9٪
نہیں	4.5٪	0٪
کسی حد تک	6.8٪	9.1٪

اس سوال کے جواب میں مردوں میں سے 88.6 فیصد نے ہاں میں جواب دیا 4.5 فیصد طلباء نے نہیں اور 6.8 فیصد طلباء نے جواب دیا کہ کسی حد تک پردہ ضروری ہے۔

جبکہ خواتین میں سے 90.9 فیصد طالبات نے ہاں 0 فیصد طالبات نہیں اور 9.1 فیصد نے کسی حد تک ضروری ہونے کا جواب دیا۔

اکثریت کی رائے کے مطابق نا محرم سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

3. According to me it’s necessary to cover (wear Hijab) in front of cousins.

۳. میرے خیال میں اپنے کزنز (جنس مخالف) سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

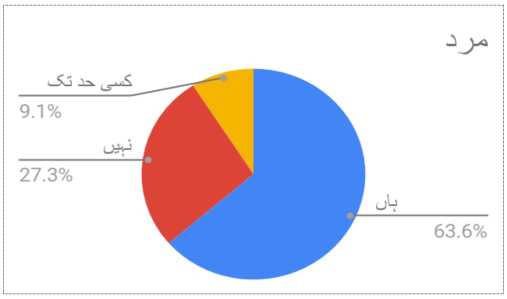

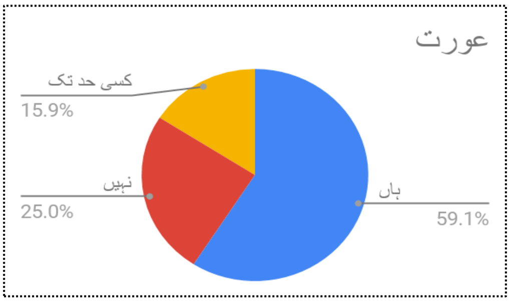

عورت	مرد	
59.1٪	63.6٪	ہاں
25.0٪	27.3٪	نہیں
15.9٪	9.1٪	کسی حدتک

اس سوال کے جواب میں مردوں میں سے 63.6 فیصد نے ہاں میں جواب دیا 27.3 فیصد طلباء نے نہیں اور 9.10 فیصد طلباء نے جواب دیا کہ کسی حدتک پردہ ضروری ہے۔

جبکہ خواتین میں سے 59.1 فیصد طالبات نے ہاں 25 فیصد طالبات نہیں اور 15.9 فیصد نے کسی حد تک ضروری ہونے کا جواب دیا۔

اکثریت نے رائے دی کہ مرد یا عورت کا اپنے جنس مخالف کزنز سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

4. According to me Islamic rules always considered in choosing cloth.

٤. میرے خیال میں لباس کے انتخاب میں اسلامی قوانین کو ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہیئے-

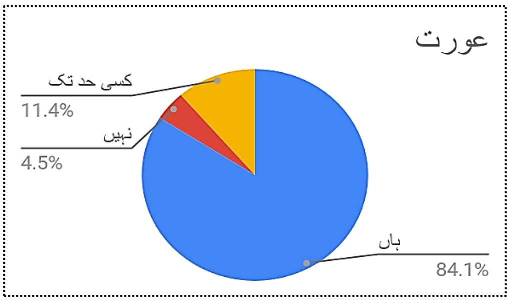

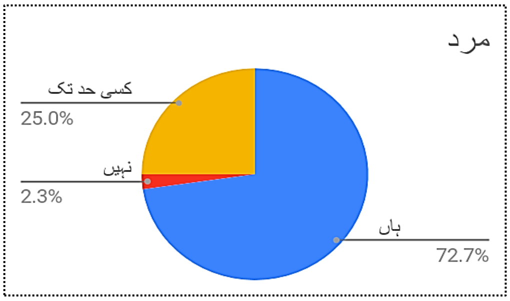

عورت	مرد	
84.1٪	72.7٪	ہاں
4.5٪	2.3٪	نہیں
11.4٪	25.0٪	کسی حد تک

اس سوال کے جواب میں مردوں میں سے 72.7 فیصد نے ہاں میں جواب دیا 2.3 فیصد طلباء نے نہیں اور 25 فیصد طلباء نے جواب دیا کہ کسی حد تک مد نظر رکھنا ہے۔

جبکہ خواتین میں سے 84.1 فیصد طالبات نے ہاں 4.5 فیصد طالبات نہیں اور 4.5 فیصد نے کسی حد تک مد نظر رکھنے کا جواب دیا۔

اکثریت نے رائے دی کہ لباس کے انتخاب میں اسلامی قوانین کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

5. According to me it doesn’t matter to wear tight dressing.

۵. میرے خیال میں اسلامی رو سے چست اور تنگ لباس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

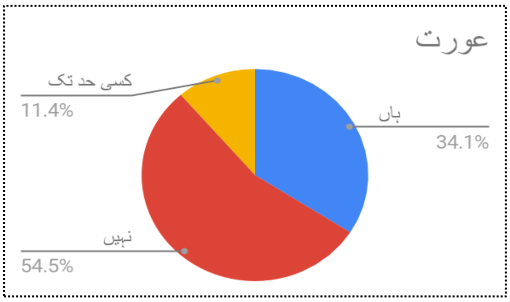

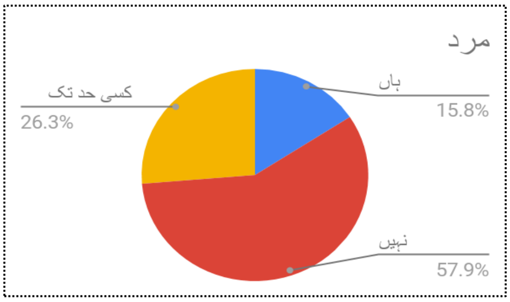

عورت	مرد	
34.1٪	15.8٪	ہاں
54.5٪	57.9٪	نہیں
11.4٪	26.3٪	کسی حد تک

اس سوال کے جواب میں مردوں میں سے 15.80 فیصد نے تائید کی 57.9 فیصد طلباء نے تائید نہیں کی اور 26.3 فیصد طلباء نے جواب دیا کہ تنگ لباس میں کسی حد تک مضائقہ ہے۔

جبکہ خواتین میں سے 34.1 فیصد طالبات تائید کی 54.5 فیصد طلباء نے تائید نہیں کی اور 11.4 فیصد طلباء نے جواب دیا کہ تنگ لباس پہننے میں کسی حد تک مضائقہ ہے۔

زیادہ تر طلباء وطالبات نے رائے دی اسلام کی رو سے تنگ لباس پہننے میں مضائقہ ہے۔

6. I watch Pakistani electronic media with interest.

٦۔ میں پاکستانی الیکٹرانک میڈیا کو دلچسپی کے ساتھ دیکھتا / دیکھتی ہوں۔۔

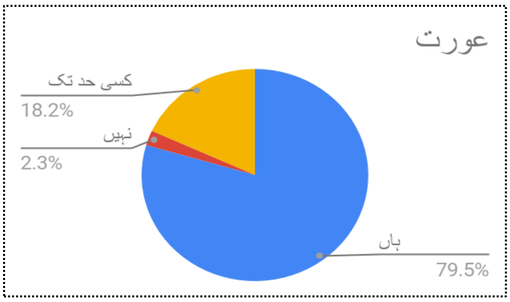

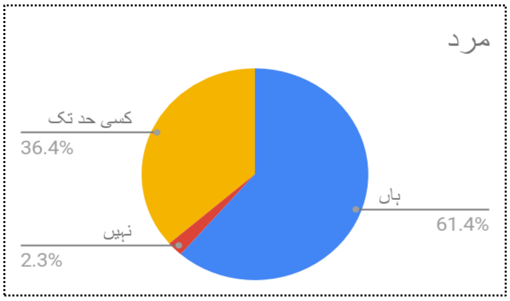

عورت	مرد	
79.5٪	61.4٪	ہاں
2.3٪	2.3٪	نہیں
18.2٪	36.4٪	کسی حد تک

اس سوال کے جواب میں مردوں میں سے 61.4 فیصد نے ہاں میں جواب دیا 2.3 فیصد طلباء نے نہیں اور 36.4 فیصد طلباء نے جواب دیا کہ کسی حد تک ٹی وی میں دلچسپی لیتے ہیں۔

جبکہ خواتین میں سے 79.5 فیصد طالبات نے ہاں 2.3 فیصد طالبات نہیں اور 4.5 فیصد نے کسی حد تک دلچسپی لینے کا جواب دیا۔

اکثریت کی رائے تھی کہ وہ الیکٹرانک میڈیا کو دیکھنے میں دلچسپی رکھتی ہے

7. Television deeply effects on the personality of anyone.

۷۔ ٹیلیویژن کسی کی شخصیت پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔

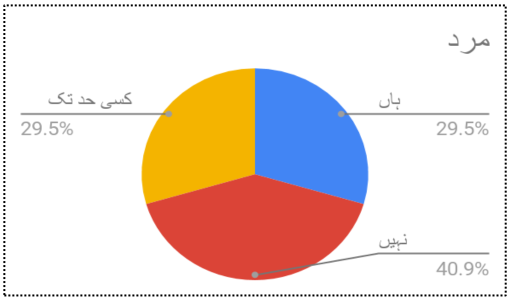

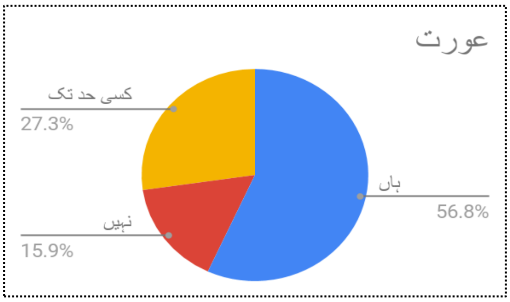

عورت	مرد	
56.8٪	29.5٪	ہاں
27.3٪	40.9٪	نہیں
15.9٪	29.5٪	کسی حد تک

اس سوال کے جواب میں مردوں میں سے 29.5 فیصد نے ہاں میں جواب دیا 40.9 فیصد طلباء نے نہیں اور 29.5 فیصد طلباء نے جواب دیا کہ کسی حد تک اثر مترتب کرتا ہے۔

جبکہ خواتین میں سے 56.8 فیصد طالبات نے ہاں 27.3 فیصد طالبات نہیں اور 15.9 فیصد نے کسی حد تک اثر انداز ہونے کا جواب دیا۔

مرد کی اکثریت کا کہنا ہے کہ ٹی وی کسی بھی شخصیت پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے جبکہ عورتوں میں اکثریت نے نہیں میں جواب دیا۔

8. I take interest in the dressing wear in T.V programs.

۸۔ میں ٹی وی پروگراموں میں پہنے جانے والے ملبوسات میں دلچسپی لیتا/لیتی ہوں۔

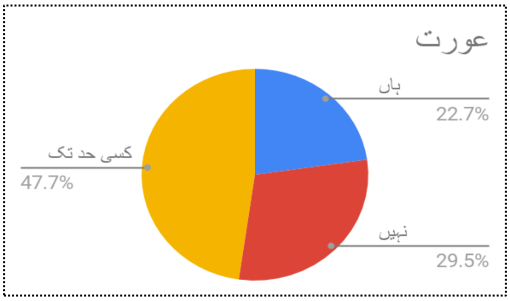

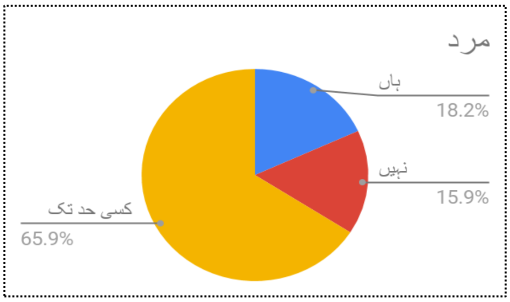

عورت	مرد	
22.7٪	18.2٪	ہاں
22.7٪	15.9٪	نہیں
47.7٪	65.9٪	کسی حد تک

اس سوال کے جواب میں مردوں میں سے 18.2 فیصد نے ہاں میں جواب دیا 15.9 فیصد طلباء نے نہیں اور 65.9 فیصد طلباء نے جواب دیا کہ کسی حد تک دلچسپی لیتے ہیں۔

جبکہ خواتین میں سے 22.7 فیصد طالبات نے ہاں 22.7 فیصد طالبات نہیں اور 47.7 فیصد نے کسی حد تک دلچسپی لینے کا جواب دیا۔

اکثریت نے کسی حد تک ٹی وی میں پہنے جانے والے ملبوسات میں دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔

9. I take T.V actor as a model in my dressing selection.

۹۔ میں اپنے لباس کے انتخاب میں ٹی وی اداکاروں کو بطور ماڈل لیتا / لیتی ہوں۔

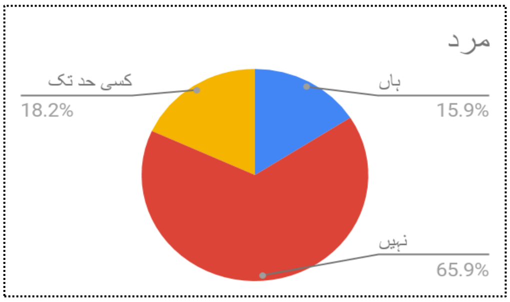

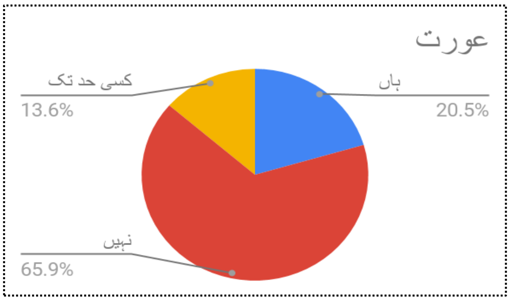

	مرد	عورت
ہاں	15.9٪	20.5٪
نہیں	65.9٪	65.9٪
کسی حد تک	18.2٪	13.6٪

اس سوال کے جواب میں مردوں میں سے 15.9 فیصد نے ہاں میں جواب دیا 65.9 فیصد طلباء نے نہیں اور 18.2 فیصد طلباء نے جواب دیا کہ کسی حد تک ٹی وی ایکٹرز لیتے ہیں۔

جبکہ خواتین میں سے 20.5 فیصد طالبات نے ہاں 65.9 فیصد طالبات نہیں اور 13.6 فیصد نے کسی حد تک بطور ماڈل لینے کا جواب دیا۔

اکثریت کا کہنا تھا کہ وہ ٹی وی ایکٹرز کو بطور رول ماڈل نہیں لیتی۔

10.I think electronic media can easily change the opinion of people of any society.

۱۰۔میرے خیال میں الیکٹرانک میڈیا کسی بھی معاشرے کے لوگوں کی سوچ بآسانی بدل سکتا ہے۔

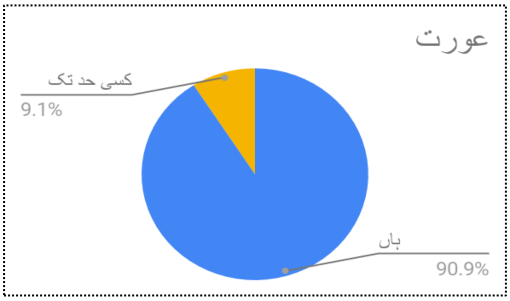

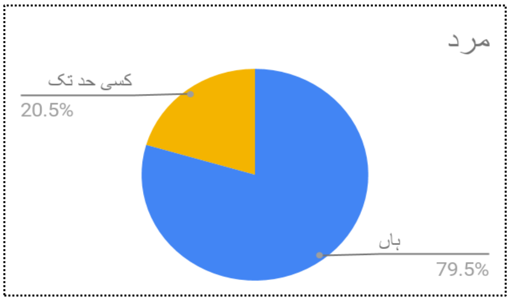

عورت	مرد	
90.9٪	79.5٪	ہاں
0٪	0٪	نہیں
9.1٪	20٪	کسی حد تک

اس سوال کے جواب میں مردوں میں سے 79.5 فیصد نے ہاں میں جواب دیا 0 فیصد طلباء نے نہیں اور 20 فیصد طلباء نے جواب دیا کہ کسی حد تک ٹی وی انسان کی سوچ بدل سکتا ہے۔

جبکہ خواتین میں سے 90 فیصد طالبات نے ہاں 0 فیصد طالبات نہیں اور 9.1 فیصد نے جواب دیا کہ کسی حد تک ٹی وی انسان کی سوچ بدل سکتا ہے۔

اکثریت کا جواب یہ تھا کہ میڈیا بآسانی معاشرے کی اجتماعی سوچ تبدیل کر سکتا ہے۔

11.According to me electronic media is playing role to spread unethical dressing.

اا۔میرے خیال میں الیکٹرانک میڈیا غیر اخلاقی ملبوسات کے عام کرنے میں کردار ادا کر رہا ہے۔

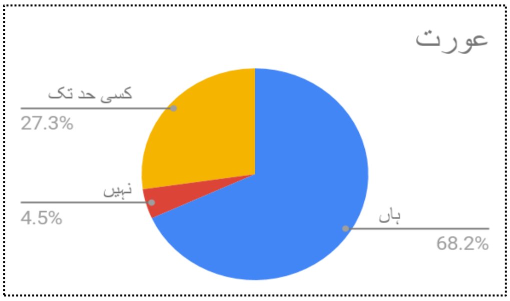

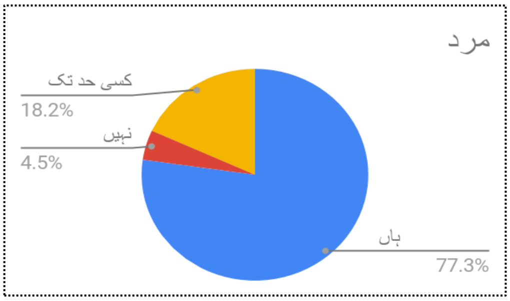

عورت	مرد	
68.2٪	77.3٪	ہاں
4.5٪	4.5٪	نہیں
27.3٪	18.2٪	کسی حد تک

اس سوال کے جواب میں مردوں میں سے 77.3 فیصد نے ہاں میں جواب دیا 4.5 فیصد طلباء نے نہیں اور 18.2 فیصد طلباء نے جواب دیا کہ کسی حد تک کردار ادا کر رہا ہے۔

جبکہ خواتین میں سے 68.2 فیصد طالبات نے ہاں 4.5 فیصد طالبات نہیں اور 27.3 فیصد نے جواب دیا کہ کسی حد تک کردار ادا کر رہا ہے۔

اکثریت کا یہ کہنا تھا کہ الیکٹرانک میڈیا غیر اخلاقی ملبوسات کے عام کرنے میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔

12.According to me Pakistani electronic media is promoting western dressing.

۱۲۔ میرے خیال میں پاکستانی الیکٹرانک میڈیا مغربی لباس کو فروغ دے رہا ہے۔

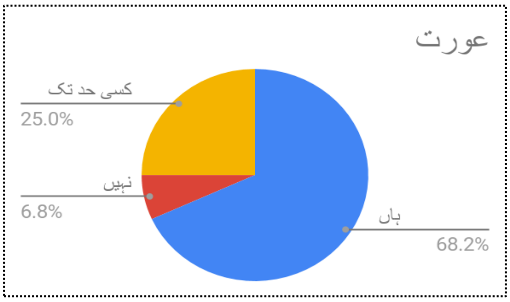

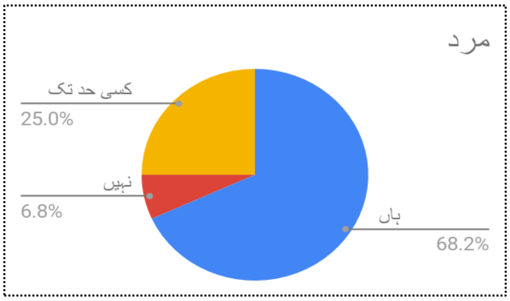

عورت	مرد	
68.2٪	68.2٪	ہاں
6.8٪	6.8٪	نہیں
25٪	25٪	کسی حد تک

اس سوال کے جواب میں مردوں میں سے 68.2 فیصد نے ہاں میں جواب دیا6 فیصد طلباء نے نہیں اور 25 فیصد طلباء نے جواب دیا کہ کسی حد تک فروغ دے رہا ہے۔

جبکہ خواتین میں سے68.2 فیصد طالبات نے ہاں 6.8 فیصد طالبات نہیں اور25 فیصد کسی حد تک فروغ دینے کے قائل ہیں۔

اکثر طلباء وطالبات نے رائے دی کہ پاکستانی الیکٹرانک میڈیا مغربی لباس کو فروغ دے رہا ہے۔

13.According to me the most of women in Pakistani T.V program seem wearing western dressing.

۱۳۔میرے خیال میں پاکستانی الیکٹرانک میڈیا پر خواتین زیادہ تر غیر اسلامی لباس میں نظر آتی ہیں۔

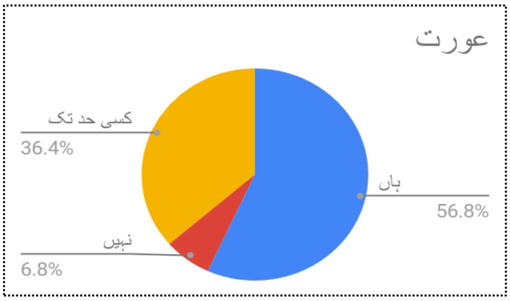

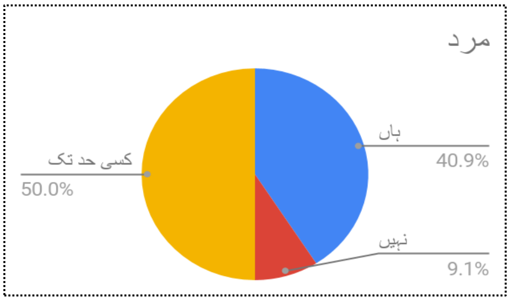

عورت	مرد	
56.8٪	40.9٪	ہاں
6.8٪	9.1٪	نہیں
36.4٪	50٪	کسی حد تک

اس سوال کے جواب میں مردوں میں سے 40.9 فیصد نے ہاں میں جواب دیا 9.1 فیصد طلباء نے نہیں اور 50 فیصد طلباء نے جواب دیا کہ کسی حد تک نظر آتی ہیں۔

جبکہ خواتین میں سے 56 فیصد طالبات نے ہاں 6.8 فیصد طالبات نہیں اور 36.4 فیصد نے جواب دیا کہ کسی حد تک نظر آتی ہیں۔

اکثریت کی رائے تھی کہ پاکستانی الیکٹرانک میڈیا پر خواتین زیادہ تر غیر اسلامی لباس میں نظر آتی ہیں۔

14.According to me there came modernity in dressing due to Pakistani Electronic Media.

۱۴۔ میرے خیال میں پاکستانی الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے لوگوں کے لباس میں جدت آئی ہے۔

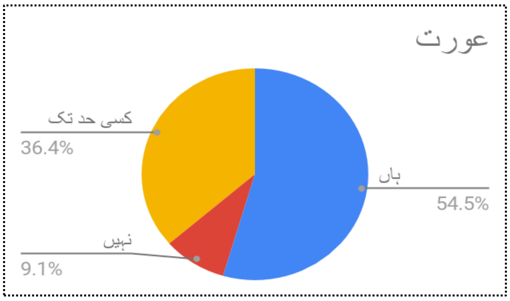

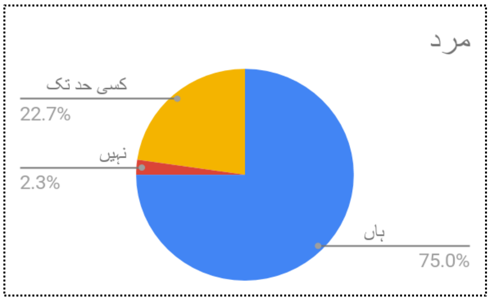

عورت	مرد	
54.5٪	75٪	ہاں
9.1٪	2.3٪	نہیں
36.4٪	22.7٪	کسی حد تک

اس سوال کے جواب میں مردوں میں سے 75 فیصد نے ہاں میں جواب دیا 2.3 فیصد طلباء نے نہیں اور 22.7 فیصد طلباء نے جواب دیا کہ کسی حد تک جدت آئی ہے۔

جبکہ خواتین میں سے 54.5 فیصد طالبات نے ہاں 9.1 فیصد طالبات نہیں اور 36.4 فیصد نے جواب دیا کہ کسی حد تک جدت آئی ہے۔

اکثریت کا کہنا ہے کہ پاکستانی الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے لوگوں کے لباس میں جدت آئی ہے۔

15. Eastern dressing is rarely seen in Pakistani dramas and morning shows.

۱۵۔پاکستانی ڈراموں اور مورننگ شوز میں مشرقی لباس بہت کم دکھائی دیتا ہے۔

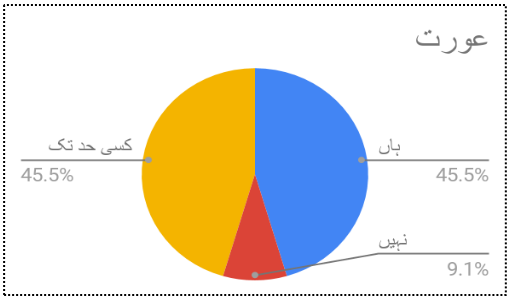

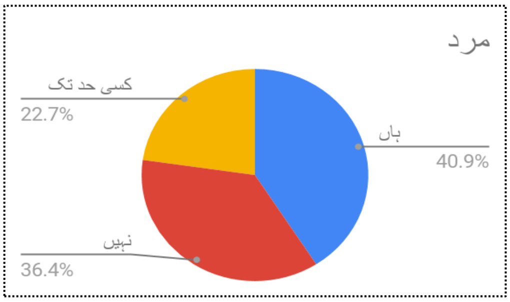

	مرد	عورت
ہاں	40.9٪	45.5٪
نہیں	36.4٪	9.1٪
کسی حد تک	22.7٪	45.5٪

اس سوال کے جواب میں مردوں میں سے 40.9 فیصد نے ہاں میں جواب دیا 36.4 فیصد طلباء نے نہیں اور 22.7 فیصد طلباء نے جواب دیا کہ کسی حد تک کی نظر آتی ہیں۔

جبکہ خواتین میں سے 45 فیصد طالبات نے ہاں 9.1 فیصد طالبات نہیں اور 45.5 فیصد نے جواب دیا کہ کسی حد تک کی نظر آتی ہیں۔

اکثریت نے اس رائے کی تائید کی کہ پاکستانی الیکٹرانک میڈیا پر مشرقی لباس کم دکھائی دیتا ہے۔

16. Shawl or Scarf is not used in Pakistani Dramas and Morning Shows

۱۶۔ پاکستانی ڈراموں اور مورننگ شوز میں دوپٹے کا استعمال نہیں کیا جاتا۔

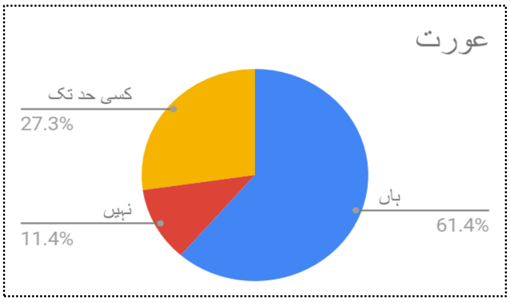

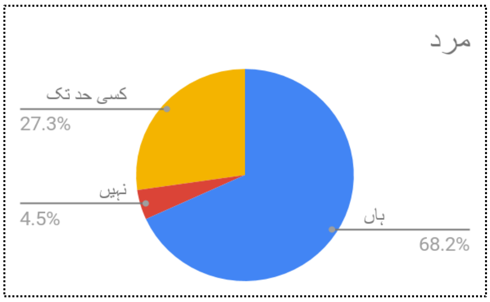

عورت	مرد	
61.4٪	68.2٪	ہاں
11.4٪	4.5٪	نہیں
27.3٪	27.3٪	کسی حد تک

اس سوال کے جواب میں مردوں میں سے 68.2 فیصد نے تائید کی 4.5 فیصد طلباء نے تائید نہیں اور 27.3 فیصد طلباء نے جواب دیا کہ دوپٹے کا استعمال کسی حد تک کم نظر آتا ہے۔

جبکہ خواتین میں سے 61.4 فیصد نے تائید کی 11.4 فیصد طالبات نے تائید نہیں کی اور 27.3 فیصد طالبات نے جواب دیا کہ دوپٹے کا استعمال کسی حد تک کم نظر آتا ہے۔

اکثر طلباء و طالبات کا کہنا ہے کہ پاکستانی ڈراموں اور مارننگ شوز میں دوپٹے کا استعمال نہیں کیا جاتا۔

17. Women are seen wearing tight and sheath dresses in Pakistani Dramas and Morning Shows.

۱۷۔ پاکستانی ڈراموں اور مورننگ شوز میں خواتین چست اور تنگ لباس پہنے نظر آتی ہیں۔

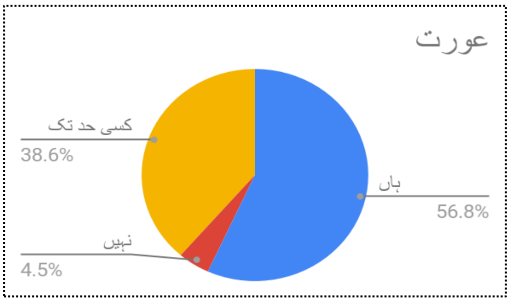

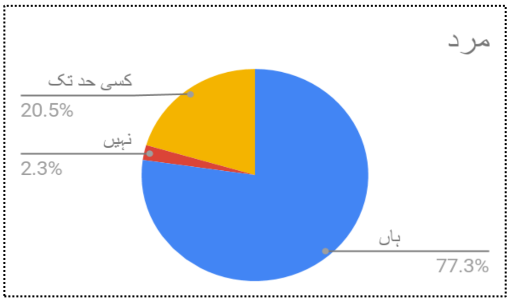

عورت	مرد	
56.8٪	77.3٪	ہاں
4.5٪	2.3٪	نہیں
38.6٪	20.5٪	کسی حد تک

اس سوال کے جواب میں مردوں میں سے 77.3 یصد نے ہاں میں جواب دیا 2.3 فیصد طلباء نے نہیں اور 20.5 فیصد طلباء نے جواب دیا کہ خواتین کسی حد تک تنگ لباس میں نظر آتی ہیں۔

جبکہ خواتین میں سے 56.8 فیصد طالبات نے ہاں 4.5 فیصد طالبات نہیں اور 38.6 فیصد نے جواب دیا کہ کسی حد تک تنگ ملبوسات میں نظر آتی ہیں۔

اکثریت کی رائے ہے کہ پاکستانی ڈراموں اور مارننگ شوز میں خواتین تنگ ملبوسات پہن کر آتی ہیں۔

18. Women are seen wearing jeans and shirts in Pakistani Dramas and Morning Shows.

۱۸۔پاکستانی ڈراموں اور مورننگ شوز میں خواتین جینزاور شرٹس کااستعمال کرتی ہیں۔

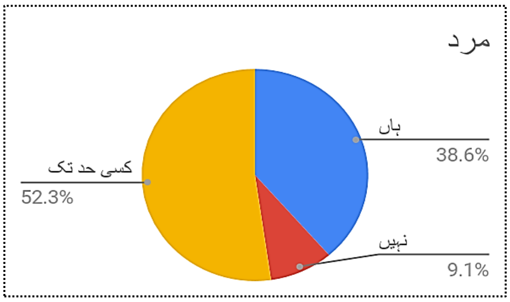

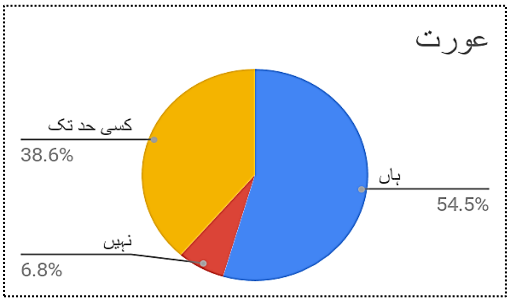

	مرد	عورت
ہاں	38.6%	54.5%
نہیں	9.1%	6.8%
کسی حدتک	52.3%	38.6%

اس سوال کے جواب میں مردوں میں سے 38.6فیصد نے ہاں میں جواب دیا 9.1فیصد طلباء نے نہیں اور 52.3فیصد طلباء نے جواب دیاکہ کسی حدتک استعمال کیاجاتاہے۔

جبکہ خواتین میں سے 54.5فیصد طالبات نے ہاں 6.8فیصد طالبات نہیں اور 38.6فیصد نے جواب دیا کہ کسی حدتک استعمال کیاجاتاہے۔

اکثریت کی رائے یہ تھی کہ پاکستانی ڈراموں اور مورنینگ شوز میں خواتین جینزاور شرٹس میں نظر آتی ہیں۔

19. In Pakistani Dramas and Morning Shows women wear such dresses which easily attract attention of others.

۱۹۔پاکستانی ڈراموں اور مورننگ شوز میں خواتین ایسا لباس زیب تن کرتی ہیں جس سے دوسروں کی توجہ جلدی مرکوز ہو۔

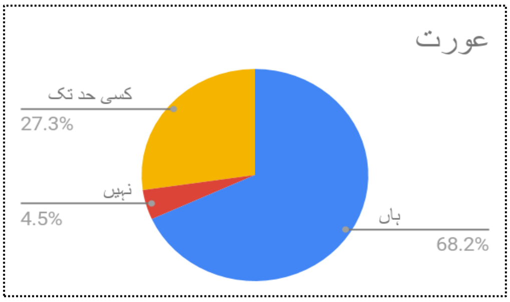

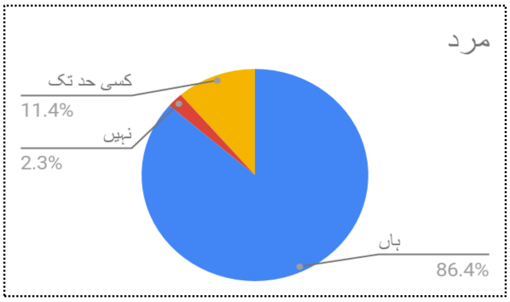

عورت	مرد	
68.2٪	86.4٪	ہاں
4.5٪	2.3٪	نہیں
27.3٪	11.4٪	کسی حد تک

اس سوال کے جواب میں مردوں میں سے 86.4 فیصد نے ہاں میں جواب دیا 2.3 فیصد طلباء نے نہیں اور 11.4 فیصد طلباء نے جواب دیا کہ کسی حد تک پہنتی ہیں۔

جبکہ خواتین میں سے 68.2 فیصد طالبات نے ہاں 4.5 فیصد طالبات نہیں اور 27.3 فیصد نے جواب دیا کہ کسی حد تک پہنتی ہیں۔

اکثریت کی رائے ہے کہ پاکستانی ڈراموں اور شوز میں خواتین توجہ مرکوز کرانے والے ملبوسات پہنتی ہیں۔

20. According to me PEMRA should make laws regarding the dressings wear in T.V programs.

۲۰۔میرے خیال میں پیمرا کو ٹی وی پروگراموں میں پہنے جانے والے ملبوسات سے متعلق قانون سازی کرنی چاہیئے۔

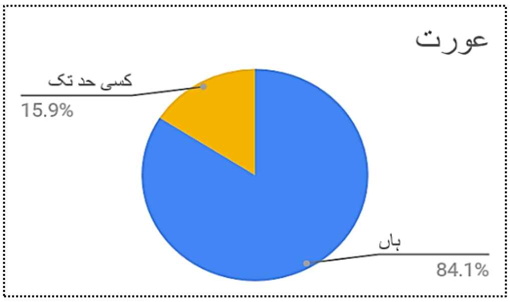

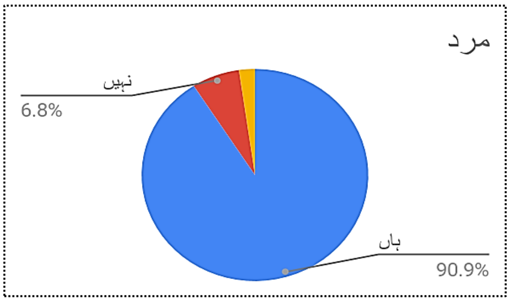

	مرد	عورت
ہاں	90.9٪	84.10٪
نہیں	6.8٪	0٪
کسی حد تک	2.3٪	15.9٪

اس سوال کے جواب میں مردوں میں سے 90.9 فیصد نے ہاں میں جواب دیا 6.8 فیصد طلباء نے نہیں اور 2.3 فیصد طلباء نے جواب دیا کہ کسی حد تک قانون سازی ہونی چاہیئے۔

جبکہ خواتین میں سے 84.1 فیصد طالبات نے ہاں 0 فیصد طالبات نہیں اور 15.9 فیصد نے جواب دیا کہ کسی حد تک قانون سازی ہونی چاہیئے۔

اکثریت نے جواب دیا کہ پیمرا کو ٹی وی پروگراموں میں پہنے جانے والے ملبوسات سے متعلق قانون سازی کرنی چاہیئے۔

سروے رپورٹ

مجموعی طور پر خواتین اور مردوں کی رائے ایسے رہی۔

نمبر شمار	سوال	جنس	ہاں	نہیں	کسی حد تک
1	اسلامی تصور لباس سے متعلق مجھے علم ہے۔	مرد	168	14	126
		عورت	170	5	45
2	میرے علم کے مطابق نامحرم سے پردہ کرنا ضروری ہے۔	مرد	273	14	21
		عورت	200	0	20
3	میرے خیال میں اپنے کزنز (جنس مخالف) سے پردہ کرنا ضروری ہے۔	مرد	196	84	28
		عورت	130	55	35
4	میرے خیال میں لباس کے انتخاب میں اسلامی قوانین کو ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہیئے۔	مرد	224	7	77
		عورت	185	10	25
5	میرے خیال میں چست اور تنگ لباس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔	مرد	42	154	112
		عورت	75	120	25
6	میں پاکستانی الیکٹرانک میڈیا کو دلچسپی کے ساتھ دیکھتا / دیکھتی ہوں۔	مرد	189	7	112
		عورت	175	5	40
7	ٹیلیویژن کسی کی شخصیت پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔	مرد	91	126	91
		عورت	125	35	60
8	میں ٹی وی پروگراموں میں پہنے جانے والے ملبوسات میں دلچسپی لیتا / لیتی ہوں۔	مرد	56	49	203
		عورت	50	65	105
9	میں اپنے لباس کے انتخاب میں ٹی وی اداکاروں کو بطور ماڈل لیتا / لیتی ہوں۔	مرد	49	203	56
		عورت	45	145	30

نمبر شمار	سوال	جنس	ہاں	نہیں	کسی حد تک
10	میرے خیال میں الیکٹرانک میڈیا کسی بھی معاشرے کے لوگوں کی سوچ باآسانی بدل سکتا ہے۔	مرد	245	0	63
		عورت	200	0	20
11	میرے خیال میں الیکٹرانک میڈیا غیر اخلاقی ملبوسات کے عام کرنے میں کردار ادا کر رہا ہے۔	مرد	238	14	56
		عورت	150	14	60
12	میرے خیال میں پاکستانی الیکٹرانک میڈیا مغربی لباس کو فروغ دے رہا ہے۔	مرد	210	21	77
		عورت	150	15	55
13	میرے خیال میں پاکستانی الیکٹرانک میڈیا پر خواتین زیادہ تر مغربی لباس میں نظر آتی ہیں۔	مرد	126	28	154
		عورت	125	15	80
14	میرے خیال میں پاکستانی الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے لوگوں کے لباس میں جدت آئی ہے۔	مرد	231	7	70
		عورت	120	20	80
15	پاکستانی ڈراموں اور مورننگ شوز میں مشرقی لباس بہت کم دکھائی دیتا ہے۔	مرد	126	112	70
		عورت	100	20	100
16	پاکستانی ڈراموں اور مورننگ شوز میں دوپٹے کا استعمال نہیں کیا جاتا۔	مرد	210	14	84
		عورت	135	25	60
17	پاکستانی ڈراموں اور مورننگ شوز میں خواتین چست اور تنگ لباس پہنے نظر آتی ہیں۔	مرد	238	7	63
		عورت	125	10	85
18	پاکستانی ڈراموں اور مورننگ شوز میں خواتین جینز اور شرٹس میں نظر آتی ہیں۔	مرد	119	28	161
		عورت	120	15	85
19	پاکستانی ڈراموں اور مورننگ شوز میں ایسا لباس پہنی جاتی ہے جس سے دوسروں کی توجہ جلدی مرکوز ہوتی ہو۔	مرد	266	7	35
		عورت	150	10	60
20	میرے خیال میں پیمرا کو ٹی وی پروگراموں میں پہنے جانے والے ملبوسات سے متعلق قوانین پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔	مرد	280	21	7
		عورت	185	0	35

مذکورہ سروے سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ذرائع ابلاغ کس حد تک لوگوں کی رہن سہن، بود و باش کی تبدیلی لاتے ہیں۔ اگرچہ زیادہ تر لوگ ذاتی بنیادوں پر یہ سمجھتے ہیں کہ ذرائع ابلاغ ان کی ذاتی زندگی میں زیادہ موثر نہیں ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ذرائع ابلاغ کسی بھی انسان کی سوچ بآسانی بدل سکتا ہے۔ لوگوں کا یہ بھی ماننا ہے کہ موجودہ ذرائع ابلاغ میں جو ملبوسات دکھائے جاتے ہیں وہ مشرقی اور اسلامی طرز لباس سے ہم آہنگ نہیں ہے جس سے لوگوں کی سوچ میں مغرب پرستی کا عنصر پروان چڑھتا ہے۔

انسان جوں جوں کسی بھی پرخطر چیز سے مانوس ہوتا ہے وہ اس کا عادی ہو جاتا ہے۔ پاکستان میں پہلے ٹیلی ویژن پر غیر اسلامی پروگرام کم ہی نشر ہوتے تھے۔ جب اس میں جدت آنے لگی تو عوام میں اس کو وقتی پذیرائی نہ ملی لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اسی ٹیلی ویژن نے لوگوں کی سوچ میں بھی تبدیلی لائی اور عیب دار چیزیں بھی بے عیب لگنے لگیں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ دیندار طبقہ بھی ٹی وی کے اثرات اور محرکات سے محفوظ نہیں ہیں۔

اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ حکومت اور پیمرا کو ایسے اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے کہ وہ الیکٹرانک میڈیا میں مثبت تبدیلی لائے اور غیر اخلاقی ملبوسات اور غیر شرعی پروگرامز پر مکمل پابندی لگائی جائے تاکہ معاشرے میں تہذیب اور شائستگی کو فروغ ملے۔

اہل علم کا انٹرویو

موجودہ پاکستانی الیکٹرانک میڈیا میں استعمال ہونے والے ملبوسات اس کے اثرات اور تدارک کی صورتوں کو مزید واضح کرنے کے لئے اسلام آباد سے ۴ مختلف جید علماء کرام اور ۲ سکالرز کا انٹرویو کیا گیا جن سے لباس کے ذرائع ابلاغ پر استعمال اور اس کے اثرات سے متعلق سوال کیا گیا ان کی آراء درج ذیل سامنے آئے۔

1۔ موجودہ پاکستانی الیکٹرانک میڈیا میں استعمال ہونے والے ملبوسات کس حد تک لباس اسلامی ہیں؟

مولانا امین اللہ جامعہ قاسمیہ اسلام آباد: میرے خیال میں الیکٹرانک میڈیا پر استعمال ہونے والے ملبوسات غیر اسلامی ہیں۔

شیخ حفیظ اللہ عبد السلام جامعہ سلفیہ اسلام آباد: موجودہ الیکٹرانک میڈیا میں استعمال ہونے والے لباس کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے اسلامی روایات جو حشمت، حیاء اور پردے کا اہتمام کرتی ہے میڈیا میں یہ چیز نظر نہیں آتی۔

مولانا محمد جنید بغدادی جامعہ نعیمیہ اسلام آباد: غیر اسلامی ملبوسات ہیں۔ ایسے لباس کا پہننا شرعاً جائز نہیں ہے۔

مولانا محمد حسن محمدی جامعۃ الکوثر اسلام آباد: دور حاضر میں الیکٹرانک میڈیا پر دکھائے جانے والے ملبوسات تقریباً غیر اسلامی ہی ہیں۔ صبح سے لیکر شام تک کی نشریات میں کہیں شاذ و نادر اسلامی لباس نظر آجائے۔

ڈاکٹر شبیر حسین اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، محی الدین یونیورسٹی کشمیر: رمضان المبارک کی نشریات کے علاوہ کی اگر بات کی جائے تو اس میں ۹۹ فیصد ملبوسات اسلامی درکنار مہذب بھی نہیں ہیں۔

ڈاکٹر ریاض رضی، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، بلتستان یونیورسٹی: اگر اسلامی لباس کا مطلب ایک خاص حکم کی اتباع ہے تو پھر اس کی نشاندہی اس طرح سے ہو سکتی ہے کہ خواتین شرعی حجاب لیں اور اُن امور کو مد نگاہ رکھیں جن کی اسلام نے حکم دیا ہے جہاں تک پاکستانی الیکٹرنک کی بات ہے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں کہ شرعی حجاب کا خیال بالکل بھی نہیں رکھا جاتا ہے اگر حجاب لباس ہے تو۔

2۔ ذرائع ابلاغ میں استعمال ہونے والے ملبوسات کا معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں؟

مولانا امین اللہ جامعہ قاسمیہ اسلام آباد: معاشرے میں بڑھتی ہوئی بے حیائی اور زیادتی کے کیسز ذرائع ابلاغ پر دکھائے جانے والے غیر اخلاقی لباس کا نتیجہ ہے۔

شیخ حفیظ اللہ عبد السلام جامعہ سلفیہ اسلام آباد: اغیار کی ثقافت کو فروغ مل رہی ہے، شرم و حیاء ناپید اور بے حیائی کی اشاعت ہو رہی ہے۔

مولانا محمد جنید بغدادی جامعہ نعیمیہ اسلام آباد: اس کا معاشرے پر گہرا اور برا اثر مرتب ہو رہا ہے۔ بچے میڈیا پر جو ملبوسات دکھائے جاتے ہیں اس سے متاثر ہوتے ہیں جس سے بچے اسلامی قدروں سے دور ہوتے ہیں۔

مولانا محمد حسن محمدی جامعۃ الکوثر اسلام آباد: اسلامی اقدار اور روایات کو نقصان پہنچ رہی ہیں۔ مغرب پرستی کا رجحان ہمارے معاشرے میں بڑھ رہا ہے۔ نئی نسل اسلامی تعلمات سے دور ہوتی جا رہی ہے۔

ڈاکٹر شبیر حسین اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، محی الدین یونیورسٹی کشمیر: جب بے نظیر بھٹو پہلی بار وزیر اعظم بنیں تو وہ اسمبلی میں سندھی شال اوڑھ کر آئیں اس کا میڈیا میں اس حد تک پروپگیڈ ہوا کہ پاکستان میں خاص و عام سندھی شال کی جگہ بے نظیر شال کہنے لگے۔ میڈیا جو مختلف برانڈز کے نام پر غیر مہذب ملبوسات کی نشر و اشاعت میں بھرپور کردار ادا کر رہا ہے۔

ڈاکٹر ریاض رضی، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، بلتستان یونیورسٹی: منفی اثرات کا رجحان زیادہ ہے۔ نئی نسل ایک سنجیدہ قسم کے لباس کو ترجیح دینے کے بجائے مغرب کی اطاعت کو لازمی سمجھتی ہے۔ اور یہ سارا ملبہ میڈیا کے اوپر جاتا ہے۔ نت نئے ملبوسات متعارف کرانا میڈیا کا کارنامہ ہے۔ فیشن شوز کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔

3۔ ان اثرات کو سد باب کس طرح کیا جا سکتا ہے؟

مولانا امین اللہ جامعہ قاسمیہ اسلام آباد: سکرین پر باپردہ اور اسلامی لباس کو ترویج دے کر ان اثرات کی روک تھام کر سکتے ہیں۔

شیخ حفیظ اللہ عبد السلام جامعہ سلفیہ اسلام آباد: میڈیا پر غیر اسلامی لباس کے ساتھ آنے پر پابندی عائد کی جائے اور اسلامی تصور لباس کو مد نظر رکھا جائے۔

مولانا محمد جنید بغدادی جامعہ نعیمیہ اسلام آباد: اسلامی لباس کے حوالے ملک کے اندر ایک اجتماعی سوچ پیدا کر دی جائے۔

مولانا محمد حسن محمدی جامعۃ الکوثر اسلام آباد: یہ ایک ایسا ناسور ہے جس کا سد باب کی جانا آسان نہیں ہے۔ اس کے لئے حکومت، علماء، عوام سب کو مل کر حکمت عملی بنانی چاہئے۔

ڈاکٹر شبیر حسین اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، محی الدین یونیورسٹی کشمیر: اس سلسلے میں اینکر پرسنز اور جو بااثر طبقہ ہیں ان میں یہ شعور پیدا کی جائے کہ اگر اسلامی لباس نہ ہو تو کم از کم مہذب لباس پہنا جائے۔ پھر آہستہ آہستہ اسلامی لباس کی طرف جائے۔

ڈاکٹر ریاض رضی، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، بلتستان یونیورسٹی: سدباب کا فی الحال کوئی پیمانہ موجود نہیں ہے۔ پیمرا نامی ایک ادارہ موجود ہے لیکن اس کے اختیارات بھی محدود ہیں۔ وہ اگر چاہے بھی تو نہیں کر سکتا۔ لوگوں کے ذہنوں میں مغرب اور جدیدیت کی تقلید بہت زیادہ سرایت کر چکی ہے۔ البتہ اسلامی قوانین کی پابندی اس مسئلے کا حل ہو سکتا ہے۔

4۔ حکومتی سطح پر تدارک کی کیا صورتیں ہو سکتی ہیں؟

مولانا امین اللہ جامعہ قاسمیہ اسلام آباد: ارباب اختیار کو دینی مبلغین اور سنجیدہ علمائے کرام کے ساتھ مل کر مذکورہ مسئلے پر مشترکہ لائحہ عمل پیش کرنا چاہیے۔

شیخ حفیظ اللہ عبد السلام جامعہ سلفیہ اسلام آباد: تمام حکومتی دفاتر میں قومی اور اسلامی لباس کو لازمی قرار دیا جائے۔ حکومتی وفود جو باہر ممالک میں جاتے ہیں ان کو بھی قومی لباس اور اسلامی روایات کا پابند کیا جائے۔

مولانا محمد جنید بغدادی جامعہ نعیمیہ اسلام آباد: حکومتی سطح پر متعلقہ شعبے کو فعال کرنا چاہیے۔ موجودہ حکومت ریاست مدینہ کے طرز حکومت کی بات کرتی ہے تو لباس کا عملی نمونہ بھی اسی ریاست مدینہ سے اخذ کیا جائے۔

مولانا محمد حسن محمدی جامعۃ الکوثر اسلام آباد: حکومتی سطح پر ذرائع ابلاغ کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ اس پر نشریات مہذب اور شائستہ ملبوسات میں کیا جائے۔ آج کے دور میں کئی ٹی وی چینلز ہمارے سامنے موجود ہیں جن میں لباس نہایت ہوتے ہیں انہیں نمونہ عمل بنانا چاہیے۔

ڈاکٹر شبیر حسین اسسٹنٹ پروفیسر محی الدین یونیورسٹی کشمیر: پاکستان میں ذرائع ابلاغ کی ریگولیشن کے لئے پیمرا موجود ہے پیمرا اپنے ضابطہ اخلاق میں اس چیز کو شامل کرے کہ کوئی بھی چینل پر نامناسب لباس کے ساھ پروگرام نہیں کرے گا۔ اس کے علاوہ شرعی عدالتوں، اسلامی نظریاتی کونسل کا کردار ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر ریاض رضی، اسسٹنٹ پروفیسر بلتستان یونیورسٹی: حکومتی سطح پر جیسا کہ گذشتہ سوال کے جواب میں کہا گیا کہ ادارے قائم ہیں خاص طور پر پیمرا جیسے ادارے انہی چیزوں کے لئے تشکیل دیئے گئے ہیں۔ یہ ان اداروں کا کام ہے کہ وہ حدود و قیود کا خیال رکھیں۔

علماء کرام اور اسکالرز کی رائے کے مطابق ٹیلی ویژن پر دکھائے جانے ملبوسات غیر اسلامی اور غیر شرعی ہیں۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس کا معاشرے پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ اسلامی اقدار و روایات کو نقصان پہنچ رہے ہیں۔ مغرب پسندی کو فروغ مل رہی ہے۔ معاشرہ بے حیائی اور برائی کا شکار ہو رہا ہے جس کی وجہ سے روز بروز ریپ کیسز میں بھی اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ لہذا اس کے سد باب کے لئے ایک اجتماعی شعور کی ضرورت ہے۔ حکومتی سطح پر اس کی روک تھام کے لئے متعلقہ اداروں کو پابند کیا جائے اور ملکی سطح پر علمائے کرام کی خدمات بھی لی جائے۔

فصل سوم: پاکستانی الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے غیر اسلامی لباس کا فروغ

مشاہدات:

فصل سوم:

پاکستانی الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے غیر اسلامی لباس کا فروغ: مشاہدات

لباس کا اسلامی تصور اور پاکستانی الیکٹرانک میڈیا میں اس کے استعمال کے اثرات

قیام پاکستان کے بعد پہلی بار ۱۹۶۴ میں پاکستان ٹیلیویژن نے الیکٹرانک میڈیا کی دنیا میں قدم رکھا۔ اس وقت پاکستان ٹیلی ویژن پاکستان کا یکا و تنہا لوگوں کو زندہ تصویر دکھانے کا ذریعہ تھا۔ ۸۰ کی دہائی سے پاکستان میں الیکٹرانک میڈیا میں ترقی کا رواج شروع ہوا اور پچھلے تین دہائیوں میں اس میدان میں انقلاب سا برپا ہوا۔ الیکٹرانک میڈیا نے بہت ترقی کی اور بہت جلد اپنے لئے ریاست کے تیسرے ستون کا درجہ حاصل کر لیا۔ 2018 کے اختتام تک پاکستان میں 124 چینلز نشر ہو رہے ہیں ان میں سے 89 سیٹلائٹ چینلز ایسے ہیں جنھیں پیمرا کی طرف لائسنس دئے گئے ہیں۔ زیر نظر مقالہ میں پاکستانی لائسنس یافتہ چینلز میں سے بطور نمائندہ ۸ چینلز کا مشاہدہ کیا گیا اور ان چینلز کے مندرجہ ذیل مندرجات کو بغور ملاحظہ کیا گیا تاکہ نتیجہ میں آسانی ہو جائے۔

نام چینلز	ڈرامہ	مارننگ شو	رئیلٹی شوز	ٹاک شوز	شوبز شوز	اشتہارات
ARY Dig	√	√	√			√
A PLUS	√	√				√
URDU1	√					
BOL Ent	√		√		√	√
HUM TV	√					
SAMAA	√	√		√		√
PTV	√	√		√		√
GEO	√	√				√

الیکٹرانک میڈیا کے پاکستانی معاشرے پر اثرات اور غیر اسلامی لباس کی ترویج کے سلسلے میں ٹی وی چینلز کا آزاد مشاہدہ کیا گیا۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ا۔ڈرامہ سیریل

سیریل	نوعیت	نام	چینل	مورخہ	بروز	وقت	دورانیہ
1	ڈرامہ	تیری رضا	ARY Dig	4/7/2017	جمعرات	21:00	1 گھنٹہ
2	ڈرامہ	یہ عشق	ARY Dig	30/11/2016	بدھ	21:00	40منٹ
3	ڈرامہ	قربان	ARY Dig	20/09/2017	پیر	21:00	2 گھنٹے
4	ڈرامہ	بے خودی	ARY Dig	08/12/2016	جمعرات	21:00	40منٹ
5	ڈرامہ	تمہارے ہیں	ARY Dig	23/12/2017	جمعرات	21:00	40منٹ
6	ڈرامہ	غیرت	ARY Dig	24/07/2017	پیر		
7	ڈرامہ	ایک بوند زندگی	APlus TV	24/06/2017	اتوار	20:00	40منٹ
8	ڈرامہ	بیگانگی	APlus TV	16/08/2017 14/02/2018	بدھ	20:00	40منٹ
9	ڈرامہ	بھائی	APlus TV	05/06/2016	اتوار	20:00	30منٹ
10	ڈرامہ	کیونکہ عشق برائے فروخت نہیں	APlus TV	18/10/2018	جمعرات	20:00	40منٹ
11	ڈرامہ	گستاخ عشق	URDU 1	07/07/2017	جمعہ	20:00	40منٹ
12	ڈرامہ	بلقیس عرف بٹو	URDU 1	01/04/2018	ہفتہ	20:00	40منٹ
13	ڈرامہ	خوبصورت	URDU 1	17/10/2016	پیر	20:00	40منٹ
14	ڈرامہ	باغی	URDU 1	17/07/2017 12/10/2017	جمعرات	20:00	40منٹ
15	ڈرامہ	انداز ستم	URDU 1	05/01/2017	بدھ	20:00	40منٹ
16	ڈرامہ	ایک محبت کافی ہے	BOL Ent.	05/12/2018	بدھ	20:00	40منٹ
17	ڈرامہ	ہم اسی کے ہیں	BOL Ent.	03/12/2018 04/12/2018 05/12/2018	پیر منگل بدھ	19:30	20منٹ

18	ڈرامہ	میر اسلطان	Geo	02/12/2014	منگل	21:00	1 گھنٹہ
19	ڈرامہ	پیا من بھائے	Geo	23/04/2016	جمعرات	21:00	1 گھنٹہ
20	ڈرامہ	لوگ کیا کہیں گے	HUM TV	04/02/2019	پیر	19:00	20منٹ
21	ڈرامہ	تاوان	HUM TV	05/07/2018	جمعرات	20:00	40منٹ
22	ڈرامہ	سنو چندا	HUM TV	07/05/2018	جمعرات	21:00	40منٹ

۲۔مارننگ شوز

سیریل	نوعیت	نام	چینل	مورخہ	بروز	وقت	میزبان
1	مارننگ شو	گڈ مارننگ پاکستان (عید1)	ARY Dig	05/06/2019	جمعرات	09:00	ندا یاسر
2	مارننگ شو	گڈ مارننگ پاکستان (عید2)	ARY Dig	06/06/2019	جمعہ	09:00	ندا یاسر
3	مارننگ شو	عید ملن شو (عید1)	APLUS	24/06/2017	اتوار	9:00	سندس خان
4	مارننگ شو	ایک نئی صبح ود فرح	APLUS	08/03/2018	جمعرات	09:00	فرح سعدیہ
5	مارننگ شو	ایک نئی صبح ود فرح	APLUS	20/07/2018	جمعرات	09:00	فرح سعدیہ
6	مارننگ شو	ایک نئی صبح ود فرح	APLUS	04/09/2017	پیر	09:00	فرح سعدیہ

گیم شوز

سیریل	نوعیت	نام	چینل	مورخہ	بروز	وقت	میزبان
1	گیم شوز	گیم شو ایسے چلے گا	بول	16/12/2018	بدھ	19:00	نبیل
2	گیم شوز	گیم شو ایسے چلے گا	بول	10/02/2019	اتوار	19:00	دانش تیمور
3	گیم شوز	جیتو پاکستان	ARY Dig	09/02/2019	اتوار	19:30	فہد مصطفیٰ
4	گیم شوز	جیتو پاکستان	ARY Dig	24/03/2019	اتوار	19:30	فہد مصطفیٰ
5	گیم شوز	کارڈ گیم شو	BOL Ent.	15/07/2019	جمعہ	18:30	متھیرا، فہیم

رئیلٹی شوز

سیریل	نوعیت	نام	چینل	مورخہ	بروز	وقت	میزبان
1	رئیلٹی شوز	پاکستان سٹارز	Bol Ent.	16/06/2019	اتوار	22:00	جاوید شیخ، حمزہ عباسی
2	رئیلٹی شوز	پاکستان سٹارز	Bol Ent.	22/6/2019	ہفتہ	22:00	جاوید شیخ، حمزہ عباسی
3	رئیلٹی شوز	Bol Night with Ahsan Khan	Bol Ent.	2/8/2019	جمعہ	20:00	احسن خان

ٹاک شوز

سیریل	نوعیت	نام	چینل	مورخہ	بروز	وقت	میزبان
1	ٹاک شوز	7 سے 8	سماء نیوز	2/2/2019	بدھ	19:00	کرن ناز
2	ٹاک شوز	سوال یہ ہے	آے آر وائے	19/10/2018	جمعہ	22:00	ماریہ میمن

شوبز

سیریل	نوعیت	نام	چینل	مورخہ	بروز	وقت	میزبان
1	شوبز	Lux Style Award	HUM	21/02/2018	بدھ	20:00	
2	شوبز	Lux Style Award	Geo TV	3/8/2019	ہفتہ	20:00	

اشتہارات

سیریل		1	2	3	4	5
نوعیت	اشتہارات	Q Mobile	Jazz	OPPO	Shampoo	Cream

مندرجہ بالا پروگرامز میں استعمال ہونے والے خواتین کے غیر اسلامی ملبوسات کا مشاہدہ کر کے جو نتائج اخذ کئے گئے وہ یہ ہیں:

ا۔ڈرامہ سیریل

نام ڈرامہ	بغیر دوپٹہ	تنگ لباس	پینٹ / شرٹ	لباس تشبہ	اسراف	لباس شہرت	منقش لباس
تیری رضا	75	25	30	30	80	20	5
یہ عشق	70	40	30	35	50	40	8
قربان	70	30	30	35	50	60	5
بے خودی	70	20	20	20	40	30	2
تمہارے ہیں	70	35	30	20	40	45	5
غیرت	70	60	10	15	30	60	5
ایک بوند زندگی	60	50	20	25	30	30	0
بیگانگی	70	55	20	30	30	50	5
بھائی	60	50	30	35	40	60	10
عشق برائے فروخت---	50	60	20	30	30	55	10
گستاخ عشق	50	55	20	25	50	60	5
بلقیس عرف بٹو	70	60	25	25	30	50	0
خوبصورت	50	50	30	30	35	60	5
باغی	80	60	40	40	50	70	10
انداز ستم	70	50	35	40	45	70	5
ایک محبت کافی ہے	75	50	50	60	40	70	10
ہم اسی کے ہیں	70	40	45	60	35	60	5
میر اسلطان	90	60	10	30	50	70	10
پیا من بھائے	40	35	30	45	40	50	5
لوگ کیا کہیں گے	50	25	25	30	50	60	5
تاوان	50	20	30	30	40	60	5
سنو چندا	70	35	30	35	45	50	5

۲۔مارننگ شوز

نام پروگرام	بغیر دوپٹہ	تنگ لباس	پینٹ / شرٹ	لباس تشبہ	اسراف	لباس شہرت	منقش لباس
گڈمارننگ پاکستان(عید1)	100	60	30	30	80	80	5
گڈمارننگ پاکستان(عید2)	100	60	10	10	70	70	5
عید ملن شو (عید2)	100	50	0	0	60	60	0
ایک نئی صبح ود فرح	100	90	50	50	60	90	0
ایک نئی صبح ود فرح	100	70	70	80	80	90	0
ایک نئی صبح ود فرح	100	80	75	80	80	80	0

۳۔گیم شوز

نام پروگرام	بغیر دوپٹہ	تنگ لباس	پینٹ / شرٹ	لباس تشبہ	اسراف	لباس شہرت	منقش لباس
گیم شوایسے چلے گا	40	20	20	25	50	50	5
گیم شوایسے چلے گا	70	40	40	50	60	65	0
جیتوپاکستان	60	45	40	50	50	60	10
جیتوپاکستان	40	40	50	50	60	65	10
کارڈگیم شو	100	100	100	100	50	90	0

۴۔رئیلٹی شوز

نام پروگرام	بغیر دوپٹہ	تنگ لباس	پینٹ / شرٹ	لباس تشبہ	اسراف	لباس شہرت	منقش لباس
پاکستان سٹارز	90	50	40	45	50	60	15
پاکستان سٹارز	80	40	40	50	50	60	5

۵۔ٹاک شوز

نام پروگرام	بغیر دوپٹہ	تنگ لباس	پینٹ / شرٹ	لباس تشبہ	اسراف	لباس شہرت	منقش لباس
7سے8	50	20	25	20	40	30	0
سوال یہ ہے	60	25	25	15	35	35	0

۶۔شوبز

نام پروگرام	بغیر دوپٹہ	تنگ لباس	پینٹ / شرٹ	لباس تشبہ	اسراف	لباس شہرت	منقش لباس
Lux Style Award 2018	90	85	80	75	100	95	20
Lux Style Award 2019	100	90	90	85	100	100	15
Bol night with Ahsan Khan	100	90	60	60	65	75	0

۷۔اشتہارات

نام پروگرام	بغیر دوپٹہ	تنگ لباس	پینٹ / شرٹ	لباس تشبہ	اسراف	لباس شہرت	منقش لباس
Q Mobile Ad	90	80	90	90	80	85	10
Jazz/ Mobilink	90	75	75	80	80	80	10
OPPO	100	90	50	50	80	90	5
Olivia	80	85	80	85	80	85	5
Sunsilk	85	90	90	80	75	80	5
Fair & Lovely	100	90	60	60	80	90	0

تجزیہ و تحلیل:

درج بالا جدول میں جو تعداد دیئے ہیں ان کا تجزیہ و تحلیل درج ذیل ہے:

ARY Digital Drama:

۱۔

نام ڈرامہ	بروز	مورخہ	وقت	دورانیہ
"تیری رضا"	جمعرات	4/7/2017	۹:۰۰	۱گھنٹہ

مذکورہ ڈرامہ میں اداکارہ بنام "صنم بلوچ" بمعہ اس کی سہیلی تمامتر ڈرامے میں "لباس تشبہ بالرجل" ایسا لباس جو مردوں والے تھے پہن رکھی ہے۔ اس کے علاوہ کہیں کہیں پینٹ / جینس میں بھی نظر آتی رہی جس سے جسمانی ساخت عیاں ہو رہی ہوتی ہے۔

خواتین کے لئے مردانہ لباس اور جینز پہننا دونوں غیر اسلامی اور غیر اخلاقی لباس ہے۔

نوٹ: پاکستان کے تمام تر چینل کے ڈرامے، ٹاک شوز، اشتہارات سمیت دیگر پروگراموں میں خواتین کا سر پر دوپٹہ بالکل نظر نہیں آتا سوائے معدودے چینل اور پروگرامز کے ان میں سے بھی جو دوپٹہ سر پر ہوتا ہے وہ "ساتر" نہیں ہوتا، لہٰذا چونکہ یہ بات "اظہر من الشمس" ہے اس لئے دوپٹہ نہ ہونے کا باقاعدہ حوالہ تحریر نہیں کی گئی۔

۲۔

نام ڈرامہ	بروز	مورخہ	وقت	دورانیہ
"یہ عشق"	بدھ	30/11/2016	9:00PM	40منٹ

اس ڈرامے میں ۵ منٹ اور ۳۶ سیکنڈ بعد ایک لڑکی "انم احمد" نیلے رنگ کی ٹی۔ شرٹ پہن کر کھانے کے ٹیبل پر بیٹھتی ہے جس سے نہ صرف بازو بلکہ باقی جسمانی ساخت بھی واضح ہو جاتی ہے یہ سلسلہ ۶ منٹ اور ۸ سیکنڈ تک چلتا رہا۔

اور پھر یہی موصوفہ اور اس کی سہیلی اسی قسط کے Episode کے اندر ہی ۲۳ منٹ ۲۲ سیکنڈ پر پھر ایک غیر ساتر ملبوس میں آتی ہے جس سے ٹاوزر اور شرٹ میں نظر آتی ہے اور یہ ۲۵ منٹ ۵۸ سیکنڈ تک چلتا رہا۔

۳۶منٹ اور ۱۳ سیکنڈ پر موصوفہ بالکل ٹائٹ قسم کی جینس میں صوفے سے اٹھتی ہے اور اسے پیچھے سے کور کرتا ہے۔

اور یہ ۳۶منٹ ۲۸ سکیند تک چلا۔

یہ ملبوسات دیگر Episode میں بھی جاری رہے۔

۳۔

نام ڈرامہ	بروز	مورخہ	وقت	دورانیہ
"قربان"	پیر	20/09/2017	8:10PM	2 گھنٹہ

اے آر وائی ڈیجیٹل کے مشہور زمانہ ڈراموں میں سے ایک ڈراما ہے جس کے پہلے Episode میں شروع سے ہی ایک ڈرامہ ایکٹریس بنام "اقراء عزیز" ایک ٹی شرٹ پہن کر آتی ہے جو بالکل ساتر نہ ہونے کے ساتھ ساتھ اعضاء کے نمایاں ہونے کا بھی باعث ہے۔ اسی قسط میں موصوفہ اور ان کی سہیلی ٹائٹس جینس اور ٹی۔شرٹ میں نظر آتی رہی۔

جینز اور ٹی شرٹ ہرگز اسلامی و مشرقی ثقافت کا حصہ نہیں ہیں۔ مذکورہ سیریل میں نظر آنے والا لباس مشرقی ملبوسات کے ساتھ ہم آہنگ نہ تھے۔

۴۔

نام ڈرامہ	بروز	مورخہ	وقت	دورانیہ
"بے خودی"	جمعرات	08/12/2016	۹:۰۰PM	۴۰منٹ

اس ڈرامہ میں ARY نے ایک انڈین اداکارہ بنام "ساراخان" کو مرکزی کردار کے طور پر کاسٹ کیا ہے۔ "بے خودی" کے چوتھی Episode میں یہ بیڈ روم میں ٹاوزر اور شرٹ میں لیٹی ہوئی ہے پھر ماں کے کمرے میں داخل ہونے پر وہ واش روم میں ٹپ میں نہانے لگ جاتی ہے۔ غیر ساتر ملبوسات کے علاوہ انڈین فنکاروں کو مرکزی کردار میں لینا خود ایک مشرقی ثقافت کو اپنے ہاتھوں داؤ پر لگانے کے مترادف ہے۔

۵۔

نام ڈرامہ	بروز	مورخہ	وقت	دورانیہ
"تمہارے ہیں"	جمعرات	23/12/2017	۹:۰۰PM	۴۰منٹ

اس ڈرامے میں اداکارائیں بنام " رباب ہاشم " اور "ساراخان "ٹی۔شرٹ اور پینٹ میں نظر آتی ہیں۔ جس کے بازو کھلے ہیں اور جسمانی ساخت واضح ہورہی ہے۔ اس ڈرامے میں ایک شادی فنکشن ہوتا ہے جس میں خواتین کے اکثر ملبوسات غیر ساتر اور چست اور باریک ہیں۔ جبکہ مثبت بات یہ ہے کہ اس دورانیہ میں تمام مردوں کو قمیص شلوار میں دیکھایا گیا ہے۔

۶۔

نام ڈرامہ	بروز	مورخہ	وقت	دورانیہ
"غیرت"	پیر	24/07/2017		40منٹ

سیریل کی پہلی قسط کے آغاز میں اداکارہ بنام "اقراء عزیز" سرخ لباس سے ملبوس ہو کر بھاگتی گھر کے بالکنی تک جاتی ہے اس نے Transparent چادر سینے پر رکھی ہوئی تھی۔ لیکن ایسے چست اور گھلا گلا والا لباس تھا کہ ساتر شمار نہ ہوتا تھا۔ پورے Episode میں اسی لباس میں تھی۔

ARY کے ڈراما سیریلز میں غیر اسلامی لباس کا بے تحاشا استعمال کیا جاتا ہے۔ ڈراموں میں خواتین کے سروں سے دوپٹہ غائب اور تنگ ملبوسات پہنائے جاتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں دیکھنے والے بھی ان سے متاثر ہو کر ایسے لباس کو ترجیح دیتے ہیں جو اسلامی اقدار سے ٹکراتے ہیں اور یوں معاشرہ غلط سمت میں نکل جاتا ہے۔

:APlus TV Dramas

۱۔

نام ڈرامہ	بروز	مورخہ	وقت	دورانیہ
"ایک بوند زندگی"	اتوار	24/06/2017	8:00PM	۴۰منٹ

اس سیریل کے پہلی Episode میں ایک اداکارہ بنام "ثانیہ جمشید" گھر کے اندر ٹاوزر اور ٹی۔ شرٹ میں کرکٹ کھیل رہی ہے۔ اس کے بازو عریان اور جسمانی ساخت نمایاں ہو رہی ہیں۔

اتنے میں ایک مہمان بغیر دستک و اجازت گھر میں آتا ہے اور ان کے بھائی کا پوچھتا ہے وہ لڑکی اسی ٹاوزر میں اسے ساتھ لے کر دوسرے کمرے میں چلی جاتی ہے۔

اسی قسط میں لڑکیاں لڑکوں کے ساتھ گلی میں کرکٹ کھیل رہی ہیں۔ جن کے ملبوسات انتہائی تنگ اور چست ہیں اور تماشائی لڑکیاں جینس پینٹ میں ہوتی ہیں۔ یہ اسلامی اقدار و روایات کے مخالف ہے۔

۲۔

نام ڈرامہ	بروز	مورخہ	وقت	دورانیہ
" بیگانگی "	بدھ	16/08/2017 14/02/2018	8:00PM	۴۰منٹ

اس سیریل کے پہلی Episode میں اداکارہ بنام ناشین لڑکی ٹائٹ جینس اور شرٹ میں نظر آتی ہے۔ اسی حالت میں کئی مقامات پر ڈرامہ کے اندر نظر آتی ہے۔

اسی سیریل کے ۲۷ Episode میں موصوفہ ٹائٹ اور ایسا شرٹ پہن رکھی ہے جو اس قدر تنگ ہے جس سے جسمانی ساخت نمودار ہوتی ہے۔ اور ویڈیو گرافر نے بیہودہ ویڈیو کور کی ہے۔ اس دوران میں اداکارہ، اداکار بنام شہروز سبزواری کے ساتھ چست پینٹ میں اس طرح بیٹھی ہے کہ جس سے جسمانی ساخت نمایاں ہو جاتی ہے۔

آج کل تعلیمی اداروں سمیت دیگر مقامات پر اس طرح ملبوسات اور اٹھنے بیٹھنے کے ایسے انداز نظر آتے ہیں جیسے ڈراموں میں نظر آتے ہیں۔ یہ ڈراموں میں غیر اسلامی ملبوسات کے مسلسل استعمال کا نتیجہ ہے۔

۳۔

نام ڈرامہ	بروز	مورخہ	وقت	دورانیہ
"بھائی"	اتوار	05/06/2016	8:00PM	۳۰منٹ

اس سیریل کے چوتھی Episode میں ایک لڑکی یونیورسٹی کے لان میں بیٹھی ہے۔ جن سے ملنے دو اور لڑکیاں آتی ہیں جو ٹائٹس اور شرٹ اور مردانہ کوٹ پہن رکھی تھی۔

ایسے ملبوسات پاکستانی یونیورسٹیوں میں عام نظر آتی ہیں۔ اور یقیناً ایسے ملبوسات جب چینل پر دکھائے جاتے ہیں تو ان سے متاثرہ لوگ خود کو بھی انہی اقدار میں ڈھال دیتے ہیں۔

۵۔

نام ڈرامہ	بروز	مورخہ	وقت	دورانیہ
"کیونکہ عشق برائے فروخت"	جمعرات	18/10/2018	۸ بجے	۴۰ منٹ

اس ڈرامہ سیریل کا آغاز ہی ایک درگاہ سے ہوتا ہے جہاں خواتین دعا مانگتی ہے اور یہ تاثر دیا جارہا ہوتا ہے کہ ان کے سر پر دوپٹہ ہے یعنی وہ کوئی دینی کام کرتے وقت سر پر دوپٹہ لیتی ہیں۔ جس طرح عمومی رویہ ہے کہ اذان کے وقت یا نعت خوانی کے وقت سر پر دوپٹہ لیتی ہیں۔ البتہ ڈراموں میں خواتین سر پر دوپٹہ رکھ کر بھی ننگے سر تھیں۔ کیونکہ ایک تو دوپٹہ اس قدر باریک کہ سر کے بال نظر آتے ہیں دوسرا دوپٹہ سر کے کچھ حصوں پر تھا۔ اسی ڈرامے میں ایک خاتون کسی آفس میں جاتی ہے اس کا گلا بہت کھلا ہوتا ہے اور جینس میں بھی ہے اور ساتھ بیٹھا لڑکا پینٹ ٹائی میں جس طرح عام دفاتر میں ہوتے ہیں نظر آرہے ہیں۔

:Urdu 1 Channel Drama

۱۔

نام ڈرامہ	بروز	مورخہ	وقت	دورانیہ
"گستاخ عشق"	جمعہ	07/07/2017	۸ بجے	۴۰ منٹ

اس سیریل کے پہلے Episode میں اداکارہ بنام "اقرا عزیز" اور اس کی سہیلی ڈرامے کے آغاز میں مکمل ملبس اور باپردہ ہوتی ہے۔ دراصل یہ لوگ ایک درگاہ پر جارہی تھیں۔ اس لئے باپردہ تھیں۔ اس سے لوگوں کے ذہن میں یہ چیز بیٹھ جائے گی کہ درگاہوں، تلاوت، نعت اور اذان کے دوران ہی پردہ کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ درگاہ سے واپسی کے بعد پھر وہ دوپٹہ نہیں لیتی۔

۲۔

نام ڈرامہ	بروز	مورخہ	وقت	دورانیہ
"بلقیس عرف بٹو"	ہفتہ	01/04/2018	8:00PM	۴۰ منٹ

اس سیریل کے پہلی قسط کے آغاز میں اداکارہ بنام "حرا سلمان" معروف بہ "حرا امانی" مردوں کے ساتھ دوڑ میں نظر آتی ہے۔ خواتین قمیص شلوار میں بھی دوڑ لگائے تو قمیص ساتر نہیں ہوتی۔ پھر کھیتوں کی طرف سہیلیوں کے ہمراہ نکلتی ہے جس میں چست اور چپکا ہوا لباس پہنی ہوئی ہوتی ہے۔

کچھ بچے اداکارہ کے گھر آکر کرکٹ میچ کھیلنے کے لئے بلاتے ہیں اور قمیض شلوار کی بجائے پینٹ شرٹ پہن کر آنے کو بولتے ہیں۔ وہ لڑکی اندر جاکر مردانہ پینٹ اور شرٹ کسی کا پہن لیتی ہے۔

پہلے تو پینٹ شرٹ عورت کو زیب نہیں دیتا پھر لباس متشبہ بالرجل (مردوں سے مشابہت والے لباس) کی بھی اسلام میں ممانعت ہے۔

۳۔

نام ڈرامہ	بروز	مورخہ	وقت	دورانیہ
"خوبصورت"	پیر	17/10/2016	8:00PM	۴۰ منٹ

ڈرامہ کے پہلے Episode کے آغاز ہی ایک ایسی خاتون سے ہوئی جو ٹائٹ جینس اور شرٹ میں ملبوس تھی۔

بعد ایک شادی کا سین دکھایا جاتا ہے جس میں خواتین مرد کے ساتھ ملکر رقص کر رہی ہوتی ہے۔ اس میں جو مرد تھا اس کا لباس بھی سرخ رنگ کا یسا لباس تھا جو لباس شہرت کے زمرے میں بھی آتا تھا۔

دوسرے بریک کے بعد خاتون کے ساتھ ایک مرد بیٹھتا ہے جو وائٹ پینٹ کورٹ اور ٹائی میں ملبوس تھا اس مرد کا پینٹ انتہائی چست اور تنگ تھا۔

۴۔

نام ڈرامہ	بروز	مورخہ	وقت	دورانیہ
"باغی"	جمعرات	17/07/2017 12/10/2017	8:00PM	۴۰منٹ

باغی سیریل کے پہلے ہی Episode میں اداکارہ بنام "صبا قمر" ایسے لباس میں ملبوس نظر آتی ہے جس کے بازو غائب ہے۔

اس قسط میں شادی کی کسی تقریب میں موصوفہ سرخ رنگ کے تنگ لباس میں رقص کر رہی ہوتی ہے۔

اسی طرح اس ڈرامے کے ۸ویں Episode میں موصوفہ کو ڈرامے میں پرانے خیالات سے نکل کر نئے خیالات والی لڑکی کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

وہ قمیص شلوار سے نکل کر ٹاوزر جینس اور ٹائٹس پہننے لگتی ہے۔ گویا ترقی کا معیار لباس میں جدت اور مغربی ملبوسات کو دکھایا جاتا ہے۔

۹ویں Episode میں اداکارہ کا آفس بوائے اسے ایسے بیہودہ کپڑے دے جاتا ہے جس کو وہ پہن کر خوش ہوتی ہے۔

وہ لباس چھوٹا / غیر ساتر اور چست اور تنگ لباس ہے۔

۱۲ اکتوبر ۱۲ویں قسط میں اداکارہ "صبا قمر" انتہائی بیہودہ ٹائٹس پہن کر کسی Reception پر جاتی ہے جہاں اسی طرح کے ملبوسات میں لڑکیاں پہلے ہی بیٹھی ہیں۔

Reception پر جس انداز سے کھڑی ہو جاتی ہے انتہائی بیہودہ انداز تھا پھر تھوڑی دیر بعد اس جگہ اس کی کسی ایک لڑکی سے لڑائی ہو جاتی ہے۔ جس سے پیٹ کا کچھ حصہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ سینسر بورڈ کو بھی ایسی واہیات نظر نہیں آئیں۔

اس ڈرامے کا عمومی پیغام یہ تھا کہ ایک لڑکی کو شلوار قمیض، چار دیواری، دیہاتی زندگی سے بغاوت کر کے نئے زمانے کے ساتھ چلنا چاہئے۔ غالباً اسی لئے اس ڈرامے کا نام بھی "باغی" رکھا گیا ہے۔ ہمارے معاشرے میں خواتین میں یہ فکر پنپنے لگی ہے کہ خواتین کو فرسودہ ملبوسات کی قید سے آزاد ہو کر نئے طرز (یورپی انداز) میں آنی چاہئے تا کہ دنیا

کے شانہ بشانہ چلے۔ ایسی سوچ اور فکر پروان چڑھ جائے تو اس سے مشرقی ثقافت کے ساتھ ساتھ دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہو سکتی ہیں۔

۵۔

نام ڈرامہ	بروز	مورخہ	وقت	دورانیہ
"انداز ستم"	جمعرات	05/01/2017	8:00PM	۴۰ منٹ

اس سیریل کے آغاز ایک خاتون کے پریس کانفرنس سے ہوتی ہے جس میں مذکورہ خاتون کے ہمراہ ایک اور خاتون ہے جس کا لباس نامکمل اور بازو کھلا تھا۔ پیچھے آدمی پینٹ کوٹ ٹائی باندھ کر کھڑا تھا۔ اس شخص کے پہلے میں ایک خاتون پینٹ شرٹ میں تھی۔

ایک لڑکی ٹائٹ جینس اور شرٹ میں دکھائی دیتی ہے اس کے بیک گراونڈ میں بھی جتنی لڑکیاں نظر آتی ہیں سب جینس میں ہوتی ہیں۔

اس پوری Episode میں اداکارہ بنام "کبریٰ خان" جینس اور شرٹ میں ہی نظر آتی ہے۔

:BOL Entertainment

۱۔

نام ڈرامہ	بروز	مورخہ	وقت	دورانیہ
"ایک محبت کافی ہے"	بدھ	05/12/2018	8:00PM	۴۰منٹ

اس سیریل کے پہلے Episode کا آغاز ایک یونیورسٹی کے امتحان ہال سے ہوتا ہے۔ جس میں صرف لڑکیاں ہیں لیکن اکثر لڑکیاں T-Shirt میں ہوتی ہیں جن کے بازو غائب ہیں۔

امتحان کے فوراً بعد ایک میٹینگ روم کا سین آتا ہے جس میں چند مرد اور ایک آدھ خاتون تھیں سارے مرد پینٹ کورٹ اور ٹائی میں ملبوس تھے۔

یونیورسٹی کی عمارت میں خواتین جینس، ٹاوزر، تنگ ملبوسات میں تھیں۔ یونیورسٹی کے ماحول میں ۲۰ کے قریب خواتین دکھائی گئیں، سب ایسے ملبوسات میں تھیں جو اسلامی اصولوں کے خلاف تھے۔

اس ڈرامے کا پہلا اور دوسرا Episode ملاحظہ کیا دونوں میں ایک اداکارہ بنام "زرنش خان" ایسے بیہودہ ملبوسات میں ہوتی ہیں جو انتہائی چست اور باریک ہیں۔

۲۔

نام ڈرامہ	بروز	مورخہ	وقت	دورانیہ
"ہم اسی کے ہیں"	پیر منگل بدھ	03/12/2018 04/12/2018 05/12/2018	7:30	۲۰منٹ

اس سیریل کے پہلے Episode میں دو خواتین کسی کپڑے والی دکان میں بیٹھی ہوتی ہیں ان کے اپنے کپڑے تنگ اور چست تھے اوپر سے جو کپڑے خریدے گئے وہ بھی نامکمل لباس تھا۔

گویا ایک طرح سے ایسے ملبوسات کی مارکیٹینگ ہو رہی ہے۔

اسی ایک قسط میں دو خواتین ایک بیڈ روم میں بات کر رہی ہیں دونوں جینس اور ایسی شرٹ میں ملبوس تھیں جن کا گلا کافی کھلا تھا۔ اور دونوں کے سر پر در کنار، گلے میں بھی دوپٹہ نہ تھا۔

دوسری قسط میں ایک لڑکا فون پر ایک لڑکی سے بات کر رہا ہوتا ہے۔ اس لڑکی نے انتہائی چست قسم کا پینٹ اور شرٹ پہن رکھی ہے۔

تیسری قسط میں لڑکی Transparent دوپٹہ گلے میں ڈال کر فون پر بات کر رہی ہے لباس چست اور نامناسب ہے۔

اس ڈرامے میں بھی دیگر ڈراموں کی طرح مشرقی ثقافت کو پس پشت ڈال کر مغربیت کو فروغ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

Geo Kahani

۱۔

نام ڈرامہ	بروز	مورخہ	وقت	دورانیہ
"میر اسلطان"	منگل	02/12/2014	09:00PM	ا گھنٹہ

۲۰۱۴ سے ۲۰۱۵ تک مشہور ترکی ڈرامہ سیریل ۷۷ ۴ ایپیسوڈ پر مشتمل لمباترین سیریل جیو کہانی پر نشر کی گئی۔

بنیادی طور پر یہ ترکی سیریل (Magnificient Century) کا اردو dubbed ہے۔ جو خلافت عثمانیہ کے سربراہ "عثمان سلیمان" کی زندگی پر بنایا گیا ہے۔

لیکن ڈرامے میں جو ملبوسات خواتین نے پہن رکھی ہیں وہ بیہودہ اور غیر ساتر ہیں۔ اگرچہ مردانہ ملبوسات میں تمام تر سنت کا پہلو نظر آتا ہے۔ لیکن زنانہ لباس مغربی لباس کمتر بالکل نظر نہیں آتا۔

ہر Episode میں کچھ نہ کچھ مغربی رنگ ضرور ہوتا ہے۔ بحوالہ دوسرے Episode میں کچھ قیدی / باندی کنیزوں کے ملبوسات انتہائی واہیات قسم کے تھے۔

ہمارے ملک میں مشرقی ثقافت کو تباہ کرنے کی ایک بڑی وجہ غیر ملکی ڈرامے ہیں۔ غیر ملکی ڈرامے دوسری ثقافتوں کو یہاں فروغ دیتے ہیں پھر لوگ انہی سے متاثر ہو کر ان کی پیروی شروع کر دیتے ہیں۔ پیمرا کو چاہئے کہ کسی بھی چینل کو پاکستان میں غیر ملکی ڈرامے چلانے کی اجازت نہ دے مگر یہ کہ وہ تمام تر اسلامی اقدار و روایات کا تحفظ کرے۔

۲۔

نام ڈرامہ	بروز	مورخہ	وقت	دورانیہ
"پیا من بھائے"	جمعرات	23/4/2016	9:00	ا گھنٹہ

Episode۲۲ میں ایک شادی کی تقریب کا آغاز ہے جس میں دلہن کو بناؤ سنگھار کی جاتی ہے اور اسے نیم عریاں کپڑے پہنائے جاتے ہیں۔ ایسے ہی تقریب میں بھی نامکمل ملبوسات میں خواتین نظر آتی ہیں۔ جن کے بازو نہیں ہوتے گلے کشادہ اور قمیض شلوار تنگ اور چست۔

HUM TV

۱۔

نام ڈرامہ	بروز	مورخہ	وقت	دورانیہ
"لوگ کیا کہیں گے"	پیر	04/02/2019	7:00PM	۲۰منٹ

اس سیریل کے پہلے Episode میں ایک خاتون ساڑھی میں نظر آتی ہے۔ اور کئی Episode میں اسی طرح ہوتی ہے گویا انڈین کلچر کو پاکستانی چینل پر فروغ دے رہی ہے ان کی بیٹی کمرے میں داخل ہوتی ہے جس کا لباس نامناسب تھی۔ یہ نوجوان دوشیزہ جینز اور شرٹ میں تھی۔

۲۔

نام ڈرامہ	بروز	مورخہ	وقت	دورانیہ
"تاوان"	جمعرات	05/07/2018	8:00	۴۰منٹ

پہلی قسط میں ایک لڑکی فون پر کسی لڑکے سے بات کر رہی ہوتی ہے جس میں اس خاتون نے رنگ برنگی شرٹ اور وہ بھی بازو والی جگہ کو کاٹ کر ڈیزائن کی گئی۔ ایک تو لباس غیر ساتر ہے اور اوپر لباس شہرت کے زمرے میں آتا ہے۔

اس کے علاوہ یہ لڑکی اداکارہ بنام "موماں خالد" باقی Episode میں بھی غیر ساتر اور ناکافی ملبوسات میں نظر آتی ہے۔

۳۔

نام ڈرامہ	بروز	مورخہ	وقت	دورانیہ
"سنو چندا"	جمعرات	7/05/2018	9:00	۴۰منٹ

پہلی قسط کے آغاز میں اداکارہ "اقراء عزیز" سفید T-Shirt اور ٹائٹ جینس میں تھی۔

نتیجہ: پاکستانی چینلز اپنے ڈراموں میں روز بروز جدت کو فروغ دے رہے ہیں۔ ڈراموں میں دوپٹہ گویا نایاب چیز بن گیا ہے۔ اب قمیض شلوار کی جگہ بھی جینز اور شرٹ لے رہے ہیں۔ جس تیزی کے ساتھ ملبوسات میں جدت نظر آرہی ہے بعید از قیاس نہیں کہ آنے والے وقتوں میں ملبوسات اس سے بھی کم ہو کر مکمل یورپی طرز لباس رائج ہو جائے۔ حکومت کو چاہئے کہ ہمارے ڈراموں میں موجود مغرب پرستی کے رجحانات کو کم کرنے اور مشرقی اقدار و روات کو فروغ دینے میں بھرپور کردار ادا کرے۔

موجودہ حکومت پاکستان کے نظام کو ریاست مدینہ کے طرز پر بنانے کے دعویدار ہے۔ ریاست مدینہ میں فحاشی، بے پردگی اور اخلاقی گراوٹ کے لئے ہرگز جگہ نہ تھی۔ ریاست مدینہ نے جس لباس کا تصور دیا اس کی تفصیلات باب اول میں گزر گئیں۔

Morning Showsمارننگ شوز:

ARY کے CEO جرجیز سیجا کا انٹرویو ڈان نیوز کی ویب ڈیسک پر 31 جنوری 2019 میں شائع کیا جس میں ان کا کہنا تھا کہ پاکستان میں شادی کا سیزن سب سے زیادہ تقریبات کا سیزن مانا جاتا ہے۔ جس میں خواتین ملبوسات، میک اپ، بالوں وغیرہ کے بارے میں سوچنا شروع کر دیتی ہیں۔ ایسے میں ایسے موضوعات کیوں نہ رکھے جائیں جس کو دیکھ کر لوگ محظوظ ہوتے ہیں۔

ڈان نیوز کی رپورٹ کے مطابق معروف شاعر و ادیب انور مقصود نے ریٹنگ کے لئے کی جانے والی فحاشی پر احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ کیا ریٹنگز ہی سب کچھ ہے؟ آپ فحاشی دکھائیں اور پورا ملک یہ دیکھیں تو کیا یہ صحیح ہو گا؟

جیو پر مارننگ شو کی ہوسٹ ڈاکٹر شائستہ لودھی نے اس بات کا اقرار کیا کہ مارننگ شوز میں جدت، شادیوں کے ٹرینڈ کا آغاز میں نے کیا اور میں ہی مجرم ہوں لیکن اب یہ سب حد سے بڑھ چکا ہے۔[1]

ARY Digital

نام ڈرامہ	مورخہ	بروز	وقت	میزبان/ہوسٹ
"Good Morning Pakistan" (Eid 1st Day)	05/06/2019	جمعرات	9:00AM	ندا یاسر

ویسے تو مارننگ شوز میں جس طرح کے کپڑے پہن کر خواتین آتی ہیں اس سے معاشرہ میں بے حیائی کو فروغ تو ملتا ہی ہے۔ لیکن جو مخصوص ایام میں مثلاً بڑی عید، چھوٹی عید، جشن آزادی، یوم خواتین وغیرہ پر جو سج دھج کر آتی ہیں اور جو ملبوسات زیب تن کرتی ہیں ان سے توبہ واستغفار ہی کی جا سکتی ہے۔

حال ہی میں عید الفطر ۵ جون ۲۰۱۹ کی صبح ۹ بجے جو اے آر وائی میں گڈ مارننگ پاکستان میں جو خواتین آئیں ان کے ملبوسات نہایت ہی بیہودہ، تنگ چست اور ملبوسات میں تھیں۔ لیکن ایک اداکارہ "ثنا فخر" نے بے شرمی کی انتہا کر دی اور کھلی ٹانگ کے ساتھ ہی شو میں آئی نہ صرف شو میں بیٹھی رہی بلکہ اس میں اسی لباس کے ساتھ ڈانس اور سرگرمیوں میں حصہ بھی لیتی رہی جس سے اس کی ٹانگیں بار بار نمایاں ہوتی رہی یوں لگا گویا کسی انڈین چینل لگا کر بیٹھے ہوں۔

---

1. PRIME TIME: MORNING SICKNESS (Article), Maliha rehman, DAWN Web Desk, Jnuary 27, 2019, News 1460111

2.

نام	مورخہ	بروز	وقت	میزبان/ہوسٹ
"Good Morning Pakistan"	06/06/2019	جمعہ	9:00	ندا یاسر

عید کے دوسرے دن بھی اسی پروگرام میں چند خواتین بطور مہمان آئیں ان کے ملبوسات بھی بیہودہ اور نامکمل تھے۔ لیکن اداکارہ "عائشہ عمر" نے حدوں کو پار کر کے ایسا لباس پہن رکھی تھی جس کا گلا بالکل کھلا، بازو غائب۔ اس شو میں کل چھ خواتین بیٹھی تھیں ان میں صرف دو خواتین کے بازو چھپے تھے باقی سب کے بازو نمایاں اور گلے کھلے تھے اس پر ان کے ملبوسات Transparent تھے۔

APlus Entertainment

ا۔

نام	مورخہ	بروز	وقت	میزبان/ہوسٹ
"عید ملن شو" (عید کے ادن)	25/06/2017	اتوار	9:00	سندس خان

اس عید ملن شو میں پاکستانی گلوکاروں کو مدعو کیا گیا تھا جس میں دو مرد اور دو خواتین تھیں۔

مرد قمیص شلوار میں اور مہذب ملبوسات میں تھے جبکہ خواتین (میزبان سمیت) لہنگا اور ساڑھیوں میں ملبوس تھیں۔ شلوار کی جگہ تنگ ٹاوزر پہن رکھی تھی۔ جبکہ ایک مہمان جو کالے جوڑے میں ملبوس تھی مکمل انڈین ساڑھی میں ملبوس تھی جس میں اس کے جسم کے کئی حصے پوشیدہ نہ تھے

۲۔

نام	مورخہ	بروز	وقت	میزبان/ہوسٹ
"ایک نئی صبح" وِدفرح	08/03/2018	جمعرات	9:00	فرح سعدیہ

۸ مارچ کو دنیا بھر میں یوم خواتین کے طور پر منایا جاتا ہے، A Plus چینل نے مارننگ شو میں بیہودہ لباس پہننے میں مشہور پاکستانی اداکارہ صبا قمر کو مدعو کیا، جو ٹائٹ ٹاوزر اور تنگ ٹی شرٹ میں ملبوس ہو کر شریک پروگرام ہوئی جس کا مقصد لوگوں کی توجہ مبذول کرانا تھا۔

۳۔

نام	مورخہ	بروز	وقت	میزبان / ہوسٹ
"ایک نئی صبح" وِد فرح	20/07/2018	جمعرات	۹:۰۰	فرح سعدیہ

A Plus کا مقبول مارننگ شو (ایک نئی صبح وِد فرح) میں مورخہ ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ کو ایک پاکستانی اداکارہ کو مدعو کیا گیا جس کا نام "حرا امانی" ہے۔ ویسے فرح کا اپنا لباس بھی بہتر نہ تھا ٹرانسپیرنٹ بازووں کے ساتھ بالوں کو بہت زیادہ بناؤ سنگھار کر کے آئی تھی۔ لیکن جو مہمان اداکارہ تھی اس کے آنے سے پہلے TV پر اس کی کچھ تصاویر دکھائی گئیں جن میں انتہائی بیہودہ ملبوسات میں ملبوس تھی۔ لیکن جب وہ پروگرام میں شریک ہوئی تو اس کا لباس اور بیہودہ تھا اس نے چھوٹی سی شرٹ پہن رکھی تھی جس سے اس کے بدن کے کچھ حصے نمایاں تھے۔

۴۔

نام	مورخہ	بروز	وقت	میزبان / ہوسٹ
"ایک نئی صبح وِد فرح"	۴ ستمبر ۲۰۱۷	پیر	۹:۰۰	فرح سعدیہ
مہمان: سید شفاعت اور اشا شاہ				

عید الاضحیٰ کے تیسرے روز نشر ہونے والے مارننگ شو میں اداکارہ "اشا شاہ" نے ایسے ملبوسات زیب تن کر رکھے تھے جو بالکل ساتر نہ تھے ان کی پنڈلیاں کھلی تھیں۔

ٹاک شوز

SAMAA NEWS

۱۔

نام	مورخہ	بروز	وقت / دورانیہ	میزبان / ہوسٹ
۷ سے ۸	02/02/2019	بدھ	۷:۰۰ ایک گھنٹہ	کرن ناز

اس پروگرام میں میزبان کرن ناز نے لباس اختیار کر رکھی تھی وہ لباس آج کل کے ماڈرن معاشرے میں زیادہ رائج ہے یعنی جینس کے ساتھ شرٹ اس کے اوپر کوئی دوپٹہ بھی نہیں اور بال کو دونوں اطراف سے کھلا چھوڑ رکھا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر پروگرامز میں بھی موصوفہ اس طرح ماڈرن ملبوسات میں ہی نظر آتی ہے۔

ARY NEWS

۲۔

نام	مورخہ	بروز	وقت / دورانیہ	میزبان / ہوسٹ
سوال یہ ہے	19/10/2018	جمعہ	10:00PM ایک گھنٹہ	ماریہ میمن

اس پروگرام میں میزبان ماریہ میمن شرٹ لباس میں ملبوس تھی اور دوپٹہ سر اور گلے دونوں سے غائب تھا۔

گیم شوز

نام	مورخہ	بروز	وقت / دورانیہ	میزبان / ہوسٹ
گیم شوایسے چلے گا	16/12/2018	بدھ	19:00	نبیل
	10/2/2019	اتوار	19:00	دانش تیمور

اگرچہ کیمرے کے سامنے ۲۰ فیصد خواتین مستور ہو کر آئیں لیکن پروگرام میں باقی ۸۰ فیصد خواتین غیر ساتر ملبوسات میں سٹیج پر آکر پروگرام میں حصہ لیتی رہی۔ اگھنٹہ ۱۷ منٹ پر گیم میں چند لڑکیاں جینس پہن کر حصہ لے رہی تھی۔

بیک گراونڈ پر جینز اور نامناسب ملبوسات میں دوشیزاؤں کو کھڑی کر رکھی تھی۔ چند خواتین دوپٹہ میں تھیں۔ میوزک خواتین بھی گاتی رہی۔

نام	مورخہ	بروز	وقت / دورانیہ	میزبان / ہوسٹ
جیتو پاکستان	9/12/2018	اتوار	19:30	فہد مصطفیٰ
	24/03/2019	اتوار	19:30	فہد مصطفیٰ

پاکستان کا سب سے مقبول شو ہے جسے ہر گھر میں دیکھا جاتا ہے اگرچہ بے پردہ خواتین کم آتی ہیں لیکن پھر بھی مہمان اداکارائیں اور والنٹریز خواتین زیادہ تر غیر مناسب ملبوسات میں آتی ہیں۔ ۲۴ مارچ ۲۰۱۹ کے شو میں نسبتاً دوپٹوں اور اچھے لباس میں خواتین تھیں لیکن بیک گراونڈ پر ان کی اپنی خواتین کے لباس ہمیشہ کی طرح اخلاق باختہ تھے۔

نام	مورخہ	بروز	وقت / دورانیہ	میزبان / ہوسٹ
کارڈ گیم شو	15/07/2019	جمعہ	18:30	متھیرا، فہیم

اس شو میں موجود ہوسٹ متھیرا کے سوشل میڈیا پر بیہودہ ویڈیوز وائرل ہو چکے ہیں۔ بول انٹرٹینمنٹ پر ان جیسی بیہودہ عورتوں کو بلایا جانا بہت بڑا المیہ ہے۔

ان کے تقریباً ۱۰ شوز کا لگاتار مشاہدہ کیا کسی بھی شو میں یہ خاتون مناسب لباس میں نظر نہیں آئی۔ ہمیشہ چست، تنگ، نیم عریان ملبوسات میں نظر آتی ہیں۔

۲۰۱۹/۷/۱۵ کے شو میں ایک تنگ قدرے لمبا شرٹ پہن رکھی تھی اور گھٹنے سے نیچے بالکل عریان تھی۔ جو کسی اسلامی ریاست کے اندر ذرائع ابلاغ پر چلنے والے پروگرام میں دکھائے جانے کے قابل ہرگز نہیں ہے۔

شوبز شوز

بول انٹرٹینمنٹ

نام	مورخہ	بروز	وقت	/دورانیہ
پاکستان سٹارز	16/06/2019	اتوار	22:00	1 گھنٹہ
پاکستان سٹارز	22/06/2019	ہفتہ	22:00	1 گھنٹہ

۱۳:۲۷ منٹ پر اداکارہ وینا ملک ایسے لباس میں نمودار ہوئی جس کا پینٹ مغربی ریٹائرڈ لوگ زیادہ تر فلموں میں نظر آتے ہیں۔ اور شرٹ میں بازو اور کندھا بالکل کھلا، لباس کا نچلا حصہ چست اور تنگ تھا۔

۲۲ جون والے پروگرام کے آغاز میں تقریباً ۱:۱۴ منٹ پر اداکارہ وینا ملک اس قدر واہیات اور بیہودہ لباس میں آئی کہ بالکل ایک باریک لیگن ٹاوزر جس سے پوری ٹانگ نظر آتی ہے۔ اس پروگرام میں قوم کے بچوں اور بچیوں کو نچانچا کر خصوصاً بچیوں کو ڈانس کراتے ہیں۔ جن کے ملبوسات انتہائی تنگ اور باریک ہوتے ہیں۔

اس میں مورخہ ۸ جون ۲۰۱۹ کو ۹:۳۹ منٹ پر ایک لڑکا لڑکیوں والے لباس میں ملبوس ہو کر رقص کرتا ہے۔

اسی ۳۲:۴۳ منٹ پر ایک بچی بنام کونین ۸ سال کی آتی ہے اور رقص کرتی ہے۔

اس کے بعد ۳۴:۳۵ پر ایک لڑکی بختاور تنگ جینس میں بیہودہ انداز میں رقص کرتی ہے۔

HUM TV

نام	مورخہ	بروز	دورانیہ
17th LUX Style Award Show 2018	۲۱فروری۲۰۱۸	بدھ	۲ گھنٹے ۱۰ منٹ

پاکستانی میڈیا کی تاریخ میں یہ صدی بلکہ صرف دو سے تین سالوں میں اس قدر تبدیلی آچکی ہے کہ لوگوں کے دل و دماغ میں مغربیت پرستی کوٹ کوٹ کر ڈال دی گئی ہے۔

جہاں مغرب سے متاثر ہو کر ملبوسات میں ان کو فالو کرتے ہیں وہیں ٹی وی شوز میں بھارت سے بے انتہا متاثر ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ٹی وی چینلز پر اب اسلامی اقدار پاؤں تلے روندے جا رہے ہیں۔

HUM TV پر بالی وڈ طرز کا سالانہ فلم انڈسٹری کا ایوارڈ شو پچھلے تین سالوں سے منعقد ہوتا آرہا ہے۔

Lux Style کا یہ ایوارڈ شو پاکستانی شہروں، کراچی اور لاہور کے بعد اب بیرون ملک منعقد ہونے لگا ہے تاکہ اپنی بے شرمی کا کھل کر اظہار کیا جاسکے۔ ہاں اپنی بے شرمی کا اظہار بے شک کرے لیکن پاکستانی قوم کو اس لعنت سے محفوظ رکھے۔ پاکستانی گھروں میں دیکھے جانے والے چینلز پر اور پاکستان کے کسی بھی شہر میں اس طرح کے شوز کے انعقاد پر پابندی لگنی چاہیے۔ ایسے شوز انتہائی بیہودگی اور عریانیت سے بھرے پڑے ہوتے ہیں۔ ۲ گھنٹے اور دس منٹ کا پروگرام "ہم ٹی وی" پر بریک کے ساتھ ۳ گھنٹے میں دکھایا جاتا ہے۔

۲۰۱۸ کے اس ایوارڈ شو میں شروع سے ہی بیہودہ ملبوسات آخر تک تھیں لیکن بطور خاص ۲۰:۰۰ منٹ پر ایک رقص کے گروپ میں لڑکی سکرٹ پہن کر ڈانس کیا جاتا ہے۔

۲۶:۰۰ منٹ پر ہوسٹنگ کے لئے پاکستانی اداکارہ "عائشہ عمر" بھی نامکمل لباس میں سٹیج پر آتی ہے۔ جس سے اس کے پیٹ کا کچھ حصہ نظر آرہا ہوتا ہے۔ اور بازو کندھوں سمیت بالکل کھلا ہوتا ہے۔

Geo TV

نام	مورخہ	بروز	وقت	دورانیہ
18th LUX Style Award Show 2019	18اگست2019	ہفتہ	20:00	2گھنٹے 15منٹ

پاکستانی بدنام زمانہ شوبز شوLUX Style Award Showکا اٹھارواں سالانہ شو18اگست 2019 کو Geo پر نشر کیا گیا۔ جس میں بے شرمی کے گزشتہ تمام ریکارڈز توڑ دیے گئے۔

خواتین انتہائی شرمناک ملبوسات میں ٹی وی اسکرین پر آئیں جو مغربی ثقافتی یلغار کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ گلے انتہائی کشادہ کہ مقامات ستر بھی پوشیدہ نہ تھے، بازوعیاں اور ٹانگیں رانوں تک عریاں حالت میں تھیں اس کے باوجود ہمارے ملک کے ایک اہم نجی چینل جیو نے اس کو اسی انداز میں نشر کیا۔ ایوارڈ شو کے شروع میں اس کے مقصد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے میزبان کا کہنا تھا کہ یہ ایوارڈ شو لوگوں کے ذہنوں کے تالے کھول دیں گے۔ ایک مسلم ریاست میں ایسی سوچ کو پزیرائی ملنا المیہ ہے۔ خواتین کو نہ صرف حجاب اور پردے سے آزاد کرنے کی مذموم کوشش کی جارہی ہے بلکہ اسے عریاں کرکے معاشرے میں لانے کی بھی کوشش کی جارہی ہے۔ پیمرا اور سنسر بورڈ کی طرف سے متعلقہ حکام کو کوئی نوٹس نہیں دی گئی اس کا مطلب اسے ریاستی سپورٹ حاصل ہے۔

اشتہارات

۱۔Q Mobile

Q موبائل کے اشتہارات شروع سے ہی متنازعہ اور بیہودہ قسم کے ہوتے ہیں۔ کوئی بھی نیا ماڈل مارکیٹ میں آتا ہے تو لڑکیوں کو نچا نچا کر اس کے اشتہارات بناتے ہیں۔

موبائل کا ناچ گانے اور بیہودہ ملبوسات پہنائے جانے سے بنیادی کیا تعلق ہے؟

ان کے اشتہارات میں نہ صرف پاکستان بلکہ انڈین اداکار اور ماڈل بھی رول کرتے نظر آتے ہیں۔

فروری ۲۰۱۷ میں تمام میڈیا چینل پر Q موبائل کے نئے فیچر کے جو اشتہارات دئے گئے وہ بالکل انڈین مواد کی نقل تھیں۔

اس اشتہار میں پاکستانی اداکارہ ماہرہ خان کسی سٹوڈیو میں فوٹو شورٹ کرواتی ہے جو لباس اس نے پہن رکھی تھی وہ پیچھے سے بالکل ٹرانسپرنٹ تھا۔ جس میں نہ صرف جسمانی ساخت واضح تھی بلکہ کمر سے گردن تک صاف دکھائی دیتی ہے۔

۲۔ ۲۰۱٦ میں Q Mobile نے ۵ منٹ اور ۷ سکینڈ پر مشتمل ایک اشتہار بنایا جس میں لڑکی والد کو ناراض کر کے کرکٹ کھیلنے گھر چھوڑ جاتی ہے۔ پھر کرکٹ پلئیرز کی وردی میں دو مقامات پر قابل اعتراض ویڈیو شوٹنگ کی گئی۔ جس کو پاکستانی میڈیا پر آب و تاب کے ساتھ نشر کیا گیا۔

۲۰۱٦/٦/۲۷ کو NEO NEWS پر پروگرام حرف راز میں اوریا مقبول خان اور جمیل فاروقی نے پورا پورا پروگرام کا ایک حصہ اسی Q Mobile کے بیہودہ اشتہار پر کیا۔ اس میں Down News کے پروگرام "ذرا ہٹ کے" کا وہ Content بھی نشر کیا جس میں اس سے قبل اوریا خان مقبول جان کے اس اشتہار پر تبصرے کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا اور اس اشتہار کو بالکل بجا اور اخلاقی دائرے میں قرار دیا تھا۔ اوریا مقبول جان نے اس اشتہار کے اندر موجود فحش مواد کو لوگوں کے سامنے واضح کیا بلآخر پیمرا اس اشتہار کو Bane کرنے پر مجبور ہوا۔

Q Mobile کے Honor 8x کے اشتہارات ۱۲ اکتوبر ۲۰۱۸ کے بعد پاکستانی میڈیا پر چلنے لگا۔ جس میں اداکارہ مہوش حیات Advertise کر رہی ہے۔

نامناسب و ناکافی چست اور تنگ لباس میں نظر آتی ہے اس کا مواد بھی ایسا تھا کہ " میں حدود سے باہر دیکھتی ہوں، حدود سے باہر کام کرتی ہوں اور حدود کے باہر تصویر بناتی ہوں۔ حدود سے باہر نکلو"۔

یقیناً ایسے اشتہارات ہمارے اخلاقی حدود، ثقافتی حدود سمیت قانونی حدود سے باہر ہی ہیں۔ جن کے خلاف نہ پیمرا ایکشن لیتا ہے اور نہ ہی ٹی وی چینلز کمپنی کو منع کرتے ہیں۔

۳۔ Jazz نیٹ ورک کا ایک اشتہار جو ۲۰۱۹ کے پہلے ہی مہینے میں ریلیز ہوا اور بہت مشہور ہوا۔ جس میں دکھایا گیا کہ Jazz کی کوئی نئی آفر آئی ہے اور وہ آفر اتنی ذبردست ہے کہ لوگ دوڑتے ہوئے جا رہے ہیں۔

اس اشتہار میں جس بیہودگی کو دکھایا گیا ہے اس کا اس آفر سے دور دور تک کوئی تعلق بھی نہیں ہے اس اشتہار میں دیکھایا کچھ جا رہا ہے آفر کچھ اور دی جا رہی ہے۔ اس بھاگ دوڑ میں لڑکیوں کے جسم مخصوص اعضاء نمایاں دکھائے جاتے ہیں۔

پورے پاکستان میں ہر گھر میں یہ اشتہار چلتے ہیں اور پورے پاکستان میں خواتین کے جسمانی اعضاء کے دکھانے اور ٹیکنالوجی کے درمیان کیا تعلق ہے۔ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ پاکستان کا سب سے ماڈرن گھر میں بھی ایسے ملبوسات نہیں ہوتے ہیں جو ملبوسات اشتہار میں دکھائے جاتے رہے ہیں۔

اس اشتہار میں نہ صرف خواتین کے نامناسب ملبوسات دکھائے گئے بلکہ بزرگوں کی بھی توہین آمیز ملبوسات اور وضع قطع شوٹ کی گئی ہے۔

Jazz نے اس سے پہلے بھی غیر اخلاقی اور متنازعہ انڈین اداکاراؤں کے اشتہارات اخبارات اور ٹی وی چینلز پر نشر کیے ہیں۔

ہمارے ملک کے الیکٹرانک میڈیا پر اب اس قسم کے اشتہارات بھی بآسانی نشر کیے جاتے ہیں جنہیں آپ اپنے فیملی ممبرز کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ نہیں سکتے۔ کچھ اشتہارات پر پیمرا نے فحاشی کی وجہ سے پابندی بھی لگائی جن میں "Igloo" آئسکریم، جوش، Zong کا کرکٹ والا اشتہار Q Mobile کا ایک نامناسب اشتہار شامل ہیں۔

۴۔ Oppo F9 ستمبر ۲۰۱۸ میں لانچ ہونے والے اس اشتہار میں پاکستانی اداکارہ "ماورا حسین" جو کسی فوٹو شوٹ اسٹوڈیو میں فوٹو شوٹ کرتی ہے ان کا لباس جو صرف قمیص پر مشتمل تھا بالکل ٹائٹ اور تنگ قسم کا تھا جبکہ اسکی ٹانگیں کھلی تھیں۔

۵۔ Olivia جنوری ۲۰۱۹ سے چلنے والے یہ اشتہار دراصل شمپو کمپنی کا ہے اس میں خواتین کے خصوصی متوجہ کی گئی ہے۔ قومی و بین الاقوامی اداکاراؤں کو تنگ ملبوسات میں نچانچا اور اچھل اچھل کر اس شیمپو کی تشہیر کی گئی ہے۔

۶۔ Sunsilk شیمپو کا ۲۰۱۷ کے آغاز میں نشر ہونے والے اشتہار میں جس لڑکی کا انتخاب کیا گیا اس نے نا مکمل لباس پہن رکھی ہے اور ساتھ ناچ ناچ کر اور اچھل اچھل کر بالوں کو دکھاتی ہے۔

۷۔Fair اس بیوٹی کریم نے پچھلے سال میں انڈین کونٹنٹ اشتہار چلایا جس میں اداکارہ "یامی گوتم" انتہائی بے ہودہ ملبوسات میں تھیں اور نیم عریانی کی حالت میں اشتہار چلایا جاتا تھا۔ جس کو فیملی کے ساتھ دیکھتے ہوئے شرم آتی تھی۔

خلاصہ بحث

درج بالا تمام مشاہدات سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ پاکستانی ذرائع ابلاغ پر استعمال ہونے والے ملبوسات نہ صرف غیر اسلامی و غیر شرعی ہے بلکہ اغیار کی ثقافت کو پاکستانی معاشرے پر نافذ کرنے کی مذموم کوشش بھی ہے۔

پچھلے تین دہائیوں میں خواتین کو نیم عریاں منظر عام پر لائی گئیں۔ جس سے معاشرہ اخلاقی بگاڑ کا شکار ہو گئی۔ پاکستانی ڈرامہ سیریل، مارننگ شوز، رئیلٹی شوز میں پچھلے کئی عرصے سے خواتین نامناسب لباس میں نظر آتی تھیں لیکن اب شوبز کے جدید پروگراموں میں جس قدر فحاشی دکھائی جارہی ہے اگر پیمرا نے بروقت کوئی اقدام نہ اٹھایا تو عنقریب معاشرہ مزید اخلاقی زوال کا شکار ہو سکتا ہے۔

باب سوم: ذرائع ابلاغ کے ذریعے لباس میں رونما ہونے والی تبدیلیاں اور خرابیاں

فصل اول: اسلامی اقدار و روایات سے دوری

فصل دوم: مغربی ثقافت کا فروغ

فصل سوم: فحاشی اور بے حیائی کا رجحان

فصل چہارم: اخلاقی اقدار کا انحطاط

فصل اول: اسلامی اقدار و روایات سے دوری

فصل اول:

اسلامی اقدار و روایات سے دوری

دور حاضر میں ذرائع ابلاغ کی بدولت دنیا نے گلوبل ویلیج کی صورت اختیار کر لی ہے اور یہ تبدیلی محض میڈیا کی وجہ سے وقوع پذیر ہوا ہے۔ دنیا کے کسی بھی کونے میں کچھ بھی ہو پلک جھپکنے تک دنیا میں موجود ہر شخص تک خبر پہنچ جاتی ہے۔ گزرتا وقت اس مسلمہ حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ بین الاقوامی سطح پر میڈیا ایسی طاقتور قوت بن چکی ہے کہ اب ممالک کے درمیان عسکری میدان میں ہی نہیں بلکہ ثقافتی اور تہذیبی میدان میں بھی معرکہ آرائی ہو رہی ہے۔ یہ کسی بھی ملک کی معاشرتی و ثقافتی، مذہبی اور مالیاتی اقدار کی عکاسی کرتا ہے۔ یہاں سوال یہ ہے کہ بحیثیت اسلامی جمہوریہ پاکستان کیا واقعی پاکستانی میڈیا اپنے اعلیٰ مذہبی اور ثقافتی اقدار کی پاسداری کر رہا ہے؟

ہمارے چینلز سے نشر کئے جانے والے پروگرامز، ڈرامے، مارننگ شوز اور رئیلٹی شوز کے ذریعے مغربی اور ہندو کلچر کو فروغ دیا جارہا ہے۔ ٹی وی ڈراموں میں دکھائے جانے والے کردار مغربی تہذیب کو فروغ دینے کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں۔ کئی ایکٹرز لوگ مغربی لباس پہنے ہوئے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہے ہوتے ہیں۔[1] ساتھ ہمارے اپنے ڈراموں میں شادی، طلاق اور حلالہ کا غلط تصور پیش کر رہے ہیں۔ مخلوط میل جول نشر کرکے وہ سب کچھ دکھائے جارہے ہیں جو سراسر ہمارے مذہبی اور ثقافتی اقدار کے منافی ہیں۔ ان ڈراموں اور دیگر پروگراموں میں پہنے جانے والے ملبوسات کی وجہ سے ہمارے نوجوانوں میں بالخصوص عورتوں میں بے حیائی اور بے شرمی عام ہو رہی ہیں۔ ننگے بال، ہاف آستین اور دیگر شاٹس وغیرہ پہنا اب معمول بن چکا ہے۔ اسلامی اقدار آہستہ آہستہ ختم ہوتے جارہے ہیں۔

ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت

احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات (علامہ اقبال)[2]

۱۔ ایڈیٹر کی ڈاک (اداریہ)، مسفرہ سعید، نوائے وقت ۱۱ دسمبر ۲۰۱۸

۲۔ نظم: لینن خدا کے حضور میں، بال جبریل

اب جبکہ مشینوں کا زمانہ ہے۔ ٹی وی چینلز، انٹرنیٹ اور دیگر ذرائع ابلاغ اور اقبال کے نزدیک دل کیلئے موت ہے۔ جب ان سے غلط استفادہ کرتے ہیں تو دل مردہ ہو جاتا ہے اور مروت و اسلامی اقدار کو کچل دیتے ہیں۔ یہ ذرائع و حالات اب پاکستان کا بالکل یہی حال ہے۔ ٹی وی چینلز چونکہ مکمل آزاد ہیں لہذا وہ تفریح اور مزاح کے نام پر مغربی اور ہندو ثقافت کی ترویج کر رہے ہیں۔

اب نوجوانوں کی آنکھوں میں کوئی شرم و حیاء نظر نہیں آتی رشتوں کا تقدس پامال ہو چکا ہے۔ اب ہماری حالت وہی ہے جس سے حضرت علامہ اقبالؒ نے اس شعر میں بیان کی ہے:

دنیا کو ہے پھر معرکہ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا[۱]

اب معرکہ روح و بدن ہے اب مغرب میڈیا کے ذریعے اپنی تہذیب و کلچر کو فروغ دے رہا ہے اور ہم ان کو من و عن قبول کرکے انہی کی پیروی کر رہے ہیں۔

ٹی وی چینلز کے مالکان کمائی اور ریٹنگ کے دوڑ میں اسلامی اقدار اور ثقافت کو بالکل بھول چکے ہیں۔ آئے دن ٹی وی چینلز پر ایسے پروگرامز لا رہے ہیں جن میں خواتین کو بطور آلہ استعمال کرتے جا رہے ہیں۔ شادی بیاہ کے رسومات ایسے نشر کئے جارہے ہیں جیسے ہمارا دینی اور ثقافتی ورثہ ہے۔ جن میں تمام مغربی اور ہندو ثقافت کو اپنایا جاتا ہے اور فحاشی و عریانت کو خصوصی طور پر پھیلایا جارہا ہے۔ میوزیکل کنسرٹش جس کا رجحان بڑھتا جارہا ہے جس میں نیم برہنہ (Topless) خواتین فنکار اپنے فن کا مظاہرہ کرتی ہے۔ ڈانس پارٹی وغیرہ میں اس سے بھی زیادہ حد تک عریانیت نظر آتی ہے۔[۲]

ہمارے معاشرے میں سب سے بڑا بے حیائی، ثقافتی بگاڑ، فیشن اور فحاشی کے ترویج کا ذمہ دار ہمارے ذرائع ابلاغ ہیں۔ نجی چینل، ٹی ڈراموں سے اب یہ فیشن اور بے حیائی گھروں، بازاروں اور محافل تک پہنچ گئے ہیں جنہیں لوگ اب برا سمجھنا ہی چھوڑ دیا ہے۔

۱۔ ارمغازن حجاز، علامہ اقبال، بڈھے بلوچ کی بیٹے کو نصیحت

۲۔ ٹی وی معاشرے کا کینسر، ابو لحسن مبشر احمد ربانی، جامع مسجد ابو بکر ملتان روڈ لاہور، اشاعت ۱۹۹۷ء، ص:۹۷

لباس کی تراش و خراش، جسمانی نشیب و فراز کو نمایاں کرنے کے لیے کی جاتی ہے اور اس کو وہ لوگ جدید تقاضا کی ہم آہنگی اور ضرورت یا ماڈرنزم اور روشن خیالی کا نام دیتے ہیں۔[1]

ہم مسلمان ہیں اور ہماری روایات اسلامی روایات ہیں۔ ہمارا رہن سہن، معاشرتی برتاؤ، فیملی اشوز، مقصد زندگی، عبادات، اعتقادات اور دیگر احکامات ان سے یکسر مختلف ہیں۔ لہذا ہمارے ذرائع ابلاغ کے مواد پریزینٹیشن اور ان کے مقاصد اسلامی اقدار و روایات کے مطابق ہونا چاہیے مغربی روایات مختلف ہیں ان کے ذرائع ابلاغ ان کے ہی مسائل اور روایات کو پیش کرتے ہیں۔ مگر قابل افسوس بات یہ ہے کہ ہمارا میڈیا اور ان کے مالکان اور پیش کرنے والے حضرات، آزادی صحافت، روشن خیالی، ترقی کے نام پر جاہلانہ طور پر مغرب اور ہندو روایات کو ہی فالو کرتے جا رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ آج کل ہمیں اپنے معاشرے میں ملک میں ہر شہر میں، سکول کالجز میں یہاں تک کہ ہر گھر میں نظر آ رہے ہیں معاشرتی برائیاں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں معاشرتی اقدار کا نام و نشان نظر نہیں آتا۔ ذرائع ابلاغ کی بدولت معاشرے میں جرم و زیادتی کی شرح کافی بڑھ چکی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ لوگوں کو معلوم ہی نہیں تھا کہ جنسی ہراست کیا ہوتی ہے۔ لیکن اب تو آئے روز اخبار اور میڈیا میں یہ خبر پڑھنے کو ملتی ہے کہ فلاں لڑکی کو جنسی زیادتی کر کے قتل کیا گیا۔ زینب، فرشتہ اور دیگر ہزاروں بچیاں ہمارے سامنے کا واقعہ ہیں کہ اتنی جرات جرم کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔ کوئی انسان انسانیت سے گر کر حیوان کیسے بن سکتے ہیں آخر ایسے سنگ دل لوگ ہمارے معاشرے میں کیسے ہیں؟ مسلمان جو انسانیت کا درس دیتا ہے اسلام جو انسانیت کا علمبردار ہے آخر مسلمانوں کو ہوا کیا ہے۔

ان سارے سوالوں کا جواب اور ذمہ دار صرف اور صرف ہمارا میڈیا ہے جو عریانیت اور فحاشی کو مغربی دنیا کی پیروی کرتے ہوئے ہمارے معاشرے میں پھیلا رہا ہے اور ہم بھی بغیر سوچے سمجھے اس کا نشانہ بنتے جا رہے ہیں۔

ہمیں مغربی اقدار و روایات اور ہمارے اسلامی اقدار و رویات کو سمجھنا ہو گا اگر کسی ملک میں معاشی اقتصادی، تعلیمی اور دیگر امور میں ترقی ہوئی ہیں اور نظر آتی ہیں تو وہ جسمانی عریانیت بے حیائی، بے شرمی اور فحاشی کی وجہ سے نہیں ہے روشن خیالی جسم کو ننگا کر کے دکھاتا نہیں ہے۔

روشن خیالی یا روشن فکری آپ دیگر شعبوں میں دکھائیں۔ کسی کالے اور گورے سے برابر کا سلوک کرنا روشن خیالی ہے، غریب اور امیر کو ایک جیسا سمجھنا اور برتاؤ کرنا روشن خیالی ہے، کسی کی بری بات پر صبر کر کے عفو درگزر کرنا روشن خیالی ہے، خود سے ہٹ کر آگے بڑھ کر سب کا سوچنا روشن خیالی ہے ملک و قوم کی فکر کرنا روشن خیالی

ا۔ روشن خیالی کے نام پر فیشن یا فحاشی ,(آرٹیکل)، سردار، یو این، این پاکستان ڈاٹ کام، ۶ جولائی ۲۰۱۴

ہے، مستقبل کا سوچنا روشن خیالی ہے۔ لیکن ہمارے میڈیا نے سمجھایا کہ عورتوں کا (Topless) نیم برھنہ ہونا، پردہ نہ کرنا، شاٹس پہننا، جسمانی مخصوص اعضاء کا نمایاں رکھنا اور مردوں کے ساتھ میل جول رکھنا اور مردوں کا پھٹے جینز، آدھے پینٹس بالوں اور داڑھی کی شکل بگاڑ کر رکھنے کو ہی روشن خیالی سمجھا ہے۔

امت مسلمہ بھی اب مغرب کی طرح انہی کی تقلید میں اقدار اسلامی بھول چکی ہیں۔ مغربی طرز معاشرت کی پیروی میں مسلمان عورتوں میں شرعی پردہ کا اہتمام تیزی سے ختم ہو رہا ہے۔ اسلامی شرم وحیاء ناپید رہی ہے۔ ہر شعبہ زندگی میں مرد و زن کا اختلاط عام ہو چکا ہے۔ مخلوط نظام تعلیم، تفریحی مقامات اور بڑے بڑے ریسٹورنٹ اور کلب وغیرہ تو اب مغربی معاشرہ کا منظر پیش کرتے ہیں۔ میڈیا کی وجہ سے ہمارے ملک میں اس پر نمایاں اثرات دیکھنے جاتے ہیں اب اس صورت حال میں ہمارے معاشرے میں قندیلیں ہی پیدا ہونگے اور وہی لوگ باقی نوجوان نسلوں کی آئیڈیل بنے گئی۔

خواتین کے آئیڈیل اب ڈراموں اور فلموں میں کام کرنے والے اداکار اور ماڈلز ہیں۔ ان کی محفل میں خود کو ویسا ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے لباس میں ان کے مطابق تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔ کل تک ہمارے معاشرے میں لباس اور پہناوے میں شائستگی اور تہذیب کی جھلک تھی لیکن میڈیا نے ہی طرز معاشرت میں لباس کو یکسر بدل دیا ہے۔ اب خواتین اکثر پینٹ اور جینز میں نظر آتی ہیں۔ اعلیٰ طبقے کی خواتین کا لباس اب عریانی کے حدود کو پار کر رہا ہے۔

فصل دوم: مغربی ثقافت کا فروغ

فصل دوم:

مغربی ثقافت کا فروغ

ذرائع ابلاغ کے نفسیاتی حربے سفید جھوٹ کو لوگوں کے ذہنوں میں سچ کی طرح اس قدر راسخ کر دیتے ہیں کہ لوگ تہذیب اور بد تہذیبی میں فرق تک محسوس نہیں کر سکتے۔

مغرب اپنی تہذیب کس طرح مشرق پر مسلط کرتا ہے اس کی ایک چھوٹی سی مثال ملاحظہ کیجئے:

انگریزوں کے آنے سے پہلے چائے برصغیر میں ایک گرم مشروب تھا۔ اب ٹھنڈے ملک کے مشروبات کو گرم ملکوں میں رائج کرنا دشوار تھا۔ ہندوستانی قوم مشرقی طب کی مقبولیت کی وجہ سے اشیاء کو ان کی تاثیر کو مد نظر رکھتے ہوئے کھانے پینے کے عادی تھی۔ گرم ملک ہونے کی وجہ سے لسی پی جاتی تھی اور حتی الامکان گرم اشیاء سے اجتناب کیا جاتا تھا۔ لہذا انگریز کمپنیوں نے ذرائع ابلاغ کا استعمال کیا اور جو پہلا اشتہار جاری کیا وہ یہ تھا "گرمیوں میں گرم چائے ٹھنڈک پہنچاتی ہے۔"[1]

پاکستانی ذرائع ابلاغ نے انگریزوں کے اس فارمولے کو اس قدر بڑھاوا دیا کہ اب ہم بھی تہذیب اور بد تہذیبی کے مفہوم سمجھنے سے قاصر ہو چکے ہیں۔ یہاں تک کے ذرائع ابلاغ اپنے پروگراموں کی ترتیب، تزئین اور طرز نشریات میں مغرب کو اپنا قبلہ تسلیم کر چکے ہیں۔

ہمارے میڈیا پر مغرب زدہ عریانیت اس قدر دکھائی جاتی ہیں کہ طوائفوں کی آنکھیں بھی شرم سے جھک جاتی ہیں۔[2] اب ہر قسم کی پروڈکٹس نیم عریان عورتوں کے ذریعے ہی بیچ کر اپنے ناظرین کو باور کرواتا ہے کہ عورت کی حیثیت ایک ٹکٹ یا ٹیگ سے زیادہ نہیں۔ اخلاقیات سے گرے ڈرامے، ٹیلی فلم، اشتہارات وغیرہ دکھا کر اپنے ناظرین کی برین واشنگ کرتا ہے انہیں جرائم پر اکساتا ہے۔ یہ لوگ مختصراً ملکی سطح پر مجرم تیار کرتے ہیں۔

ا۔ صحافت اور اس کی اخلاقی اقدار، مریم خنساء، مشربہ علم و حکمت لاہور، اشاعت اول ۱۴۲۷ھ، ص:۱۱

۲۔ اسلامی صحافت، سید عبید السلام زیبی، ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور، اشاعت اول ۱۹۸۸، ص:۲۰۸

اپنی TRP بڑھانے کے لیے ایسے فحش پروگرامز نشر کرتے ہیں اب یہ نشریات آہستہ آہستہ معمول بنتا جارہا ہے۔ فیملیز میں بھی اب وہ حیاء و شرم ختم کر دیا گیا ہے کہ سب کو اب نیم عریان لڑکیاں اور مخلوط میل جول سے کوئی شرمندگی محسوس نہیں ہوتی۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میڈیا اور ذرائع ابلاغ میں مجھے اسلام دشمن عناصر نے مسلمانوں کو مغرب پرستی کی خوش نما بھٹی میں جھونک دیا ہے۔ جس کے نتیجے میں معاشرہ نہ صرف اخلاقی اسلامی اقدار سے دور ہوتا جارہا ہے بلکہ دین اسلام کے بنیادی حقائق اور عقائد کو بھی مغربی عینک سے دیکھتے ہیں۔ اسباب تنزلی کو باعث کامیابی اور معائب کو محاسن سمجھا جانے لگا ہے عورت جو کل تک گھر کی زینت اور شرم وحیاء کا مجسمہ تھی، آج وہی ٹی وی سکرین کی زینت اور اشتہارات کا محل اور محور دبن چکی ہے۔ نہ صرف یہی کہ جو کل کی بچی بغیر دوپٹے کے باپ کے سامنے آنے سے شرم محسوس کرتی تھی آج نیم عریان حالت میں بغیر شرم وحیاء کے بازاروں اور محافل میں گھومتی نظر آتی ہے۔ یہ سب ہمارے ذرائع ابلاغ کی بدولت سے ہیں۔

چونکہ اب یہ دور میڈیا کا دور بن چکا ہے اس لیے آج ہر انسان مرد ہو یا عورت جوان ہو یا بوڑھا چھوٹا ہو یا بڑا سب ہی کسی نہ کسی اعتبار سے میڈیا سے متاثر اور مرغوب نظر آتے ہیں۔

ایک زمانہ تھا مرد اپنے مردانہ شکل، چوڑے سینے، ملازمت اعلیٰ کردار اور طاقت ور جسم پر فخر کرتے تھے۔ اور اب اپنے زنانہ فیشن پر۔ جدید تحقیق کے مطابق خواتین کی اکثریت ایسے مردوں کو پسند کرتی ہے جن کے چہرے پر نسوانیت زیادہ ہوں یعنی زنانہ چہرے والے مردوں کو پسند کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ایسے مرد حضرات خواتین کا زیادہ خیال رکھتے ہیں دوسری طرف وہ خواتین جو سچ مچ خوبصورت ہوتی ہیں وہ مردانہ چہروں اور مردانہ صفت والے مردوں کو زیادہ پسند کرتی ہیں۔

عورتیں فحاشیت کی راہ دو وجوہات کی بناء پر اخذ کرتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس کے پاس مال و پیسہ آجائے دوسرا سبب ہمارے معاشرے میں موجود احساس کمتری، نقالی اور ذھنی غلامی ہے۔[1]

مغربی میڈیا کی ترویج اور اس کی طرف رجحان زیادہ بڑھنے کی وجہ سے وہ تمام نظریات، افکار اور افعال جو مغربی ذرائع ابلاغ پیش کرتی ہیں غیر محسوس طریقے سے ہمارے ذرائع ابلاغ بھی انہیں کی پیروی کرتے ہوئے نقل کر

ا۔ روشن خیالی کے نام پر فحاشی یا فیشن (آرٹیکل)، سردار، UNN پاکستان ڈاٹ کام، ۶ جولائی ۲۰۱۶

رہے ہیں۔ ذرائع ابلاغ کسی بھی ملک اور قوم کی مذہبی، ثقافتی، اور معاشرتی روایات اور اقدار کا آئینہ ہوتے ہیں، جبکہ ہمارا معاشرہ مذہب ثقافت اور دیگر رسم ورواج، مغرب سے بالکل علحیدہ ہیں۔

مغرب کے اقدار میں کہ عورت ایک ذریعہ جس سے وہ لوگوں کی دھیان اپنی طرف مائل کراتی ہے جس کے لیے اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اشتہارات میں چیزوں کو بھیجنے کے لیے عورت کا جسمانی نمائش کرایا جاتا ہے، فلموں میں عورت کے جسمانی استعمال سے لوگوں کو اس فلم کی طرف مائل کرتے ہیں تاکہ لوگ اپنا پیسہ خرچ کریں اور وہ نمائش عورتوں کو ان تمام مقاصد کے لیے مغرب استعمال کرتا ہے جس سے ان کے خواہشات کی تکمیل ہو وہ چاہتے ہے جسمانی ہوں یامالی یاسیاسی ان کی تاریخ ہی یہی ہے کہ وہ عورت کو سب سے بیچ اور منفور شئی تصور کرتے ہیں لہذااسی حساب سے اس کو استعمال کرتے ہیں۔

ہمارااقدار اسلامی ہے جو عورت عزت دیتاہے اس کو شناخت دیتاہے اب ہم مغربی اقدار کی پیروی کرینگے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ ہم دوبارہ دور جاہلیت کی طرف جارے ہیں۔ ہم عورتوں کی قیمت کو ختم کرہے ہیں ان کی شناخت اور عزت جو اسلام نے بخشی ہے ہم نیست ونابود کررہے ہیں۔[1]

ہمارے معاشرے میں مغربی ثقافتی اثرات نمایاں طور سے دیکھے جاسکتے ہیں عام طرز زندگی کا مشاہدہ کیا جائے توطرز لباس سے لیکر رسم ورواج اور غیر مسلم تہوار ہمارے معاشرے کا حصہ بنتے جارہے ہیں۔

ٹاک شوز، ڈراموں، فلموں اور تفریح کے دیگر پروگراموں میں بھی ہماری ثقافت کہیں نظر نہیں آتی ہے کئی چینلز پر تو مغربی اور ہندو رسم ورواج والے پروگرامز نشر کرتے ہیں جو نہ صرف ان کے رسم ورواج کو پروان چڑھا رہے ہیں بلکہ ان کے مذہبی رسومات کو بھی بڑے ہی موثر انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ بچوں کو انڈین اور مغربی کارٹون پروگرامز دکھا دکھا کر ان کرداروں سے متاثر کرارہے ہیں جن کا عام زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے کارٹون میں ان کردار کو غیر معمولی طاقت کے مالک دکھاتے ہیں ان کو دیکھتے دیکھتے بچے بھی معاشرے میں انہی کردار میں ڈھلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ بچہ نافرمان اور جھگڑالو بن جاتا ہے جو کہ معاشرے کے لیے تباہی کا باعث ہے۔

آج کی مغرب زدہ نوجوان لڑکیاں ذرائع ابلاغ کے اثر کے تحت جو فیشن کرتی ہیں اور جس طرح کا لباس پہنتی ہیں کیا وہ لباس کے باوجود عریان نہیں ہوتی۔ اسلام نے عورت کو دینی تعلیم اور معاشی وسماجی معاملات کے لیے گھر

۱۔ سوشل میڈیا اور ہمارا معاشرہ (آرٹیکل)، محمد ناصر اقبال: ۲۴ فروری ۲۰۱۸ نوائے وقت

سے باہر جانے کی اجازت دی ہے مگر کچھ حدود و پابندیوں کے ساتھ کہ بناؤ سنگار نہ کرکے اور مردوں کے ساتھ مخلوط نہ رہے۔

ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد سے نکل رہے تھے کہ مرد و خواتین کا راستے میں اختلاط ہو گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کو فرمایا:

((اسْتَأْخِرْنَ، فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيقِ))[1]

"ترجمہ: پیچھے رہو، تمہارے لئے راستے کے درمیان میں چلنا مناسب نہیں ہے، تم راستے کے کنارے پر چلو۔"

لیکن میڈیا اور مغرب پرست لوگ مغربی طرز کا عورت آزادی کا نعرہ بلند کرکے اسی دلدل کی طرف جھونکنے کی کوشش کر رہے ہیں جس کا شکار خود مغربی معاشرہ ہو چکا ہے۔ یہ نعرہ عورت کی آزادی کے لئے نہیں در حقیقت عورت تک پہنچنے کی آزادی کے لئے لگا رہے ہیں۔

۱۔ سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی مشی نساء...، رقم ۵۲۷۲، ج۷، ص:۵۴۳

فصل سوم: فحاشی اور بے حیائی کا رجحان

فصل سوم:

فحاشی اور بے حیائی کا رجحان

جدید معاشرے میں عریانی و فحاشی اور بے حیائی پھیلانے میں ذرائع ابلاغ نے گھر گھر نقب لگائی ہے ہر پروگرام میں عورت کھلے بال، کھلے بازوں ننگی پینڈلیوں اور نیم عریان نظر آتی ہے۔ مختلف پروگرامز میں مخلوط مجالس، رقص اور نقل و حرکت کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ مرد عورت کے آزادانہ اختلاط نے عورتوں میں حسن کے نمائش کے جذبے کو اجاگر کیا ہے۔ لہذا ہر قسم کی اشتہارات میں عورت کی موجودگی کامیابی کی ضمانت سمجھی جاتی ہے۔

معاشرے میں زنا، عصمت دری اور معصوم لڑکیوں کے ساتھ ہونے والے شرمناک واقعات کی خبروں سے ہر انسان واقف ہیں لیکن کوئی اس بات پر اتفاق نہیں رکھتا کہ معاشرے میں اس اخلاقی انحطاط کا سبب ماڈرن ذرائع ابلاغ ہے جس کی وجہ سے مغربی کلچر کو اپناتے اپناتے روشن خیالی اور ماڈرزم کے نام پر لڑکیوں کو برہنہ اور شمع محفل بنادیاہے۔

ایسے پر آشوب دور میں والدین کی جانب سے لڑکیوں کو دی جانے والی آزادی اور چھوٹ ان کی عزت و آبرو کے پامال ہونے کا سبب بن گیاہے۔ عورتوں کے لباس پر نظر ڈالے تو وہ اتنا تنگ و نازک ہے کہ جس سے جسم کے ہر نشیب و فراز کا مشاہدہ بآسانی کیا جاسکتا ہے۔ اور اسی مشاہدے کے بعد مرد کے اندر چھپے ہوئے جذبات شعلے بن کر بھڑک اٹھتے ہیں تو کہیں عصمت دری، زنا، گینگ ریپ تو کہیں چھیڑ چھاڑ اور معاملہ قتل و غارت تک پہنچ جاتا ہے۔

جرمنی کا چانسلر ترکی کے دورے پر آیا۔ وزارت ثقافت و تعلیم و تزکیہ نے اس کی بے مثال استقبال کا پروگرام بنایا۔ اپنی ثقافت، اپنی تہذیب دکھانے کے لیے اور آپنے آپ کو ایک ایڈوانس ملک ثابت کرنے کے لیے وہ بعض سکولوں کی نوجوان و نوخیز بچیوں کو سڑکوں پر لے آئے۔ سڑکوں کے کنارے نوجوان خوبصورت بے پردہ لڑکیاں پھول لے کر کھڑی تھیں وہ جہاں سے گزرتا اس پر پھول نچھاور کیے جاتے تھے۔ جرمنی کے اس چانسلر نے جب لڑکیوں کے لباس کو دیکھا تو اس سے بے حیائی کے سوا کچھ نظر نہیں آیا۔ اس نے ذمہ داران حکومت تذکیہ و

تعلیم سے خطاب کرتے ہوئے کہا: کہ یورپ میں ہمیں یہی بے غیرتی اور بے حجابی تو لے ڈوبی ہے۔ گھرانے تباہ و برباد ہو گئے رشتے داریاں ختم ہو گئیں۔ بچے اپنے والدین سے جدا ہو گے ہمارا فیملی سسٹم پورے کا پورا تباہ و برباد ہو گیا۔[1]

دور جدید کا مورخ ٹوٹو ٹمبی کہتا ہے:

"میں نے تاریخ کو پڑھا ہے اور یہ دکھا ہے اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اقوام عالم اس وقت تباہ و برباد ہو گئی ہیں جب انکی عورتیں بے حجابانہ باہر نکلی ہیں۔"[2]

مشہور واقع یہ پروفیسر جے۔ ٹاین۔ بی لکھتا ہے:

"تاریخ انسانی میں زوال کے ادوار وہی تھے جب سے عورت نے گھر کو خیر باد کہہ دیا ہے۔"[3]

آزادی کے نام پر مغرب نے عورتوں کو اجنبی مردوں کے ساتھ دوکانوں کارخانوں، دفتروں اور فیکٹریوں میں جمع کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ پارکوں، کلبوں، رقص و سرور کی محفلوں اور بار کلبوں میں بھی عورتیں اپنی پوری بے حیائی کے ساتھ دستیاب ہے۔

یہ کہنا حق بجانب ہو گا کہ جس معاشرہ میں ذرائع ابلاغ کی بدولت بے پردگی و عریانیت، مرد و عورت کا اختلاط کھلے عام شراب، ناچ گانے، جذبات ابھارنے والی رنگ برنگی محفلیں اور شوز عام ہو جائیں ظاہر سی بات ہے وہاں زنا، عصمت دری وغیرہ جیسی چیزوں کی کثرت ہو گی۔ ایسے معاشرہ و ماحول میں اخلاقی و انسانی انحطاط کا سدباب کی ذمہ داری ہم سب پر خصوصاً اہل منصب اور حکومتی اداروں ذرائع ابلاغ پر ہوتی ہے۔

ریحان احمد یوسفی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ

"ہمارے لیے اہم مسئلہ یہ ہے کہ یہ جدید ذرائع ابلاغ جو مغربی طرز فکر کے سامنے سجدہ ریز ہو چکا ہے۔ ہماری زبان میں ہمارے لوگوں اور خاص کر خواتین سے مخاطب ہوتا ہے ان میں اپنا مشرکانہ اور ملحدانہ عقائد اور نظریات کی ترویج کرتا ہے۔ اتنی تہذیب و رویات کو بھلا کر مغربی طرز فکر پر فحاشی اور عریانی کا درس دیتا ہے۔"[4]

۱۔ لڑکیوں پر ڈھائے جانے والے ظلم و ستم کا ذمہ دار کون؟ (آرٹیکل)، سید تقی عباس رضوی دہلی، ہماری ویب ڈاٹ کام، ۶ نومبر ۲۰۱۲

۲۔ حوالہ سابق

۳۔ حوالہ سابق

۴۔ حوالہ سابق

مغربی طرز فکر یہ ہے کہ وہ عورت کو تفریح، تسکین کے ذریعے سے زیادہ حیثیت دینے کے لیے تیار نہیں۔ لیکن جتنی تیزی سے یہ طرز فکر اور مغربی وبا ہمارے معاشرہ میں پھیلتی جاری ہے یہ ہمیں ان تہذیبوں کی عبرتناک انجام تک پہنچا سکے جنہوں نے نفس کو اپنا حاکم بنایا ہے

ڈاکٹر سیما سعید ایک آرٹیکل میں لکھتی ہیں کہ:

"آج فارغ وقت میں بچوں کے ساتھ بات چیت کا دل کیا تو ایسے ایسے انکشافات ہوئے کہ حیرت سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ چھٹی کلاس کی طالبات کے کمرہ جماعت میں موجود تھی میں نے باری باری سب سے سوال کیا کہ آپ بڑی ہو کر کیا بننا چاہیں گی؟ کل سولہ بچیاں تھی جن میں سے تین کے جوابات نے مجھے سوچنے پر مجبور کر دیا کہ آخر ہمارے معاشرہ میں ان نوجوانوں کا مستقبل کا کیا ہو گا۔"[1]

وہ مزید لکھتی ہیں:

"ایک بچی نے کہا میں سنگر بننا چاہتی ہوں جب میں نے اس کی وجہ پوچھی تو کہنے لگی میوزک میری زندگی ہے۔ دوسری بچی نے بولا میں ڈانس سیکھنا چاہتی ہوں لیکن میرے والدین مجھے اجازت نہیں دیتے اس لیے جب وہ گھر میں نہیں ہوتے میں کمرہ بند کر کے فل والیوم میوزک پر ڈانس کرتی ہوں۔ تیسری بچی نے کہا میں قندیل بلوچ جیسی بننا چاہتی ہوں میں نے پوچھا لیکن وہ کیوں؟ جواب دیا ٹیچر وہ بہت مظلوم تھی اس نے نہ صرف اپنے گھر والوں کو سپورٹ کیا بلکہ اپنے خوابوں کو بھی پورا کیا میں نے پوچھا یہ سب آپ کو کس نے بتایا؟ تو جواب ملا ٹیچر اس کی لائف پر جو ڈرامہ بنا ہے میں نے وہ دیکھا ہے۔ یہ سب سن کر پہلے تو مجھے سمجھ ہی نہ آئی کہ کونسی دیوار میں جا کر سر ٹکراؤں"[2]

آخر کار ہمارا میڈیا ان بچیوں، بچوں، خواتین اور معاشرہ کو کیا سیکھا رہا ہے؟ کیا دے رہا ہے؟ کونسے لوگوں کو ان کے نظروں میں رول ماڈل بنا کر پیش کرتے ہیں؟ یہ سب ہمارے میڈیا کا مغربی میڈیا اور ان کے طرز فکر کی پیروی کی وجہ سے ہے۔ قانونی اداروں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اب بھی قانون سازی کریں اور جو قوانین موجود ہیں

۱۔ نئی نسل کو میڈیا کے اثرات سے بچایئے، (آرٹیکل) روزنامہ جسارت، ڈاکٹر سیما سعید، ۱۴ نومبر ۲۰۱۷

۲۔ حوالہ سابق

ان پر چینلز کو عمل پیرا کرائیں وگرنہ آنے والے دنوں میں ہماری دیگر بیٹیوں بہنوں کے ساتھ بھی وہی کچھ ہو گا جو زینب اور فرشتہ جیسے معصوم بچیوں کے ساتھ ہوا۔

میڈیا نے خواتین کی خوبصورتی کا راز اس کے غیر ساتر بدن کو قرار دیا۔ ہر اشتہار میں نیم برہنہ خواتین کو دکھا دکھا کر یہ باور کرایا کہ یہ خوبصورتی ہے جبکہ حقیقی خوبصورتی انسان کے اخلاق اور سیرت میں مضمر ہے۔ ہمارا معاشرہ میڈیا کی ڈگر پر چل پڑا اور ذرائع ابلاغ والی خوبصورتی کو اپنانے لگی جو درحقیقت ایک بھیانک اور بگڑے ہوئے سماج کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔

ایک طرف میڈیا نے خواتین کو کم لباسی پر آمادہ کیا دوسری جانب اس کم لباسی کو مردوں کے سامنے بے باکی کے ساتھ پیش کیا گویا مردوں کے جذبات کو ابھارنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی درنتیجہ جس طرح کے انسانیت سوز واقعات نے یہاں جنم لیا اس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔ اگر غیر جانبدارانہ تحلیل کی جائے تو ایسے واقعات کے اصل محرکات ہمارے ذرائع ابلاغ ہی نظر آتے ہیں۔

فصل چہارم: اخلاقی اقدار کا انحطاط

فصل چہارم:

اخلاقی اقدار کا انحطاط

اخلاق "خلق" کی جمع ہے، جس کے معنیٰ خصلت، عادت اور طبیعت کے ہیں۔ اصطلاح میں اخلاق سے مراد وہ خصائل وعادات ہیں جو انسان سے روزمرہ اور مسلسل سرزد ہوتے رہتے ہیں اور یہی عادات وخصائل رفتہ رفتہ انسانی طبیعت کا جزو بن کر رہ جاتے ہیں جسے انسان دوسرے کے لیے تمثیل کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اگر یہ عادات اچھی ہوں تو "اخلاق حسنہ" اور اگر بُری ہوں تو "اخلاق سیئہ" کے طور پر جانی جاتی ہیں۔

علامہ شبلی نعمانی فرماتے ہیں کہ عقائد اور عبادات کے بعد تعلیمات نبویؐ کا تیسرا باب اخلاق ہے۔[1] اخلاق سے مقصود باہم بندوں کے حقوق وفرائض کے وہ تعلقات ہیں جن کو ادا کرنا ہر انسان کے لیے ضروری ہے۔ انسان جب اس دنیا میں آتا ہے تو اس کا ہر شے سے تھوڑا بہت تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ اس تعلق کے فرض کو بحسن خوبی انجام دینا اخلاق ہے۔ اس کے اپنے ماں باپ اہل وعیال عزیز ورشتے دار، دوست احباب سب سے تعلقات ہیں بلکہ ہر اس انسان کے ساتھ اس کا تعلق ہے جس سے وہ محلے، وطن، قومیت، جنسیت یا اور کسی نوع کا تعلق رکھتا ہے بلکہ اس سے آگے بڑھ کر حیوانات تک سے اس کے تعلقات ہیں اور ان تعلقات کے سبب اس پر کچھ فرائض عائد ہیں۔ دنیا کی ساری خوشیاں، خوش حالی، امن وامان اسی اخلاق کی بدولت ہے۔ اسی دولت کی کمی کو حکومت وجماعت اپنی طاقت اور قوت کے قانون سے پورا کرتی ہے۔ اگر انسانی جماعتیں اپنے فرائض از خود انجام دے لیں تو پھر حکومت کے جبری قوانین کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اسی لئے بہترین مذہب وہ ہے جس کا اخلاقی دباؤ اپنے ماننے والوں پر اتنا ہو کہ وہ ان کے قدموں کو سیدھا رکھ سکے، بھٹکنے نہ دے۔

اسلام ایک عالم گیر مذہب ہے اور تمام بنی نوع انسان کی فلاح اور کامرانی کا علم بردار ہے۔ یہ زندگی کے ہر اصول پر انسان کی راہ نمائی کرتا ہے۔ اسلام کے زرّیں اصولوں میں اخلاق کو سر فہرست رکھا گیا ہے۔ انسانی زندگی میں معاشرے کا قیام اس کی فطرت کا تقاضا ہے۔ دوسرے لفظوں میں انسان دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہنے اور زندگی بسر کرنے پر فطرتاً مجبور ہے۔ اسلام میں اخلاق سے مراد وہ "اخلاق حسنہ" ہیں جو بنی نوع انسان کی فلاح اور اصلاح کے لیے انسانیت کو عطا کیے گئے۔ دنیا میں انسان کی اولین حیثیت ایک فرد کی سی ہے اور افراد کے مجموعے سے

۱۔ سیرت النبی ﷺ، شبلی نعمانی، مکتبۃ الاسلامیہ، ۲۰۱۲، ج ۶، ص ۳۱۸

معاشرہ تکمیل پاتا ہے۔ اگر دنیا میں موجود تمام انسان اپنی اصلاح کر لیں، یعنی اسلامی تعلیمات کے عین مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھال لیں تو وہ معاشرہ یقیناً درست اور صالح کہلائے گا، یا یوں کہہ لیجیے کہ ایک مثالی اسلامی معاشرہ کہلائے گا۔

سماج اور اخلاقیات کا باہمی تعلق بڑا گہرا ہے۔ جو گناہ یا جرم ہم سماج کی نگاہوں سے ہٹ کر کرتے ہیں، وہ جب تک ظاہر نہ ہو اس پر کسی قانون شکنی کی کوئی شق نافذ نہیں ہوتی۔ لیکن جب وہ کھلے بندوں سرزد ہوتے ہیں تو قانون حرکت میں آ سکتا ہے۔ زمانہ جوں جوں ترقی کرتا جاتا ہے، اخلاقی اور سماجی تقاضے بھی تبدیل ہوتے جاتے ہیں۔ مسلم معاشروں اور غیر مسلم معاشروں کے سماجی اور معاشرتی تقاضے اور اخلاقیات میں جو دوری پہلے ہوا کرتی تھی، وہ اب آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہے۔ ناخوب کو خوب سمجھا جانے لگا ہے اور وہ وقت قریب آتا جا رہا ہے جب پاکستان میں اخلاقی حدود کی پامالی اس قدر ہو جائیں گی کہ ایک مسلمان معاشرہ اور ایک غیر مسلم معاشرے کی تمیز ممکن نہیں رہے گی۔ ففتھ جنریشن وار کے تحت میڈیا نے یہ ذمہ داری اپنے ہاتھوں میں لے لی ہے کہ لوگوں کو اخلاقی حدوں سے بڑی تیزی سے یکے بعد دیگرے نکالے جائیں۔

میڈیا جو کہ ریاست کا ایک اہم ستون ہے، جہاں معاشرے کو سنوارنے میں کسی حد تک کام کر رہا ہے وہاں کافی حد تک معاشرے میں بگاڑ پیدا کر رہا ہے۔ آجکل کے دور میں جو مشاہدات میں آرہے ہیں وہ یہ ہے کہ مثبت اثرات کی نسبت منفی اثرات ہماری زندگی میں بہت زیادہ آرہے ہیں۔ میڈیا کی طاقت کا غلط استعمال کسی بھی ملک کے معاشی و معاشرتی نظام کو درہم برہم کر سکتا ہے۔

بدقسمتی سے پاکستانی میڈیا مغربی میڈیا کی عکاسی کرتا ہے جو ٹی وی نشریات آج کل چل رہے ہیں وہ کسی بھی صورت میں نوجوان نسلوں کے لیے مناسب نہیں۔ اکثر نشریات اسلامی اقدار اور اخلاقی اقدار کے مخالف ہیں جس کے نتیجے میں نوجوان اخلاقی انحطاط کا شکار ہیں۔ جس قوم کے نوجوان میں بگاڑ پیدا ہو جائے وہ قوم تباہی کے راستہ پر چل پڑتی ہے۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد فرانس کے صدر نے شکست پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ:

"ہمارے نوجوان کردار سے عاری ہو چکے ہیں اس لیے ہمیں جنگ سے دوچار ہونا پڑا"[1]

۱۔ سوشل میڈیا اور ہمارا معاشرہ (آرٹیکل)، محمد ناصر اقبال، روزنامہ نوائے وقت، ۲۴ فروری ۲۰۱۸

اخلاق و کردار ہی ہیں جو انسانی نسل کا سب سے قیمتی اثاثہ ہیں۔ جب کوئی قوم اخلاق سے محروم ہو جاتی ہیں تو کوئی بھی طاقت اسے ترقی سے ہمکنار نہیں کر سکتی۔

آج کل معاشرئے میں نت نئے جرم، زنا، قتل، جنسی زیادتی، چوری، ڈکیتی اور ہزاروں دیگر جرائم جو روز ہمیں دیکھنے کو ملتے ہیں یہ سب اخلاقی تربیت سے عاری ہونے کی وجہ سے ہیں۔ اور اخلاقی انحطاط کا سب سے بڑا سبب آج کا ہمارا میڈیا ہے جو یہ سب کچھ دیکھا کر نوجوانوں میں فحاشی کو اور عورتوں میں بے حیائی کو عام کر رہے ہیں۔

گزشتہ کئی سالوں سے مسلم ممالک میں طلاق کی شرح میں ہوش ربا اضافہ دیکھنے کو مل رہی ہے۔ گھروں میں ساس بہو کے جھگڑے اس کا بچوں پر اثرات، نوجوانوں میں ناامیدی مایوسی اور اعتماد کا فقدان یہ سب ہمارے میڈیا ان پر نشر ہونے والے پروگرامز خصوصاً ڈراموں اور مارنینگ شوز کے مرہون منت ہیں۔[1]

مغربی معاشرہ کے اقدار اخلاقی اقدار کے تقاضوں کے خلاف ہیں۔ مغربی معاشرہ جرائم کے روک تھام کے بجائے ان کو فروغ دینے میں مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔ اگر ان کی تہذیب شرم و حیاء سے خالی ہے تو ظاہر ہے کہ ساتھ ساتھ انسانوں میں مخالف جنس کے جسم کو نہ صرف دیکھنے کی اجازت دیتا ہے بلکہ صنف مخالف کے لیے ہر صنف میں نوع بہ نوع کی جاذبیت پیدا کر کے دعوت نظارہ دیتا ہے ایک طرف کسی کو بلا کسی جھجک کے جنسی تسکین کی اجازت دیتا ہے تو دوسری طرف ہم جنس پرستی کی وکالت کرتا ہے اس نظرئے کے فروغ کے لیے مغربی میڈیا کام کر رہا ہے۔ اور اس کو آزادی نسوانیت اور مساوات کا دلفریب نعرہ دے کر خوش گمانی میں مبتلا کر رہا ہے۔ جس کی عکاسی کر کے اور اس فریب میں آکر ہمارا میڈیا بھی آزادی اور روشن خیالی کے نام پر عورتوں کو بازاروں، نائٹ کلبوں، کالجوں، کھیل کے میدانوں، پارکوں، ہوٹلوں اور دفتروں کی زینت بنا کے کی ترغیب دے کر بیوقوف بنا رہا ہے۔[2]

دین اسلام نے جہاں ہر شعبہ زندگی کے اصول وضع کئے ہیں وہاں ابلاغ عامہ کے لیے بھی اخلاقی ضابطے معین کیے ہیں۔ ذرائع ابلاغ بھی احکام و حدود کے پابند ہیں جن کا مقصد خیر کا فروغ اور برائی کا انسداد ہے اسلام ہمیں

۱۔ مسلم معاشرہ برائیوں کی دلدل میں... ذمہ دار کون؟ (آرٹیکل)، سید فاروق احمد، بصیرت آنلائن ڈاٹ کام، ۲۸ ستمبر ۲۰۱۶

۲۔ تہذیب جدید اور اسلامی معاشرہ (آرٹیکل)، مولانا توحید عالم قاسمی، ماہنامہ دار العلوم، مئی-جون ۲۰۱۷، شمارہ ۵-۶، ج ۱۰۱، ص:۴

حکم دیتا ہے کہ کھری اور سیدھی بات کی جائے انسان کے لیے ضروری ہے کہ کوئی بھی بات آگے پہنچانے سے پہلے اس میں تحقیق کریں۔ قرآن کا بھی یہی کہنا ہے کہ:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن جَآءَكُمۡ فَاسِقُۢ بِنَبَإٖ فَتَبَيَّنُوٓاْ ﴾[1]

"ترجمہ: اے ایمان لانے والو! تمہارے پاس اگر کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو تم اس میں خوب تحقیق کر لیا کرو۔"

اس رو سے دیکھا جائے تو ہمارے ذرائع ابلاغ پر نشر ہونے والی نشریات میں تحقیق دکھائی نہیں دیتی۔ بلکہ جو بھی مواد ان کی ریٹنگ بڑھائے گئی وہی نشر کی جائیگی اور اس لحاظ سے ہمارا میڈیا شتر بے مہار کی طرح ہے۔

آخر میں سوال اُٹھتا ہے کہ ان سماجی اور اخلاقی برائیوں کی روک تھام کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جائیں؟ کون سے ایسے ضابطہ ہائے اخلاق ہیں جن کو نافذ کر کے اگر ان برائیوں کو ختم نہیں کیا جاسکتا تو کم تو کیا جاسکتا ہے؟ میرے خیال میں تقریباً تمام بڑی اور چھوٹی اخلاقی اور معاشرتی برائیوں کی روک تھام کے لئے ان وجوہات دور کیا جانا چاہئے جو ان برائیوں کے پیچھے کار فرما ہیں ورنہ ایک دن یہ اخلاقی بگاڑ کا کینسر معاشرے کے لئے ناسور ثابت ہو گا۔

ہماری نظر میں اس مسئلے کے تدارک کے دو پہلو ہیں۔

ایک فکری اور دوسرا عملی۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ حضرت انسان باقی تمام مخلوقات سے بالاتر مخلوق ہے۔ اس برتری کی وجہ وہ صلاحیتیں ہیں جو حیوانی جبلتوں کے ساتھ اسے عطا کی گئی ہیں۔ انسان سے جنم لینے والے تمام اعمال، خواہ وہ جبلی تقاضوں سے متعلق ہوں، قلب و ذہن کی بارگاہ سے اجازت طلب کر کے ہی دنیا میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اس لئے بگاڑ جب بھی آتا ہے اولاً فکری طور پر آتا ہے پھر عملی دنیا میں اس کا ظہور ہوتا ہے۔

چنانچہ اصلاح کی راہ پر پہلا قدم یہ ہے کہ ایک فکری اساس متعین کی جائے اور جہاں تک درست فکری کا تعلق ہے تو درست فکری شعور کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا اخلاقی اقدار کی بحالی کے لئے سب سے پہلے معاشرے میں درست تعلیم و تربیت اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے اخلاقی قدروں کی نشر و اشاعت سے شعور کی دیپ روشن کرنی ہو گی تا کہ فرد اپنی فکری اساس درست سمت معین کر سکے۔ مثبت سمت میں گامزن فکر اخلاقی انحطاط کے تصور سے بالاتر

۱۔ الحجرات:۴۹/۶

ہو گا۔ یوں فرد ہر اس عامل کو فکری طور پر سد باب کرے گا جو اس کی اخلاقی اساس کو ٹھیس پہنچانے کی کوشش کرے گا۔

دوسرا طریقہ، اصلاح کا عملی طریقہ ہے۔ اصلاح کے اس ضابطے کے تین بنیادی عناصر ہیں۔ ریاست، میڈیا، فرد۔ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ جو ملک لا الہ الا اللہ کے نام پر بنا اور اس کے آئین کا پہلا نکتہ ہی حاکمیت مطلق خداوندی ہو اور اس کا نظریہ اسلام ہو اس میں اخلاقی اقدار کے تحفظ کے لئے ٹھوس اقدامات کرے۔ ہر جرم اخلاقی بگاڑ کے زمرے میں آتا ہے جن میں سے اکثر جرائم کے لئے سزائیں متعین ہیں۔ جزاء وسزا کا یکسانیت کے ساتھ اجراء اخلاقی اقدار کی محافظ ریاست کے لئے ضروری ہے۔ البتہ کچھ اخلاقی گراوٹ ایسی بھی ہیں جو آئین اور قانون کی نگاہ میں جرم نہیں ہیں جیسے نامحرموں کے ساتھ مصافحہ کرنا، بے پردگی، پاکیزگی اور صفائی کا خیال نہ کرنا وغیرہ لیکن یہ اخلاقی اور شرعی طور پر جرم تصور کئے جاتے ہیں۔ اس کی روک تھام کے لئے ذرائع ابلاغ ہی بہترین ذریعہ ہے۔ میڈیا اخلاقی حدود کی پاسداری کرتے ہوئے لوگوں کی سطح فکری کو اس قدر بلند کرے کہ انہیں اخلاقی حدوں کو پامال کرنے سے پہلے کئی بار سوچنا پڑے۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے ذرائع ابلاغ بجائے اخلاقی قدروں کی پاسداری کرنے کے، خود اخلاق باختگی کے شکار ہیں۔ ذرائع ابلاغ اخلاق سے عاری چیزیں صارفین کو دکھا دکھا کر ان کی آنکھوں کے بیٹھک سے غیرت کے پرندے کو اڑا دئے ہیں۔ لہذا ذرائع ابلاغ کو چاہیئے کہ اخلاقی اقدار کی پاسداری کرے تاکہ معاشرہ نئے نئے جرائم کے جنم لینے سے محفوظ رہ سکے۔

اصلاح کا تیسرا اور اہم عنصر فرد ہے۔ افراد اخلاقی اقدار کا پاس ایک صورت میں رکھ سکتا ہے جب اس کے پاس "احساس" ہو۔ احساس ایک دلی کیفیت کا نام ہے جو انسان کی زندگی آسان اور مشکل بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اخلاقی بگاڑ کے اصلاح کے لئے یہ عامل سب سے کارگر ہے کہ فرد کو اس بات کا احساس ہو کہ وہ معاشرے میں ہونے والے ہر اچھے اور برے قدم کا شریک ہے۔ پس ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہونے والے اخلاقی اقدار کے انحطاط کے تدارک کے لئے ریاست، میڈیا اور افراد تینوں عناصر کو کردار ادا کرنے چاہئیں تاکہ معاشرہ کا حال اور مستقبل محفوظ رہ سکیں۔

باب چہارم: لباس سے متعلق ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہونے والی خرابیوں کا سدباب

فصل اول: قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں

فصل دوم: ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسلامی لباس کی اہمیت وضرورت کو اجاگر کرنا

فصل سوم: دستور پاکستان میں موجود اسلامی دفعات اور پیمرا کے ضابطہ اخلاق کے نفاذ کے ذریعے

فصل چہارم: والدین کا بچوں کی تعلیم وتربیت پر توجہ کے ذریعے

فصل اول: قرآن مجید و سنت مطہرہ کی تعلیمات کی روشنی میں

فصل اول:

قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں

دور جاہلیت میں عرب سماج اخلاقی گراوٹ کا اس قدر شکار تھا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر نسلیں ختم کر دیتے تھے، عورتوں کو تیسرے درجے کی فرد تصور کرتے تھے، سوتیلی ماؤں کے ساتھ شادی کیا کرتے تھے، پردے کا رواج ہی نہ تھا، زنا ہر طبقے میں عام تھا، عورتیں بیچی اور خریدی جاتی تھی، پورا سماج نسلی تعصب کا شکار تھا، جہل اپنی طنابیں تانے ہوئے تھا، بچیوں کو رسوائی کے خوف سے زندہ درگور کرتے تھے، بچوں کو فاقہ کے خوف سے قتل کرتے تھے۔[۱] ایسی تاریکی میں جب اسلام نے نور ہدایت روشن کیا تو عرب سماج پر اسلام کی حقانیت کا راز کھلا ان کی بے مقصد زندگی کے لئے مقصد مل گیا لہذا لوگ جوق در جوق آغوش اسلام میں داخل ہوتے گئے۔

مبلغ اسلام رسول خدا ﷺ نے پیغام الہی اور اپنے اخلاق کریمہ سے لوگوں کے دلوں کو مسحور کیا تمام تر عرب جاہلانہ رسومات کا خاتمہ کیا، عورتوں کو عزت دی، نسلی عصبیت کا خاتمہ کر کے تقوی کو معیار بزرگی قرار دیا خشیت املاق سے بچوں کے قتل کی ممانعت کی، عدل و انصاف کو فروغ دیا۔ یوں بہت ہی تھوڑے عرصے میں حجاز کی سرزمین پر اسلام کا بول بالا ہو گیا۔ آج بھی ذرائع ابلاغ نے لوگوں کو دور جاہلیت کے تہذیبوں کی نذر کر دیا ہے پاکستانی ذرائع ابلاغ نے لباس میں وہی گراوٹ لائی ہے جو زمانہ جاہلیت میں تھی۔ قرآن مجید و سنت مطہرہ نے اخلاق باختہ ملبوسات کے سدباب کے لئے کچھ احکامات اور قوانین وضع کئے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر معاشرے کو درست سمت میں گامزن کیا جا سکتا ہے۔ ان میں سے چند احکامات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اپنے لباس کو نامحرم کے لئے ساتر بنائیں: احکام قرآن و سنت کے مطابق خواتین کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسے ملبوسات منتخب کرے جو نامحرم مردوں سے جسم کو چھپا کر رکھے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے:

۱۔ رحیق المختوم، مترجم صفی الرحمن مبارکپوری، مکتبہ السلفیہ لاہور، محرم الحرام ۱۴۲۱ھ، ص:۶۸-۶۹

﴿ وَقُل لِّلۡمُؤۡمِنَٰتِ يَغۡضُضۡنَ مِنۡ أَبۡصَٰرِهِنَّ وَيَحۡفَظۡنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبۡدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنۡهَا﴾[1]

ترجمہ: اور مؤمنہ عورتوں سے کہدیں کہ وہ اپنی نگاہیں جھکائے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو بچائے رکھیں اور اپنی زیبائش (کی جگہوں) کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو اس میں سے خود ظاہر ہو۔

"مَا ظَهَرَ مِنۡهَا" سے مراد چہرہ اور کفین ہیں۔ چہرہ اور ہاتھوں کی طرف نامحرم کے لئے نظر کرنا مباح ہے بشرطیکہ اس سے کوئی فتنہ یا فساد کا خوف نہ ہو۔[2]

اس آیت میں مزید حکم ہے:

﴿ وَلۡيَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّۖ وَلَا يُبۡدِينَ زِينَتَهُنَّ ﴾[3]

ترجمہ: اور اپنے گریبانوں پر آنچل ڈالے رکھیں اور اپنی زیبائش کو ظاہر نہ ہونے دیں۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کس شدت کے ساتھ عورت کے پردے کا حکم ہوا ہے اپنے مقامات حسن پر اوڑھنی ڈالے رکھو اور سوائے محارم کے کسی کے سامنے زینت ظاہر نہ کرو۔ سینے پر آنچل ڈالنے کا حکم اس لئے ہوا تاکہ گلا کھلا ہونے کی صورت میں آنچل اس کے جسم کو چھپاکے رکھے۔ زمانہ جاہلیت میں خواتین کا شعار یہ تھا کہ وہ سینوں پر اوڑھنیاں نہیں رکھتی تھیں۔

علامہ ابن کثیرؒ اس آیت کی شان نزول کے بارے میں فرماتے ہیں:

"یہ آیت اسماء بنت مرشدہ کے متعلق اتری ہے بنی حارثہ کی چند عورتیں ان کے پاس آئیں جو بے پردہ تھیں ان کے پاؤں میں پائل عیاں تھیں، زلفیں اور گلا مستور نہ تھا، اسماء نے ان سے کہا یہ (بے پردگی) کس قدر قبیح ہے۔ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿ وَقُل لِّلۡمُؤۡمِنَٰتِ...﴾"[4]

۱۔ النور: ۲۴/ ۳۱

۲۔ تفسیر جلالین، شیخ جلال الدین محمد بن احمد محلی و جلالی الدین السیوطی، دار الحدیث قاھرہ، طبع الثالثہ ۱۴۲۲ھ، ص: ۴۶۲

۳۔ النور: ۲۴/ ۳۱

۴۔ تفسیر ابن کثیر، اسماعیل ابن عمر ابن کثیر، تحقیق سامی بن محمد السلامہ، دار الطیبہ ریاض، طبعۃ الاولیٰ ۱۴۱۸ھ، ج ۶، ص: ۴۴

مذکورہ آیت میں اللہ نے خواتین کو حکم ستر بدن کے ساتھ ساتھ غض نظر کا بھی حکم دیا۔ مردوں کے ساتھ خواتین کی بھی ذمہ داری ہے کہ اپنی نظریں جھکائے رکھے۔ حیا اور غیرت کا تقاضا ہی یہی ہے کہ نگاہیں نیچی رکھی جائے تاکہ عورتیں بھی نامحرم مردوں پر نظر نہ ڈالیں۔ اللہ تعالی نے نامحرموں کی طرف نہ اٹھنے والی نظروں کو حوروں کی صفات میں ذکر فرمایا ہے:

﴿ فِيهِنَّ قَٰصِرَٰتُ ٱلطَّرۡفِ لَمۡ يَطۡمِثۡهُنَّ إِنسٌ قَبۡلَهُمۡ وَلَا جَآنٌّ ﴾[1]

ترجمہ: ان میں نگاہیں (اپنے شوہروں تک) محدود رکھنے والی حوریں ہیں جنہیں ان سے پہلے نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے۔

چنانچہ امہات المومنین حضرت سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما رسول اکرم کے پاس بیٹھی تھیں ایک نابینا صحابی ام مکتوم آنحضرت ﷺ کے محضر میں شرفیاب ہوا۔ آپ ﷺ نے ازواج کو حکم دیا کہ ان سے پردہ کرو۔ ازواج نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ تو نابینا ہیں۔ فرمایا: یہ نابینا ہیں تو کیا ہوا کیا تم دونوں بھی نظر سے محروم ہیں ہیں؟[2]

خواتین کی خوبصورتی اسی میں کہ وہ باحجاب اور باحیا رہیں۔ باپردہ اور جھکی ہوئی نظروں کے ساتھ خاتون باوقار اور باکردار نظر آتی ہیں لوگوں کے دلوں میں ان خواتین کے لئے احترام کا پہلو زیادہ ہوتا ہے جو پردو کا خیال کرتی ہیں۔

پس قرآن وسنت نے ملبوسات کے لئے ساتر ہونے کی شرط رکھی۔ خواتین میڈیا کو رول ماڈل بنانے کی بجائے قرآن وسنت اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا کی سیرت کو اپنے لئے نمونہ بنا کر ساتر ملبوسات کو اپنائے تو ذرائع ابلاغ کی خرابیوں کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

۲۔ مردوں کو نظریں جھکائے رکھنے کا حکم:

نظروں کی پاسداری کرنا صرف خواتین کی نہیں مردوں کی بھی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں سے بھی نظریں جھکائے رکھنے کا تقاضا کیا ہے:

۱۔ الرحمن: ۵۵/ ۵۶

۲۔ سنن ابی داوٗد، کتاب اللباس، باب ماجاءوقل للمؤمنات---، رقم ۴۱۱۲، ج ۶، ص: ۲۰۴

﴿ قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّواْ مِنْ أَبْصَـٰرِهِمْ ﴾[1]

ترجمہ: کہدیں مؤمنین سے کہ وہ اپنی نظریں جھکائے رکھیں۔

ذرائع ابلاغ کے ذریعے لباس میں ہونے والی تبدیلیوں کے سدباب کے لئے قرآن مجید نے حل یہ بھی دیا کہ نظروں کی حفاظت کی جائے اگر لوگ اپنی نظریں جھکائے رکھیں گے تو بے لباسی کی ترویج کم ہو سکتی ہے میڈیا پر بے لباس پروگراموں کو TRP زیادہ ملنے کی وجہ سے ایسے پروگراموں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اگر صارفین ایسے پروگراموں کو دیکھنا کم کر دیں تو میڈیا بھی خود بخود اپنی پالیسی تبدیل کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ میڈیا ہمیشہ وہی دکھاتا ہے جو عوام دیکھنا چاہتی ہے۔ لہذا اگر صارفین اپنی نگاہوں کی حفاظت کرے تو میڈیا کے ذریعے ہونے والی تبدیلیوں کا سدباب ہو سکتا ہے۔

قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں نگاہوں کی حفاظت کا حکم جابجا کیا گیا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

﴿ إِنَّ ٱلسَّمْعَ وَٱلْبَصَرَ وَٱلْفُؤَادَ كُلُّ أُوْلَـٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔولًا ﴾[2]

ترجمہ: بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے باز پرس ہو گی۔

یعنی ان سے ان کے اعمال کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ ﴿أَلَمْ نَجْعَل لَّهُۥ عَيْنَيْنِ﴾[3] کیا ہم نے انہیں دو آنکھیں نہیں دی؟ اس سے کتنا اس نے حق اور سچ کو پرکھا؟ کیا ان آنکھوں کو اطاعت الٰہی میں استعمال کیا؟ ان کو محارم سے بچا کے رکھا؟

حدیث کے الفاظ ہیں کہ قیامت کے دن ہر آنکھ اشکبار ہو نگی مگر وہ آنکھ جو محارم الٰہیہ سے محفوظ رہی۔

دوسری روایت میں رسالتمآب ﷺ سے یوں مذکور ہے:

((ثَلَاثَةٌ لَا تَرَى أَعْيُنُهُمُ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ، وَعَيْنٌ حَرَسَتْ

۱۔ النور:۲۴/۳۰

۲۔ الاسراء:۱۷/۳۶

۳۔ البلد:۹۰/۸

فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَعَيْنٌ غَضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ))[۱،۲]

ترجمہ: تین آنکھیں ایسی ہیں جو (بروز قیامت) آگ نہیں دیکھ پائے گی: وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں جاگتی رہے، وہ آنکھ جو خوف خداوندی میں روتی رہے اور وہ آنکھ جو محارم الھیہ سے محفوظ رہے۔

((قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرَة))[۳]

ترجمہ: نظر بازی آنکھوں کی زنا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے بری نگاہ کو ابلیس کے تیروں میں سے قرار دیا:

((اَلنَّظْرَةُ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيْس---))[۴]

ترجمہ: نگاہ ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ جو شخص خوف خدا کی وجہ سے بری نگاہ کو ترک کرے گا اللہ اس کے دل میں نور ایمان پیدا کرے گا۔

موجودہ دور میں اسلامی تعلیمات کو پست پشت ڈال کر نوجوان نسل حتی کی بزرگان بھی اپنی نگاہوں کی حفاظت نہیں کرتے۔ کلب، چوک چوراہوں سے نکل کر تعلیمی اداروں میں بھی نظریں بے لگام ہوتی ہیں۔ جوان نسل اپنی نگاہوں کی حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے بھٹک جاتے ہیں یوں پھر بے راہ روی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس حرکت قبیح نے پورے معاشرے کا اخلاق تباہ کر دیا ہے۔ اغوا، زیادتیاں، گینگ ریپ اور ظلم و زیادتی میں اسی لئے اضافہ ہوتا جارہاہے۔ اسی لئے احادیث شریفہ میں نگاہ کو آنکھوں کی زنا سے تعبیر کیا۔

بد نگاہی سے بچنے کے لئے اسلامی اصولوں پر عمل کیا جانا چاہئے۔ گناہ کو گناہ سمجھے چاہے وہ جتنا بھی چھوٹا ہو۔

"قال بلال ابن سعد علیہ السلام: لا تنظر الی صغر الخطیئۃ، ولکن انظر الیٰ عظمۃ من عصیت"[۵]

۱۔ المعجم الکبیر للطبرانی، حافظ سلیمان بن احمد الطبرانی، تحقیق عبد المجید سلفی، رقم ۱۰۰۳، مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ، ۲۰۰۸، ج ۱۹، ص ۴۱۶

۲۔ رحاب التفسیر، عبد الحمید کشک، المکتب المصری الحدیث س ن، ج ۱۸، ص ۲۹۰۵

۳۔ صحیح بخاري، محمد بن اسماعیل بخاری، کتاب الاستئذان، باب زنا الجوارح دون الفرج، رقم ۶۲۴۹، ج ۸، ص: ۱۵۰

۴۔ المستدرک للصحیحین، کتاب الرقاق، رقم ۷۸۷۵، ج ۴، ص: ۳۴۹

۵۔ منہاج القاصدین، احمد بن عبد الرحمن بن قدامۃ، تحقیق شعیب ارنؤوط، مکتبہ دار البیان، بیروت، ۱۳۹۸، ص ۲۵۷

"ترجمہ: یہ نہ دیکھو گناہ چھوٹے نوعیت کی ہے بلکہ اس کی عظمت دیکھو جس کی معصیت کی جارہی ہے۔"
جس رب کی معصیت کی جارہی ہے اپنے دل میں اس کا خوف پیدا کیا جائے۔ اللہ رب العزت قرآن میں فرماتا ہے:

﴿يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ ٱلۡأَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِي ٱلصُّدُورُ﴾[1]

ترجمہ: وہ (اللہ) آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے بھید جانتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "خائنة الاعین" سے مراد وہ نگاہ ہے کہ ایک شخص مردوں کے بیچ میں بیٹھا ہے اور کوئی خاتون ان کے سامنے سے گزر جاتی ہے تو وہ شخص اس خاتون کی طرف دیکھتا ہے۔ لوگ متوجہ ہوتے ہیں تو نظریں جھکا لیتا ہے لیکن جب غفلت میں ہوتے ہیں تو پھر نظر ڈالتا ہے۔[2]

اللہ چھپ چھپ کر اور سر عام ڈالنے والی حرام نگاہوں سے آگاہ ہے۔ آج کے دور میں انٹرنیٹ نے خلوتوں کو غیر محفوظ بنا دیا ہے۔ 2016ء میں CNN پر ایک امریکن خاتون کے متعلق رپورٹ پیش کی گئی جس میں اس خاتون کا کہنا تھا کہ 14 سال کی عمر میں مجھے کچھ اغوا کاروں نے اغوا کیا اور 9 مہینوں تک مسلسل جنسی درندگی کا نشانہ بنایا گیا۔ ان کا کہنا تھا کہ اغوا کار فحش مواد دیکھتے تھے اور پھر اسے جنسی تشدد کا نشانہ بناتے تھے۔[3]

ایکسپریس ٹریبیون کے ویب ڈسک کے مطابق 2015ء میں پاکستان سب سے زیادہ فحش مواد ڈھونڈنے والے ممالک میں شامل ہو گئے تھے۔[4] اسی وجہ سے اجتماعی زیادتیوں، بچیوں کے ساتھ جنسی تشدد وغیرہ کے واقعات میں تیزی آئی۔ حکومت نے کسی حد تک اس پر قابو پا لیا ہے اور PTA نے تقریباً 80000 فحش سائٹس بلاک کر دیئے ہیں جن میں تقریباً 2384 ویب سائٹس بچیوں کے ساتھ جنسی زیادتی والے مواد پر مشتمل تھے۔ چئرمین

۱۔ الغافر: ۴۰/۱۹

۲۔ الجامع احکام القرآن، ابو عبد اللہ محمد بن احمد ابو بکر قرطبی، تحقیق دکتور عبد اللہ ترکی، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۲۰۰۶ء، طبع اولی، ج۱۸، ص ۳۴۳

3. https://edition.cnn.com/videos/health/2016/08/20/elizabeth-smart-pornography-role-in-abduction-jnd-orig-vstan.cnn/video/playlists/elizabeth-smart/

4. https://tribune.com.pk/story/823696/pakistan-tops-list-of-most-porn-searching-countries-google/

PTA عامر عظیم باجوہ کے مطابق بند ویب سائٹس تک لوگ Proxies کے ذریعے رسائی حاصل کرتے ہیں اور پی ٹی اے نے Proxies 11000 پر بھی پابندی لگادی ہے۔[1]

۳۔خواتین کا غیر ضروری گھر سے نکلنے سے پرہیز:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں امہات المؤمنین سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَقَرۡنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ ٱلۡجَٰهِلِيَّةِ ٱلۡأُولَىٰ﴾[2]

ترجمہ: اور اپنے گھروں میں جم کر بیٹھی رہو اور قدیم جاہلیت کی طرح اپنے آپ کو نمایاں کرتی نہ پھرو۔

خطاب مشافہتاً ازواج رسول ﷺ سے ہے لیکن حکم تمام خواتین کے لئے ہے یہ اس لئے ہے کہ نفاذ اسلام کا آغاز اس کے داعی کے گھر سے ہونا چاہئے۔ عورت کی عزت اور وقار اس کی عفت میں مضمر ہے اور عفت کو تحفظ گھر میں ہی ملتا ہے۔گھر سے باہر عفت کے منافی سرگرمیوں میں حصہ لینا المیہ ہے۔

احادیث میں عورت کی پاکدامنی کا اس قدر لحاظ کیا ہے کہ نماز جیسے واجبات میں بھی اسے چادر اور چاردیواری کی حفاظت کا حکم ہوا۔

رسول خدا ﷺ سے مروی ہے:

((صَلَاةُ الْمَرْاَةِ فِيْ بَيْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا وَصَلَاتِهَا فِي مَخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِيْ بَيْتِهَا))[3،4]

ترجمہ: عورت کا مسکن میں نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اپنے مخصوص کمرے میں نماز پڑھنا عمومی کمرے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

---

1. Express tribune, report Rizwan Ghilani, July18, 2019, Thursday, page 2

۲۔الاحزاب:۳۳/۳۳

۳۔سنن ابو داؤد، ابو داؤد سلیمان بن الأشعث السجستانی، رقم ۵۷۰، ج ۱، ص ۴۲۶

۴۔المنھل العذب المورود شرح سنن ابی داؤد، شیخ محمود محمد خطاب السبکی، کتاب الصلوۃ، المکتبۃ الاسلامیۃ ریاض، س ن، ج ۴، ص:۲۶۹

شریعت نے گھر کے اندر بھی درجات رکھے ہیں تاکہ عورتیں کسی طرح نگاہِ نامحرم سے محفوظ رہیں اور اس کی پاکدامنی پر کوئی حرف نہ آئے۔ عورتوں کو گھروں میں رہنے کی تلقین کرنا ہرگز اس لئے نہیں کہ انہیں گھر میں قید کیا جائے بلکہ ان کو معاشرے کے درندہ صفت اور انسانیت سے گری ہوئی مخلوق سے تحفظ فراہم کیا جاسکے۔ شریعت نے حسب ضرورت گھر سے نکلنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ خواتین کے لئے حاجات کے پیش نظر گھر سے نکلنے میں کوئی قباحت نہیں۔[1]

اللہ تعالیٰ نے عورتوں سے بہت سارے فرائض جیسے جہاد، نفقہ اولاد اور جمعہ وغیرہ اسی لئے ساقط کر دئے تاکہ عورتوں کو گھروں سے نکلنا نہ پڑے۔ چنانچہ چند خواتین رسالتمآب ﷺ کے محضر میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ ہمارے مرد جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلتے ہیں ہمارے لئے ایسا کونسا عمل ہے کہ جس سے ہم مجاہدین فی سبیل اللہ کے درجے کو درک کر سکیں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَعَدَ مِنْكُنَّ فِيْ بَيْتِهَا فَإِنَّهَا تُدْرِكُ عَمَلَ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللَّهِ))[2]

ترجمہ: تم میں سے جو بھی اپنے گھروں میں بیٹھی رہیں گی وہ مجاہدین فی سبیل اللہ کے عمل کو درک کر سکیں گی۔

عورت کا گھر میں بیٹھنا اور امور خانہ داری انجام دینا اس کا جہاد ہے۔ اللہ کی فرمانبردار کنیز کے لئے ہرگز یہ مناسب نہیں کہ بغیر حاجت کے گھر سے نکلتی رہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((اِنَّ الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَت اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ))[3]

ترجمہ: عورت پردے میں رہنے کی چیز ہے، جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے (مردوں کی نگاہ میں) اچھالتا ہے۔

دور حاضر میں کچھ این جی اوز یا ہیومن رائٹس تنظیموں کا مقصد یہی ہے کہ عورت کو مین سٹریم میں مرد کے شانہ بشانہ لایا جائے۔ گویا ان کی سلب شدہ آزادی واپس دی جائے۔ یہ لوگ عورتوں کی آزادی کے نام پر عورت تک

۱۔ تفسیر ابن کثیر، اسماعیل ابن عمر ابن کثیر، ج۶، ص:۴۰۹

۲۔ تفسیر ابن کثیر، اسماعیل ابن عمر ابن کثیر، ج۶، ص:۴۰۹

۳۔ المعجم الکبیر، حافظ سلیمان بن احمد الطبرانی، ح ۹۴۸۱، ج۹، ص ۳۴۱

پہنچنے کی آزادی چاہتے ہیں۔ پچھلے چند سالوں سے ۸ مارچ یوم خواتین کے دن پاکستان میں متنازعہ "آزادی مارچ" کے نام سے غلیظ اور اخلاق باختہ پلے کارڈز لئے خواتین سڑکوں پر نکلتی ہیں در اصل یہ روح اسلام کو کمزور کرنے کی سازش ہے۔ "میرا جسم میری مرضی" سے لیکر "میں آوارہ میں بد چلن" تک کے نعروں میں در حقیقت خواتین کے حقوق سلب کئے جا رہے ہیں جو اسلام نے انہیں دئے ہیں۔ قرآن نے اعلان کیا ﴿ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ ٱلْجَـٰهِلِيَّةِ ٱلْأُولَىٰ ﴾[1] اور پرانی جاہلیت کی طرح اپنے آپ کو عیاں کرتی نہ پھرو۔ مفسرین نے جاہلیت اولیٰ سے مراد قبل از اسلام دور جاہلیت لیا ہے[2] آج اگر دوبارہ اسی ڈگر پر چلے تو یہ جاہلیت اخریٰ ہو جائے گی۔ اسلام نے عورت کو عزت و وقار عطا کئے، اسے گلی کوچوں کی زینت سے نکال کر پاکیزہ رشتوں میں جوڑ دیا، انہیں ہر طرح سے تحفظ دینے کے انتظامات کئے۔

پردے کے مقاصد و فلسفہ سے آشنائی: اللہ تعالیٰ نے ستر کو فطرت میں رکھا۔ اور عین فطری حکم بنی نوع انسان کو دیا۔ مردوں کو مخصوص اعضاء چھپانے کا حکم ہوا تو عورتوں کو تمام بدن سوائے کلائیوں اور چہرہ کے۔ اب کچھ معاصر لبرل دانشور کا نظریہ یوں ہے کہ پردہ آنکھوں کا ہونا چاہئے اگر آنکھوں میں گندگی ہو تو عورت لاکھ پردہ کرے اس کے پردے کا کوئی فائدہ نہیں اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ پردہ عورتوں کے لئے قید خانے کے مترادف ہے وہ اس میں قید ہو کر رہ جاتی ہے ان کا نظام زندگی مفلوج ہو جاتا ہے یہ کوئی انصاف نہیں کہ مرد آزاد رہے اور عورتیں مقید۔ یہیں سے "آزادی نسوان" کا پر فریب نعرہ جنم لیتا ہے۔

شریعت مقدس اسلام نے کوئی حکم ایسا نافذ نہیں کیا جس میں انسانیت کے لئے مفسدہ ہو اور کوئی ایسا حکم رد نہیں کیا جس میں انسانیت کے لئے مصلحت ہو۔ جس عقل و شعور کی بنیاد پر ہم شرعی احکامات کے خلاف فیصلہ کرتے ہیں ہم اس بات کو سرے سے بھلا دیتے ہیں کہ صاحب شریعت اسی عقل کا بھی خالق ہے۔ ہماری قوت ادراک شریعت کے پیچ و خم کو جب درک نہیں کر سکتے تو بے بنیاد اور لایعنی فیصلے کرتے ہیں۔

خالق کائنات نے عورت کو پردہ کا حکم دیا ہے تو ساتھ مردوں کو بھی پابند کیا ہے کہ يَغُضُّواْ مِنْ أَبْصَـٰرِهِمْ اپنی نگاہیں نیچی رکھو۔ پردہ کرنا صرف عورتوں کی ہی نہیں بلکہ مردوں کی بھی ذمہ داری ہے اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ نگاہیں نیچی رکھیں تو معاملہ ٹھیک ہو سکتا ہے۔ اگر عورت عریان و نیم عریان ملبوسات میں گھر سے نکلے تو حدیث کے

۱۔ الاحزاب ۳۳/۳۳

۲۔ الجامع البیان عن تاویل آیٔ القرآن، محمد بن جریر طبری، ج ۱۹، ص:۹۹

مطابق شیطان اسے مردوں کی نگاہوں میں اچھال اچھال کے دکھاتا ہے جس سے بے راہ روی کی راہیں کھل جاتی ہیں۔ دوسری بات یہ پردہ عورت کے لئے قید خانہ بھی نہیں ہے کیونکہ ستر انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ انسان ماخلی و نفسہ کسی ایسی جگہ جاتا ہے جہاں اس کے علاوہ کوئی نہیں ہوتا اس وقت بھی وہ ملبوسات میں مطمئن ہوتا ہے۔ پردہ دراصل عورتوں کے لئے ڈھال ہے جو اسے ہر قسم کے اخلاق باختہ رویوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ نفسیاتی طور پر باپردہ عورت کی اہمیت بے پردہ عورتوں سے زیادہ ہوتی ہے اس کی مثال ہم روزمرہ کے اشیاء سے لے سکتے ہیں ایک چیز محفوظ پیکنگ میں دستیاب ہے اور دوسری چیز کھلی پڑی ہے تو یقیناً پیکنگ والی شئ کی اہمیت زیادہ ہوگی کیونکہ وہ جراثیم اور غلاظت سے محفوظ رہتی ہے۔

پردے کا اصل فلسفہ تحفظ ہے قرآن مجید میں اسی طرف اشارہ ہو رہا ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزۡوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ يُدۡنِينَ عَلَيۡهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّۚ ذَٰلِكَ أَدۡنَىٰٓ أَن يُعۡرَفۡنَ فَلَا يُؤۡذَيۡنَ ﴾[1]

ترجمہ: اے نبی! اپنی ازواج، اپنی بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہدیجئے: وہ اپنی گریبانوں پر چادریں رکھا کریں، یہ امر ان کی شناخت کے لیے (احتیاط کے) قریب تر ہو گا پھر کوئی انہیں اذیت نہ دے گا۔

پردہ سے ان خواتین کی شناخت ہو جاتی ہے وہ عزت و وقار، شرافت و پاکیزگی کی مالک ہیں ان کی شان میں مدینے کے اوباش جسارت نہیں کر سکتے۔

جن معاشروں میں پردے کا لحاظ نہیں کیا جاتا وہاں ریپ کیس، اغوا کیس وغیرہ زیادہ ہے۔ شرح طلاق میں بھی اضافہ ہوتا ہے خاندانی زندگی مفلوج ہو جاتی ہے اس لئے کہ ہرچہ دیدہ بیند دل کند یاد انسان کا جس چیز پر دل آجائے اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بے پردہ شادی شدہ خواتین بھی جب نمائش کرتی پھرتی ہے تو لوگ ہوس کی خاطر مختصر مدت کے لئے شادی کرتے ہیں پھر ہوس ختم ہوتے ہی طلاق دیتے ہیں۔

۱۔ الاحزاب:۳۳/۵۹

فصل دوم: ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسلامی لباس کی اہمیت وضرورت کو اجاگر کرنا

فصل دوم:

ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسلامی لباس کی اہمیت وضرورت کو اجاگر کرنا

آج کے اس جدید اور ٹیکنالوجی کے دور میں انسانی معاشروں کی تہذیب وتمدن میں ثقافتی تبدیلیاں لانے میں ذرائع ابلاغ کا بڑا کردار ہے۔ ذرائع ابلاغ کی وجہ سے ہی دنیا کے ایک حصے کی خبریں اور ثقافتی طور وطریقے دنیا کے دوسرے حصوں میں بڑا آسانی کے ساتھ نہایت سرعت کے ساتھ پہنچ جاتی ہیں اور بعض معاشرے بہت جلد دوسرے معاشروں کی تہذیب اور ان کے اقدار کو بہت جلد قبول بھی کر لیتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ کے مختلف اقسام میں سے ٹیلی ویژن ہر جگہ آسانی سے دستیاب ہونے اور اپنے متنوع پروگراموں کی وجہ سے ثقافتی تبدیلیاں لانے میں سب سے زیادہ کردار ادا کرتا ہے۔ ٹیلی ویژن کسی بھی قوم کی ثقافت کو زندہ رکھنے اور اسے دوسروں تک منتقل کرنے میں بے حد تاثیر رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹیکنالوجی پر زیادہ دسترس رکھنے والی اقوام آج مختلف ممالک کے ٹیلی ویژن اور بڑے چینلز کو اپنے کنٹرول میں لے کر اپنی ثقافت کو دوسری اقوام میں فروغ دے رہے ہیں۔ اسی کے ساتھ ماڈرن ٹیکنالوجی سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی طور پر دوسرے ممالک پر مسلط ہو جاتے ہیں۔ ٹیلی ویژن کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر کسی بھی معاشرے کو اپنے معاشرتی، ثقافتی اور مذہبی اقدار کا تحفظ اور انہیں معاشرے میں فروغ دینے کے لئے ٹیلی ویژن کا درست طریقے سے بھرپور استعمال کرنا چاہیے۔ کیونکہ دوسرے سمعی وبصری ذرائع ابلاغ کی نسبت ٹیلی ویژن زیادہ بہتر اور دلچسپ انداز میں چیزیں پیش کر سکتا ہے۔ یہ اپنے ناظرین کی افکار اور ان کے طرز تفکر کو اپنی طرف مبذول کر کے انہیں اپنے اختیار میں لینے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔

اس لحاظ سے یہ ذرائع ابلاغ، بالخصوص ٹیلی ویژن اسلامی لباس اور حجاب کی طرف لوگوں کو راغب کرنے یا اس سے دور کرنے کے لئے بھی مختلف طریقوں سے موثر کردار ادا کر سکتا ہے۔ چنانچہ لوگوں کو اسلامی لباس کی اہمیت وضرورت سے آگاہ کرنے اور اس کی طرف راغب کرنے کے لئے ذرائع ابلاغ سے مختلف طریقوں سے مدد لی جاسکتی ہے:

ا۔ اسلامی لباس کی قدروقیمت کو اجاگر کرنا:

کسی بھی قوم کے ثقافتی اقدار کی قدر وقیمت اور اس کی ارزش کو اجاگر کرنے میں سب سے پہلے خود اس ثقافت کا کردار ہوتا ہے۔ درحقیقت کوئی بھی ثقافت جتنی زیادہ قدر وقیمت کی حامل ہوگی، اس کے اقدار کی قدروقیمت

بھی بلند ہو گی۔ اسلامی لباس یا خاتون کا حجاب اسلامی ثقافت کے الٰہی اقدار میں شامل ہے۔ ایک مسلمان خاتون کا حجاب اس الٰہی ثقافت کا ایک نمونہ ہے۔ اسلامی نظام میں اس کی بڑی ارزش اور خاص مقام ہے۔ اسی ارزش کی وجہ سے یہ ثقافت دوسرے مادی ثقافتوں کے مقابلے میں آتا ہے۔ دنیائی مادی ثقافتوں کے مقابلے میں اسلامی ثقافت کی ایک خاص قدر و قیمت ہے اور اس کے اقدار کی بھی قدر و قیمت زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی اسی ثقافت اور انہیں اقدار کو سبوتاژ کرنا مغربی ممالک کے میڈیا کے اہداف میں سرفہرست ہے۔ مغربی ممالک کا میڈیا اسلامی لباس اور حجاب کی اس ثقافت کو کمزور، بلکہ اسے ختم کرنے کے لئے دو اہم طریقوں پر کام کرتا ہے:

اول۔ دنیا میں ہر طرف لبرل ازم نافذ کیا جائے اور سرمایہ داری کا نظام مسلط کیا جائے۔ جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہو، انفرادی مصلحتوں کو اجتماعی مصلحتوں پر مقدم کیا جائے، دوسروں کے معاملات کو نظر انداز کر کے اس سے چشم پوشی کریں، لوگوں کو مختلف قسم کی لذتوں کے پیچھے لگا دیا جائے، متنوع چیزوں کا دلدادہ بنایا جائے، مرد عورت کو مخلوط جگہوں پر بٹھا کر جنسی تحریکوں کو ہوا دیا جائے اور رنگارنگ قسم کا بے ہودہ لباس پہنا کر لوگوں کو سجنے سنورنے کی طرف ترغیب دلائی جائے۔

دوم۔ اسلامی لباس اور حجاب کو مسلمان مرد اور عورتوں کی نگاہ میں حقیر اور بے ارزش بنایا جائے۔ مغربی میڈیا کی بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ لوگوں کو یہ باور کرایا جائے کہ حجاب کی وجہ سے عورت محدود رہتی ہے۔ اس کی وجہ سے عورت کی ناکام رہتی ہے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں کچھ ایسی عورتوں کو دکھایا جاتا ہے جو اسلامی لباس کا خیال نہیں رکھتی ہیں اور بظاہر انہیں کامیاب سمجھا جاتا ہے۔ گویا یہ کوشش کی جاتی ہے کہ عورت اسلامی لباس کے بغیر بہت سی کامیابیاں سمیٹ سکتی ہے۔ اس کی وجہ سے جن لوگوں کے دینی اعتقادات کمزور ہوتے ہیں وہ اپنی جگہے پر حواس باختہ اور احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں اور مغربی ثقافت سے مرعوب ہو کر ان کے مادی اقدار کو قدر کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں۔

۲۔ نمونہ (رول ماڈل) بنانا:

ناظرین کو اسلامی اقدار کی طرف جذب کرنے اور ان میں اسلامی ثقافت کی احیاء اور اس کے تحفظ کے لئے ذرائع ابلاغ کا ایک اہم اور منفرد کردار یہ ہے کہ لوگوں کو اسلامی قدروں کے مطابق رول ماڈلز اور سٹارز دے۔ عمومی طور پر ٹی وی فلموں اور ڈراموں میں جو ہیرو کا کردار ہوتا ہے وہ ایک جاذب شخصیت کا مالک ہوتا ہے۔ جس کے گرد پوری کہانی گھومتی ہے۔ ناظرین اس سے ایک مخصوص قسم کی ہمدردی اور طرفداری رکھتے ہیں۔ وہ اس ساری کہانی میں خود کو اس ہیرو کے جگہے پر رکھ کر کہانی دیکھتے ہیں۔ بعض اوقات لوگ اس ہیرو سے اس حد تک متاثر ہوتے ہیں

کہ خود اس کی نقل کرنے یا اس کی خصوصیات اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ درحقیقت یہی چیز ان کی شخصیت میں اثرانداز ہوتی ہے۔ ناظرین اسے اپنا رول ماڈل بنالیتے ہیں۔ وہ چاہتے نہ چاہتے اس ہیرو کے چلنے کا انداز، بولنے کا انداز اور اس کے لباس کا انداز وغیرہ اپنانے میں اس کی تقلید کرتے ہیں۔ بطور مثال ایک بدصورت آرٹسٹ کو کہانی میں ایسا کردار دیا جائے جس سے حجاب اور اسلامی لباس کے بارے میں کوئی منفی پیغام جاتا ہو، لیکن ایک خوبصورت اور مشہور آرٹسٹ کو ایسا کردار دیا جائے جس سے اسلامی لباس کے بارے میں مثبت پیغام جاتا ہو اور وہ اسے بھرپور انداز میں ادا کرے۔

پس اسلامی لباس کی ترویج و تبلیغ کے لئے ذرائع ابلاغ کو ایسی فلمیں اور ڈرامے بنانے چاہیے کہ جن میں معروف اور لوگوں کے پسندیدہ افراد کو اسلامی لباس میں ہیرو کا کردار دیا جائے اور وہ اسے بھرپور انداز میں ادا کرے۔ جو خوبصورت اور مشہور ہیرو ہوگا، لوگ اس کے لباس اور اس کے مختلف انداز کی نقل کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔ اس کی دیکھا دیکھی دوسرے آرٹسٹ اور باقی سارے لوگ اس کی تقلید کرتے ہوئے اسی قسم کا لباس پہنتے نظر آئیں گے۔ یوں ایک قسم کا لباس معاشرے میں رواج پائے گا۔

۳۔ ذرائع ابلاغ میں اسلامی اور ملکی ثقافت کی تشہیر:

اسلامی لباس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ذرائع ابلاغ میں غیر اسلامی اور مغربی روایات اور ثقافت کے بجائے زیادہ سے زیادہ ملکی اور اسلامی ثقافت کی تشہیر کریں مختلف اسلامی ممالک میں اسلامی لباس کی رعایت کرنے والے معاشروں کے بارے میں معلومات لوگوں تک پہنچائیں۔ مختلف طریقوں سے اسلامی ثقافت کی خوبصورتی کو پیش کریں مغربی ثقافت سے متاثر ہو کر ان کی نقلیں اتارنے کے بجائے اپنے ملک کی ثقافت اور اسلامی لباس سے موزوں مختلف ماڈل کے لباس بنا کر ٹیلی ویژن سے اسے تشہیر دیں تاکہ لوگ مغرب کے ایجاد کردہ تنگ اور کوتاہ لباس کے بجائے اپنے ملک و قوم کی ثقافتی لباس میں رہنے کو زیادہ آرام دہ سمجھنے لگیں۔

۴۔ اسلامی لباس کی ہر جگہ پذیرائی

ذرائع ابلاغ میں جتنے پروگرام اور ڈرامے وغیرہ دکھائے جاتے ہیں ان میں لوگوں کو یہ بات سمجھانے کی کوشش کی جائے کہ ہر وقت اور ہر جگہے پر اسلامی لباس کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے۔ ہمارے معاشرے میں بعض اوقات دیکھنے کو ملتا ہے کہ جب اذان ہوتی ہے یا اسی طرح مسجد میں پہنچتی ہیں یا کسی قبرستان کے نزدیک پہنچتی ہیں تو خواتین اپنے سر پر چادر رکھتی ہیں۔ اسی طرح ڈراموں میں عام طور پر یہی دکھایا جاتا ہے کہ نماز پڑھتے وقت خاتون

چادر لیتی ہیں نماز ختم ہوتے ہی چادر بھی سر سے اٹھ جاتی ہے۔ اس سے لوگ یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ شاید انہی مخصوص اوقات اور مخصوص جگہوں پر ہی چادر لینی چاہیے۔ اس سے اسلامی لباس کا حقیقی تصور بدل جاتا ہے۔ لہذا ذرائع ابلاغ کو چاہیے کہ اپنے پروگراموں میں یہ بات لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کرے کہ اسلامی لباس فقط مخصوص اوقات اور مخصوص جگہوں کے ساتھ مختص نہیں بلکہ ہر حال میں اس کا خیال رکھنا چاہیے۔

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل طریقے اسلامی لباس کی اہمیت اور ضرورت کو اجاگر کرنے کے لیے مفید ہو سکتے ہیں:

۱۔ اسلامی لباس سے ہم آہنگ جدید ماڈل اور فیشن لباس متعارف کرائیں۔

۲۔ بچوں کے پروگراموں میں اسلامی لباس کو دلچسپ انداز میں پیش کریں۔

۳۔ لوگوں میں اپنی خواتین کے لباس کے بارے مسولیت اور ذمہ داری کا احساس کو تقویت دینا۔

۴۔ مغربی اور غیر اسلامی لباس کی تحقیر اور ان کی تقلید کرنے سے لوگوں کو منع کریں۔

۵۔ اسلامی لباس کی ترویج

اسلامی لباس کو فروغ دینے کے لیے ذرائع ابلاغ کا ایک اہم کردار یہ ہے کہ مختلف پروگراموں میں اسلامی لباس کو ترویج دے۔ خاص کر جو پروگرامز لوگ روزانہ یا زیادہ تر دیکھتے ہیں ان میں شریک ہونے والے لوگوں کے ذریعے اسلامی لباس کی ترویج دی جا سکتی ہے۔ مثلاً خبر نامے اور کمرشل اشتہارات میں آنے والے افراد کو اسلامی لباس میں لائیں جسے دیکھ کر دوسرے لوگ اسلامی لباس کی طرف راغب ہوں۔ البتہ خیال رہے کہ اسلامی لباس کے نام پر لوگوں کو ایسی شکل میں نہ لائِں کہ دیکھنے والے منفر د ہوں یا نہایت ناپسندیدگی کا اظہار کریں۔ مثلاً بعض ممالک میں خبریں پڑھنے والی خواتین لو اس طرح برقعے میں بند کر کے لایا جاتا ہے جسے دیکھ کر عام لوگ اسے عورت پر بے جا پابندی اور سختی کرنے کا نتیجہ لیتے ہیں۔ اس طرح لوگ سمجھتے حجاب ایک لحاظ سے عورت پر ظلم ہے۔ اس کے مقابلے میں بعض کمرشل اشتہارات میں عورتوں کو انتہائی تنگ اور نامناسب لباس میں پیش کیا جاتا ہے اور ایسی خواتین کو خوشحال اور مہذب خواتین کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ جس سے عوام الناس کی زندگی میں لباس کے حوالے سے منفی اثرات پڑتے ہیں۔

لہذا ٹیلی ویژن میں خبریں پڑھنے اور دیگر فیملی کے ساتھ بیٹھ کر دیکھے جانے والے پروگراموں میں لوگوں کو مناسب اسلامی لباس پہنا کر لائیں اور اسے باعزت اور باوقار لوگوں کا لباس کے طور پر تشہیر کریں۔ اس طرح لوگوں کی نگاہ میں اسلامی لباس ترویج دی جاسکتی ہے۔

مثلاً ہمارے ملک میں بعض ٹی وی چینلز میں آنے والی خواتین مناسب لباس میں آتی ہیں۔ زیادہ تر مذہبی چینلز میں پروگرام کرنے والی خواتین عموماً اسلامی لباس کے ساتھ ہوتی ہیں۔ جیسے پیغام ٹی وی چینل میں "جیو پاک زندگی" کے نام سے جو پروگرام چلتا ہے جس میں خواتین مکمل پردے میں ہوتی ہے۔ اسی طرح ARY، QTV میں شان معراج جیسے پروگرام میں بھی عموماً خواتین کو اسلامی لباس میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اسی طرح ہادی ٹی وی چینل میں بھی خواتین کے مختلف پروگرامز ہوتے ہیں جن میں خواتین کو اسلامی لباس میں دیکھا جاسکتا ہے۔

پاکستان کے معروف ٹی وی چینلوں میں سچ ٹی وی میں خواتین اسلامی لباس کا خیال رکھتے ہوئے خبریں بھی پڑھتی ہیں اور دیگر مختلف پروگرامز بھی اسلامی لباس میں رہ کر میزبانی کرتی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ معروف پاکستان ٹلی ویژن چینلز میں بھی ایسے مقبول پروگرامز کیئے جائیں جس میں شرکت کرنے والے اسلامی لباس کا خاص خیال رکھیں اور اسی موضوع پر خصوصی پروگرامز نشر کئے جائیں۔

۶۔ اسلامی لباس کا خیال رکھنے والی خواتین سے انٹرویو:

ہر معاشرے میں عوام کی اکثریت اپنے زمانے میں کسی شعبے پر کامیابی حاصل کرنے والے لوگوں سے متاثر ہوتی ہے ایسے لوگوں کو خاص احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسلامی لباس کی ترویج کرنے کے لیے ایک طریقہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ معاشرے میں کسی شعبے پر نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی باحجاب عورتوں کو مختلف پروگراموں میں بلایا جائے۔ ان سے انٹرویو لیا جائے، ان کے ساتھ مختلف موضوعات پر گفتگو کی جائے پھر اسے ٹیلی ویژن اور دیگر ذرائع پر زیادہ سے زیادہ نشر کیا جائے۔ اس سے لوگوں کے لیے باور کرنے میں آسانی ہوگی کہ حجاب اور اسلامی لباس کی رعایت کرنے سے انسان کی کامیابی کے سفر میں کوئی رکاوٹ نہیں آتی۔ بلکہ اسلامی لباس انسان کو زیادہ تحفظ فراہم کر سکتا ہے۔[1]

۱۔ حجاب ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں (کالم)، قرعہ افصل، سماجی مضامین، اردو پوائنٹ، ۱۰ اپریل ۲۰۱۹

آغاز اسلام سے ہی خواتین اپنی حدود و قیود میں رہتی ہوئی مردوں کے شانہ بشانہ کھڑی رہی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی صحابیات رضی اللہ عنہا غزوات میں اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں۔ اس حوالے سے حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔[۱] حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں خواتین کو پارلیمنٹ کی رکنیت ملتی تھی۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں روم میں خواتین سفیر مقرر تھیں۔[۲] کچھ پاکستانی خواتین نے مختلف شعبوں میں اسلامی لباس کا خیال رکھتے ہوئے اچھا نام کمایا ہے۔ مثلاً ۲۶ مارچ ۲۰۱۹ کے اخبارات میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے کہ فیصل آباد سے تعلق رکھنے والی طالبہ ڈاکٹر روبینا اسلم نے پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد سے مختلف سبجیکٹ میں ایک ہی ساتھ اٹھارہ گولڈ میڈلز جیت کر ایک تاریخ رقم کی ہے یہ ایک غیر معمولی کامیابی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ پردے میں رہنے سے خواتین محدود رہتی ہیں، تعلیمی ترقی سے پیچھے رہتی ہیں، درست نہیں ہے۔ لہذا ایسی خواتین کی کارکردگی کو معاشرے میں ذرائع ابلاغ کے ذریعے کوریج دے کر اسلامی حجاب اور پردے کی اہمیت کو اجاگر کیا جا سکتا ہے۔[۳]

جنرل ضیاء الحق کے دور میں میڈیا پر لباس کے حوالے سے اصلاحات

فوجی حکمران جنرل ضیاء الحق نے جب اقتدار سنبھالا تو معاشرے کو اسلامائز کرنے کے کئے اصلاحات کا آغاز کیا۔ پاکستان ٹیلی ویژن جو اس دور کا سب سے مقبول اور واحد قومی چینل تھا جنرل ضیاء الحق نے ٹی وی سکرین پر اسلامی اصولوں کے مطابق پروگرام نشر کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس حوالے سے انہوں نے ڈراموں اور فلموں کے سکرپٹ رائٹرز کو ہدایات دی کہ ڈرامے اور فلمیں معاشرتی مسائل پر لکھے جائیں اور اس میں کسی بھی طرح مرد و خواتین کے آپس میں میل جول کی کہانی شامل نہ کریں۔[۴] ایک اسلامی سکالر کو ٹی وی پر درس قرآن و حدیث کے لئے مقرر کیا گیا۔[۵]

۱۔ نساء حول الرسول ﷺ، احمد الجدع، دار البشیر للثقافۃ والعلوم مصر، طبع الثانیہ، ۱۹۹۳ء، ص ۱۱۹

۲۔ فقہ النساء: تقویٰ بہترین لباس ہے، لبنیٰ مشتاق، ماہنامہ دختران اسلام لاہور، اکتوبر ۲۰۱۸، ص ۲۸

۳۔ روزنامہ ایکسپریس (فیصل آباد)، ۲۱ مارچ ۲۰۹، ص ۱

4. Impact of Islamization on PTV during Zia Era, Dr. Abdul Razzaq Shahid, Shehzad Qaiser, Uloom e Islamiya (research Journal), Edition 2014, Valume 19, Page 27

5 . https://www.dawn.com/news/786019

ذرائع ابلاغ پر نیوز کاسٹ کرنے والے تمام افراد کے لئے صدارتی احکامات جاری ہوئے کہ وہ اپنا لباس با حجاب اور سادہ رکھیں۔ خواتین کے لئے اپنے پروگرام اور نیوز کاسٹینگ کے دوران دوپٹہ لینا لازمی قرار دیا گیا[1]۔ ضیاء دور کی مشہور نیوز کاسٹر محترمہ ماہپارہ صفدر جو آج کل اپنے یوٹیوب چینل پر تجزیاتی پروگرام کرتی ہیں، ان احکامات کے بارے میں کہتی ہیں:

> "جنرل ضیاء الحق کی طرف سے سب سے پہلے لباس اور اس کے وضع قطع کے بارے میں احکامات جاری ہوئے جس میں ٹی وی اینکرز نیوز کاسٹرز اور پروگراموں کی میزبانوں کے لئے مکمل ڈھکے ہوئے سادہ لباس کے ساتھ سر پر دوپٹہ اوڑھنا لازمی قرار پایا۔ اس حکم نامہ کی پہلی شکار مہتاب چنہ ہوئی جس نے احکامات ماننے سے انکار کیا تھا"[2]

مہتاب اکبر (راشدی) اس دور میں پاکستان ٹیلی ویژن پر ایک مقبول پروگرام "اپنی بات" کیا کرتی تھیں جس میں وہ ناظرین کے خطوط پڑھ کر ان کا جواب دیا کرتی تھیں۔ وہ بغیر دوپٹہ ساڑھی میں پروگرام کیا کرتی تھیں۔ جنرل ضیاء الحق نے ذرائع ابلاغ پر پہلے دوپٹہ لازمی قرار دیا اور پھر ساڑھی پہننے پر بھی پابندی عائد کر دی۔ مہتاب اکبر راشدی نے یہ کہہ کر حکم نامہ ماننے سے انکار کیا کہ بہت ساری خواتین سرکاری وغیر سرکاری اداروں میں ساڑھیوں میں اور بغیر حجاب آکر کام کرتی ہیں صرف ان پر پابندی قابل قبول نہیں ہے۔ ان کے مطابق اگر آج اس بات پر آج Compromise کرلی تو کل بھی کرنی پڑے گی۔[3]

مہتاب اکبر راشدی نے سرکاری احکامات ماننے سے انکار کر دیا تو اس دور کے سیکریٹری انفارمیشن جنرل مجیب الرحمن نے کہا کہ اگر آپ دوپٹہ سر پر نہیں لے سکتیں تو آئندہ ٹی وی پر مت آئیں۔[4] یوں انہیں پی ٹی پروگرام سے فارغ کیا گیا۔

ماہپارہ صفدر کہتی ہیں:

---

1. Albasirah (Research Journal), Islamization under General Zia Al-Haq's Regime (1977-1988), Dr. Fazal Rabbi, Edition2017, Vol.6, No.2 , Page 31
2 -https://www.youtube.com/watch?v=UNr1ieNFmhw&feature=youtu.be
3 - https://jang.com.pk/thenews/apr2009-weekly/nos-12-04-2009/spr.htm
4 - https://jang.com.pk/thenews/apr2009-weekly/nos-12-04-2009/spr.htm

"جنرل ضیاء الحق جب اسلام آباد میں ہوتے تو خبرنامہ دیکھنا ان کے اہم معمولات میں سے ہوتا۔ خبرنامہ کی مکمل ریکارڈینگ آرمی ہاؤس جایا کرتی تھیں۔ چند دنوں بعد یہ حکم نامہ بھی جاری ہوا کہ خواتین ٹی وی اسکرین پر میک اپ کے بغیر سادگی کے ساتھ آئے۔ اس حکم نامہ کو نجی اخبارات نے بہت اچھالا لہذا چند ہفتوں بعد یہ حکم نامہ واپس لیا گیا۔"[1]

جنرل ضیاء الحق نے اپنے دور اقتدار میں ٹی وی سکرین پر خواتین کو مشرقی ملبوسات کا پابند کیا اور اس کے مثبت اثرات اس طرح مرتب ہوئے کہ خواتین بھی دوپٹہ اور مشرقی لباس کو اہمیت دینے لگیں۔ لیکن بدقسمتی سے بعد میں آنے والے حکمرانوں نے ان تمام اقدامات کو ختم کرکے مغربیت پرستی کو فروغ دیا۔[2]

اگر حکومت ذرائع ابلاغ کے ذریعے مشرقی لباس کو اجاگر کرے تو اس کا مثبت اثر معاشرے پر مرتب ہو سکتا ہے۔ لوگ قمیض شلوار اور دوپٹہ کو فرسودہ نظام کا حصہ سمجھنے کی بجائے اپنے اقدار و روایات کا حصہ سمجھیں گے۔

1 -https://www.youtube.com/watch?v=UNr1ieNFmhw&feature=youtu.be
2. Uloom e Islamiya (research Journal), Impact of Islamization on PTV during Zia Era, Dr. Abdul Razzaq Shahid, Shehzad Qaiser, , Edition 2014, Valume 19, Page 27

فصل سوم: دستور پاکستان میں موجود اسلامی دفعات اور پیمرا کے ضابطہ اخلاق کے نفاذ کے ذریعے

فصل سوم:

دستور پاکستان میں موجود اسلامی دفعات اور پیمرا کے ضابطہ اخلاق کے نفاذ کے ذریعے

ریاست پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر اور لا الہ الہ اللہ کے عنوان کے تحت آزاد ہوا۔ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ اور تحریک پاکستان کے دیگر رہنماؤں نے ضرورت محسوس کی کہ ایک ہندو اکثریتی معاشرے میں مسلمانوں کے مذہبی اقدار اور آبائی روایات کی حفاظت کرنا مشکل ہو تا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کی شناخت ختم کی جا رہی ہے اور انہیں زبردستی ہندو رسومات کے پابند کئے جا رہے ہیں۔

ایسے میں قائد اعظمؒ نے تاریخ ساز "دو قومی نظریہ" پیش کیا۔

دو قومی نظریہ ہی در اصل نظریہ پاکستان تھی۔ یہ صرف دو زبانوں "ہندی" اور "اردو" کا نظریہ نہ تھا بلکہ "قل یا ایها الکافرون لا اعبد ماتعبدون ولا انتم عابدون ما اعبد" کی عملی تفسیر تھی۔

برطانوی اخبار ڈیلی ہیرالڈ سے گفتگو کرتے ہوئے قائد اعظم نے دو قومی نظریے کی اس طرح وضاحت کر دی:

> "مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان خلیج اس قدر وسیع ہے کہ کبھی بھی علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔ کیا آپ ان دونوں کو ایک چھت کے نیچے اکھٹا کر سکتے ہیں جو ایک چھت کے نیچے ساتھ کھانا کھانے کو تیار نہیں؟ ہندو گائے کی عبادت کرنا چاہتا ہے اور مسلم گائے کو کھانا چاہتا ہے۔ پھر مصالحت کس طرح ہو سکتی ہے؟"[1]

اس نظریہ کے تحت مسلمانوں نے جدوجہد کی اور بالآخر 14 اگست 1947 بمطابق ۲۷ رمضان المبارک کو دنیا کے نقشے پر "اسلامی جمہوریہ پاکستان" معرض وجود میں آیا جہاں مسلمان بآسانی اپنے مذہبی اقدار و روایات کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

---

1 Daily Herald of London, 14 aug 1924

جب اس مملکت کی قانون سازی کا مرحلہ آیا تو علمائے کرام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس کے آئین اور دستورات کو عین اسلامی بنانے کی بھرپور کوشش کی گئی۔ اسی سلسلے میں 21,22,23 جنوری 1952 کو سید سلیمان ندوی کی سربراہی میں تمام مکاتب فکر کے علماء نے متحد ہو کر دستور پاکستان کی بنیاد فراہم کیں اور اس میں اسلامی دفعات شامل کئے جو "22 اسلامی نکات" کے نام سے مشہور ہوا، ان نکات کو آئین پاکستان کا حصہ بنایا گیا۔

موجودہ دستور پاکستان ۱۹۷۳ء کی تمہید کا آغاز ہی اسی اسلامی نکتے سے ہوتا ہے کہ:

"اس کائنات عالم کا حاکم مطلق اللہ تعالیٰ کی ذات بلا شرکت غیرے ہے، اور جمہور پاکستان کو اللہ کی مقرر کردہ حدود و قیود کے اندر جو اختیار حاصل ہو گا، وہ اس کی ایک مقدس امانت ہے"[۱]

اس تمہید کے بعد ملک کے تمام تر قوانین کو شرعی حدود سے باہر نہیں بنائے جاسکتے۔ حاکم اعلیٰ کی عطا کردہ اختیار کو بطور امانت اسی کی خوشنودی کے لئے استعمال کرنا ضروری ہے۔

دستور پاکستان میں اسلامی اقدار و روایات اور قرآن و سنت کی تعلیمات کی نشر و اشاعت کے دفعات بھی شامل ہیں لیکن بدقسمتی سے ان دفعات پر عمل درآمد کا سلسلہ روز بروز کم ہو رہا ہے۔

ہمارے ذرائع ابلاغ نے پاکستانی معاشرے کو جس راستے پر چلایا ہے وہ راستہ جہاں اسلامی اقدار سے متصادم ہے وہیں قوانین پاکستان میں موجود اسلامی دفعات کا بھی منافی ہے۔

دستور پاکستان کے آرٹیکل 31(ا) میں اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ:

"پاکستان کے مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی اسلام کے بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے عین مطابق کرنے کے لئے ایسے اقدامات اٹھائے جائیں گے جن سے وہ قرآن پاک اور سنت مطہرہ کے مطابق زندگی گزارنے کا مطلب سمجھ سکیں۔"[۲]

دستور پاکستان جن اسلامی بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے عین مطابق زندگی گزارنے کے لئے سہولیات فراہم کرنے کی ہدایت دیتا ہے ہمارے ذرائع ابلاغ اس کے عین برخلاف اسلامی اساسی تصورات سے

۱۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، تمہید۔ ترمیم شدہ ۲۸ فروری ۲۰۱۲، قومی اسمبلی پاکستان، ص:۱

۲۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، تمہید۔ ترمیم شدہ ۲۸ فروری ۲۰۱۲، قومی اسمبلی پاکستان، ص:۱۷

لوگوں کو دور کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ اسی طرح ایسی سہولیات مہیا کرنے کی کوششیں کرتے ہیں جن کی مدد سے قرآن وحدیث کی تعلیمات سے دور ہو جائیں۔

اسی طرح آرٹیکل 31(۲)(الف) میں درج ہے:

"مملکت پاکستان کے مسلمانوں کے لئے قرآن پاک اور اسلامیات کی تعلیم کو لازمی قرار دینے کے لئے کوشش کرے گی۔"[1]

قرآن اور اسلامیات کی تعلیم سے مسلمان اسلام کے ذرین اصولوں سے آگاہ ہوتے ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہو کر ایک مثبت معاشرے کی طرف گامزن ہوں گے۔ ہمارے میڈیا نے ان سنہری اصولوں کو لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ کر دیا ہے۔

پہلے لوگوں کے دن کی ابتداء نماز و تلاوت قرآن سے ہوتی تھی۔ ایک دوسرے کو سلام کر کے گھر سے نکلتے تھے۔ عورتیں گھر کے اندر اور گھر کے باہر اپنے لباس کا خیال کرتی تھیں۔ باریک اور تنگ ملبوسات میں شرم و حیاء محسوس کرتی تھیں۔ اب یہ ساری باتیں قصہ پارینہ بن چکی ہیں دن کا آغاز ہی آدھے دن سے ہوتا ہے مرد عورت سارے نت نئے کپڑے پہن کر دفاتر نکلتے ہیں ایک دوسرے کو سلام کی جگہ ہائے اور بائے کر کے نکل جاتے ہیں۔

ایک اسلامی ریاست میں ٹیلی ویژن پر صبح سویرے قرآن و تفاسیر کے دروس کی بجائے مارننگ شوز میں موسیقی رقص اور فیشن ڈیزائننگ پر گھنٹوں پروگرامز ہوتے ہیں۔ جن میں آنے والی خواتین فحش ملبوسات میں ملبس ہوتی ہیں۔ گویا آئین پاکستان کے مذکورہ شق کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں۔

آئین پاکستان کے دفعہ 31(ب) میں بھی اخلاقی حدود کی پابندی کو فروغ دینے کا حکم یوں درج ہے:

"مملکت اتحاد اور اسلامی اخلاقی معیاروں کی پابندی کو فروغ دینے کی کوشش کرے گی"[2]

جبکہ پاکستانی ذرائع ابلاغ میں اخلاقی حدود کی پاسداری نظر نہیں آتی۔ ذرائع ابلاغ کے کسی بھی شعبے میں اخلاقی اقدار کا تحفظ نہیں ہے۔ موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ جن اصولوں پر عمل پیرا ہیں وہ اخلاقی اصولوں سے متصادم ہیں۔

۱۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، تمہید۔ ترمیم شدہ ۲۸ فروری ۲۰۱۲، قومی اسمبلی پاکستان، ص:۱۷

۲۔ حوالہ سابق

آئین پاکستان نے اخلاق باختہ، فحش لٹریچر اور اشتہارات کے روک تھام کو قانونی حصہ قرار دیا ہے۔ اس حوالے سے ارٹیکل 37(ز) میں یوں درج ہے:

"مملکت جسم فروشی، جوا اور مضر ادویات کے استعمال، فحش لٹریچر اور اشتہارات کی چھاپ، نشر و اشاعت اور نمود و نمائش پر پابندی لگائے گی"[۱]

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہمارے ذرائع ابلاغ ان دستوروں پر عمل پیرا ہیں؟

کیا فحش لٹریچر کی نشرو اشاعت اور طباعت نہیں کی جاتی؟

کیا موبائل سے لیکر کولڈ ڈرنک اور شیمپو سے لیکر کریم تک کے اشتہارات میں ناچ گانے، نامکمل ملبوسات اور فحش مواد کا استعمال نہیں کئے جاتے؟

کیا ڈراموں میں غیر اخلاقی زبان اور غیر ساتر لباس کا استعمال نہیں ہوتا؟ کیا مارنینگ شوز اور ایوینینگ شوز میں مرد و کواتین مخلوط رقص نہیں کرتے؟ نامحرم ایک دوسرے سے گلے نہیں ملتے؟ کیا شوبز کے ایوارڈ شوز اخلاق باختہ مواد و ملبوسات پر مشتمل نہیں ہوتے؟ کیا یہ سب پورے ملک کے سامنے نہیں ہوتے؟

مقالہ نگار کے مشاہدات[۲] کی روشنی میں ان تمام سوالوں کے جواب "ہاں" میں ملتے ہیں۔ ہمارا میڈیا فحش مواد، فحش اشتہارات اور فحش ادب کو فروغ دینے میں کوئی کسر نہیں چھورتا۔

مندرجہ بالا دفعات کے علاوہ دستور پاکستان میں ایک حصہ "اسلامی احکام" کے نام سے مندرج ہے۔ جس کا پہلا دفعہ یوں ہے:

"تمام موجودہ قوانین کو قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا، جن کا اس حصے میں بطور اسلامی احکام حوالہ دیا گیا ہے، ایسا کوئی قانون وضع ہی نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو"۔[۳]

۱۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، تمہید، ص۱۸۔ ترمیم شدہ ۲۸ فروری ۲۰۱۲، قومی اسمبلی پاکستان

۲۔ مقالہ ہذا، باب دوم، فصل دوم، ص۱۰۷

۳۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، حصہ نہم، اسلامی احکام، آرٹیکل 227(ا)۔ ترمیم شدہ ۲۸ فروری ۲۰۱۲، قومی اسمبلی پاکستان

آئین پاکستان نے اسلامی قوانین کی پاسداری کے لئے ۲۲ ممبر ز پر مشتمل ایک آئینی ادارہ "اسلامی نظریاتی کونسل" تشکیل دی جس میں مختلف مکاتب فکر کے علمائے کرام کی نمائندگی موجود ہوتی ہے۔ دستور پاکستان میں موجود کسی بھی اسلامی شق کو حذف کرنے یا اس میں کوئی اسلامی دفعہ کے اضافہ سے قبل یہ اسلامی نظریاتی کونسل کے پاس چلا جاتا ہے یہ ادارہ تمام اسلامی پہلوؤں کا جائزہ لے کر مقننہ کے حوالے کرتا ہے پھر اسے قانونی حیثیت مل جاتی ہے۔

لہذا دستور پاکستان میں موجود شقیں جن میں قرآن وسنت کی تعلیمات کی نشر واشاعت کی کوششوں کا ذکر ہے ان کو باقاعدہ نافذ کر کے معاشرے کو درست سمٹ میں گامزن کیا جا سکتا ہے۔

ذرائع ابلاغ نے لباس کے اندر جو خرابیاں رونما کی ہیں جس طرح عورتوں سر پر دوپٹہ رکھنا قصہ پارینا بن چکا، اب تو بازاروں، مارکیٹوں، تعلیمی اداروں اور شادیوں میں لباس کی جو زبوں حالی ہے اس کا تدارک آئین پاکستان کے مذکورہ دفعات کو سنجیدگی سے نافذ العمل کر کے ہی ممکن ہے۔ ریاست پیمرا کے ضابطہ اخلاق میں ان دفعات کی روشنی میں تبدیلیاں لائیں تا کہ ذرائع ابلاغ اخلاقی و شرعی حدود کو پامال نہ کر سکے۔

پیمرا کا ضابطہ اخلاق اور ملبوسات کی خرابیوں کا تدارک:

پاکستان نے 26نومبر 1964 کو پاکستان ٹیلی ویژن کی نشریات کا باغاعدہ آغاز کر کے الیکٹرانک دنیا میں قدم رکھا۔ ریاست پاکستان نے ذرائع ابلاغ کی بہتری اور اصول وضوابط مرتب کرنے کے لیے ۲۰۰۰ء میں جنرل پرویز مشرف کے دور میں ایک ادارہ تشکیل دیا جیسے "پیمرا"[۱] کا نام دیا۔ دستور پاکستان کے آرٹیکل ۱۹ (الف) بنیادی حقوق کے ضمن میں آئین پاکستان نے پیمرا کو یہ اختیارات دیئے کہ وہ ذرائع ابلاغ پر معلومات تعلیم اور تفریحی پروگرامز کے معیار کو بڑھائے۔ لوگوں تک خبریں معلومات عامہ مذہبی تعلیمات، آرٹ اور کلچر وغیرہ کے انتخابات کے لیے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرے۔

اسی طرح پیمرا تمام پرائیوٹ نشریاتی اداروں جو پاکستان میں آپریٹ ہوتے ہیں، سب کو ریگولائز اور سہولیات دینے کا پابند ہے۔ تمام ٹی وی چینلز، ایف ایم، کیبل نیٹ ورکس پیمرا کی زیر نگرانی ہی کام کر سکتے ہیں۔

۱۔ *پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی

اس ضمن میں پیمرا نے آرڈنین ۲۰۰۲ء جاری کیا پھر ۲۰۰۹ء میں ذرائع ابلاغ کے لیے ضابطہ بھی جاری کیا۔ پیمرا مجریہ ۲۰۰۹ء کا جدول (الف) نشریاتی جو ذرائع ابلاغ اور کیبل آپریٹرز کے لیے ضابطہ اخلاق پر مشتمل ہے۔

اس ضابطہ اخلاق میں دیگر قواعد و ضوابط کی طرح ملبوسات کے حوالے سے بھی عمومی ضوابط موجود ہے۔ جیسے جدول الف قاعدہ نمبر ا (ب) میں درج ہے کہ:

"کوئی چینل ایسا پروگرام نشر نہیں کرے گا جس میں کوئی عریان فحش یا غیر شائستہ مواد ہو یا جس سے عوام کے اخلاقیات / جذبات مجروح ہونے، ان میں بگاڑ پیدا ہونے یا ان میں بد چلنی پیدا ہونے کا خدشہ ہو۔"[1]

اس قاعدہ کے تحت ٹی وی چینلز پابند ہیں کہ کوئی ایسا مواد نشر نہ کرے جس سے عوامی جذبات مجروح ہوتے ہوں۔

مقالہ نگار نے بیسیوں ڈرامے، مارننگ شوز، شوبز شوز ایسے مشاہدہ کئے ہیں جن میں خواتین کے ملبوسات اس قدر غیر سلیقہ مندانہ ہیں کہ کسی بھی اسلامی سلطنت میں ایسے ملبوسات میں دکھانے اور دیکھے جانے کے قابل نہیں ہیں۔ کوئی لباس کی کمی کے شکار ہیں تو کوئی تنگ ملبوسات میں، کوئی فیشن کے نام پر ایسے ملبوسات پہن رکھے ہیں جن کا پہننا نہ پہننے سے زیادہ عریاں لگتی ہیں۔

یہ سارے مواد اور پروگرام پاکستان ذرائع ابلاغ پر نشر ہوتے ہیں جو پیمرا کے قواعد کے بالکل خلاف ہے۔ ٹی وی چینلز پر ٹی آر پی[2] بڑھانے کے لئے خواتین خبر نگاروں کے بال بھی کم کروائے جاتے ہیں۔

ٹی وی چینلز اپنی ٹی آر پی بڑھانے کے لیے عوامی جذبات کا بھرپور استعمال کرتے ہیں۔ شیطان فکر بھی یہی کہ شیطان انسان کو اسے جذبات اور احساسات کے ذریعے بہکتا ہے۔ شیطان ایسی چیزیں دیکھتا ہے جو اس کا نفس دیکھنا چاہتا ہے۔ پھر سادہ لوح عوام نفس کی پیروی میں اسی کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ پاکستانی میڈیا بھی شیطانی ذرائع ابلاغ کا آلہ کار بن چکے ہیں ایک اسلامی ریاست میں خواتین کو کم کپڑوں اور بیہودہ ملبوسات میں کروڑوں لوگوں کے سامنے نیلام کرنا اسلامی تعلیمات سے دور ہونے کا نتیجہ ہے۔

۱۔ ضابطہ اخلاق پروگرام، پیمرا قواعد، مجریہ ۲۰۰۹ء، ص ۱۴

۲۔ *ٹیلی ویژن ریٹنگ پوائنٹ

پیمرا کے قاعدہ نمبر ۱ (ط) میں بھی اس ضابط کو یوں درج کیا گیا ہے کہ:

"کوئی ایسا پروگرام نشر نہیں کیا جائے گا جو بنیادی، ثقافتی اقدار اور اخلاقیات اور شائستہ اطوار کے خلاف ہو۔"[1]

پاکستانی ذرائع ابلاغ اب مغربی ثقافت کے زیر اثر چلے گئے ہیں۔ قمیص شلوار، دوپٹہ کی ثقافت کی ترویج کم اور خواتین کو بینٹ شرٹ اور بین الاقوامی برانڈز کی مصنوعات میں زیادہ دیکھاتے ہیں۔ پینٹ شرٹ اور امپارٹڈ ملبوسات پہننے والے کو معزز شہری اور قمیص شلوار کو تیسرے درجے کے شہری کے طور پر دکھائے جاتے ہیں۔

مقالہ نگار نے باب دوم کے فصل سوم مشاہدات میں "باغی" ذرامہ کا ذکر کیا ہے اس میں موجود اداکارہ "صبا قمر" کو پہلے گاوں میں قمیص شلوار اور دوپٹہ میں دکھائی جاتی ہے پھر وہ شہر کا رخ کرتی ہے اور اچھے پوزیشن پر براجمان ہو کر پینٹ شرٹ اور تنگ ملبوسات پہنتی ہے۔ یعنی قوم کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ خواتین ترقی کرنے کے بعد مغربی ملبوسات کا انتخاب کرتی ہیں۔ جبکہ یہ دراصل مغربی افکار کی غلامی کی عکاسی کرتا ہے۔

اسی قاعدہ نمبر ۱ کے شق (ع) میں یہ ضابطہ درج ہے کہ:

"کوئی ایسا پروگرام نشر نہیں کیا جائے گا جو ایسے مواد پر مشتمل ہو جو نظریہ پاکستان اور اسلامی اقدار کے خلاف ہو۔"[2]

نظریہ پاکستان "لا إله إلا الله" اللہ کی حاکمیت اور اسی کی اطاعت ہی تو ہے۔ نظریہ پاکستان دراصل نظریہ اسلام ہے۔ دور حاضر میں ذرائع ابلاغ پر ہونے والے ناچ گانے، بے لباس کم لباسی، مخلوط محفلوں میں غیر اخلاقی مکالمے، اخلاق باختہ شوز، مرد کا خواتین سے گلے ملنا کیا یہ نظریہ پاکستان کے خلاف نہیں؟ پیمرا نے جس طرح پروگرام کے لیے قواعد بنائے ہیں اسی طرح اشتہارات کے لے بھی قواعد بنائے ہیں۔

اشتہارات قاعدہ نمبر ۲ (ب) میں درج ہے کہ:

۱۔ ضابطہ اخلاق پروگرام، پیمرا قواعد، مجریہ ۲۰۰۹ء، ص ۱۴

۲۔ ضابطہ اخلاق پروگرام، پیمرا قواعد، مجریہ ۲۰۰۹ء، ص ۱۵

"ایسے اشتہارات کی اجازت نہیں دی جائے گی جو دستور پاکستان کے کسی بھی احکام یافی الوقت نافذ العمل کسی بھی دوسرے قانون کے خلاف ہو۔"[۱]

پاکستانی ذرائع ابلاغ پر چلنے والے اشتہارات خصوصاً شمپو، کریم، موبائل وغیرہ کے اشتہارات میں خواتین کو بطور خاص کاسٹ کیا جاتا ہے۔ پھر ناچ گانا یا ان کے نسوانی اعضاء کو فوکس کیا جاتا ہے جو نہ صرف پیمرا کے قاعدہ برائے اشتہارات ۲(د)(ک) کے برخلاف ہے، دستور پاکستان کے باب نہم کے بھی منافی ہے۔

اشتہارات کے قاعدہ نمبر ۲(ک) کے مطابق:

"ایسا اشتہار چلانے کی اجازت نہ ہوگی جس میں غیر شائستہ بے ہودہ یا اشتعال انگیز موضوع رکھتا ہو۔"[۲]

پاکستانی ذرائع ابلاغ پر چلنے والے ۹۰ فیصد اشتہارات غیر شائستہ یا بیہودہ اور اشتعال انگیز مواد پر مشتمل ہوتا ہے۔ کچھ عرصہ قبل "Igloo" اور "جوش" کے اشتہارات چلتے تھے پیمرا نے عوامی شکایات پر اس پر پابندی عائد کی۔ جو ایک قابل تحسین اقدام ہے اسی طرح پیمرا کو چاہیئے کہ اپنے قوانین نفاذ میں کسی قسم کی کوئی رعایت نہ کرے۔ جو مواد اسلامی تعلیمات کے خلاف ہو یا جس سے معاشرے میں منفی سوچ پروان چڑھتا ہو ان پر پابندی عائد کرنی چاہیے اور ایسے قوانین بنائے جائیں جس میں بطور خاص پروگرام والے میزبانوں اور مہمانوں کے وضع قطع بہتر ہو۔

اس بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ آئین پاکستان اور پیمرا کے قوانین کی رو سے ذرائع ابلاغ اس بات کا پابند ہے کہ وہ اخلاق سے عاری، فحش مواد اور نظریہ پاکستان سے متصادم کسی بھی قسم کے پروگرام ٹی وی چینلز پر نشر نہ کرے۔ اسلامی اور مشرقی اقدار کی پاسداری کرے، اپنی ثقافت کا تحفظ کرے۔ اگر ٹی وی چینلز ان قوانین کی پاسداری نہیں کرتے ہیں تو پیمرا ان کے لائسنس منسوخ کرنا کا مجاز ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں فحاشی کی اشاعت، اخلاقی قدروں کی پامالی، آئین کے شقوں سے روگردانی، فحش پروگرامز اور اشتہارات کے فروغ پر کسی بھی میڈیا چینل کا لائسنس معطل نہیں ہوا۔ اگر حکومت پاکستان اس معاملے کو سنجیدگی سے نہ دیکھے تو میڈیا Progessive کے نام پر اس قدر ذہن سازی کرے گا کہ کچھ ہی عرصے بعد خواتین نیم عریان سرعام نکلنے کو عیب ہی تصور نہیں کیا جائے گا۔ حکومت کو چاہیئے کہ بے شک نئے ٹیکنالوجیز متعارف کرائے لیکن اسلامی نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کو بھی یقینی بنائے۔

۱۔ ضابطہ اخلاق اشتہارات، پیمرا قواعد، مجریہ ۲۰۰۹ء، ص ۱۵

۲۔ ضابطہ اخلاق اشتہارات، پیمرا قواعد، مجریہ ۲۰۰۹ء، ص ۱۶

فصل چہارم: والدین کا بچوں کی تعلیم و تربیت پر توجہ کے ذریعے

فصل چہارم:

والدین کا بچوں کی تعلیم و تربیت پر توجہ کے ذریعے

اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو لاتعداد نعمتوں سے نوازا ہے۔ اولاد اللہ کی ایک اہم نعمت ہے جو والدین کے لئے دینا اور آخرت دونوں میں سہارا بنتی ہے۔ اللہ تعالی نے دشمنان رسول اکرمؐ کو اس نعمت سے محروم رکھا اور فرمایا﴿ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ ٱلۡأَبۡتَرُ ﴾بے شک (آپ کا دشمن) ابتر (بے اولاد) رہے گا۔ اولاد اللہ کی طرف سے والدین کے پاس رکھی گئی ایک امانت ہے اور اس امانت کے متعلق ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا والدین نے ان سے متعلق اپنی ذمہ داریاں سرانجام دیں یا نہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

﴿ قُوٓاْ أَنفُسَكُمۡ وَأَهۡلِيكُمۡ نَارًا ﴾[1]

"ترجمہ: خود اور اور اپنے گھر کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔"

امام رازیؒ اس کی یوں تفسیر کرتے ہیں کہ اس سے مراد کہ اللہ نے جن چیزوں سے تمہیں منع کیا ہے ان سے باز آؤ اور جن چیزوں کا حکم دیا ہے انہیں بجالاؤ۔[2]

اولاد کی تربیت کرکے اسے جہنم کی آگ سے بچانا والدین کا فرض ہے۔ اگر اولاد کی درست تربیت ہو جائے تو والدین کے لئے باعث زیب وزینت اور اگر اولاد کی تربیت میں نقص رہے تو والدین کے لئے باعث ذلت و عار بنے گی۔

بچوں کی تربیت کے منصوبے بنانا اور ان کے مستقبل کے متعلق کوشش کرنا فطری عمل ہے۔ ہر ماں باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی اولاد زندگی میں کامیاب ہو جائے۔ اس کے باوجود والدین اس چیز سے غافل ہوتے ہیں کہ کس طرح وہ اپنی اولاد کو ایک کامیاب فرد بنا سکتے ہیں اس لئے ان کی تربیت میں کہیں کوئی کمی رہ جاتی ہے۔ والدین صرف دنیاوی امور کو کسی حد تک ادراک کر سکتے ہیں اس لئے اکثر و بیشتر والدین دنیاوی کامیابیوں کو ہی "اصل

۱۔ التحریم:۶۶/۶

۲۔ مفاتح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، محمد بن فخر الدین الرازی، ج ۳۰، ص:۴۶

کامیابی" سمجھتے ہیں۔ در حقیقت یہ کامیابی صرف چند وقت لحظوں کی کامیاب ہے۔ اصل کامیابی خوشنودی الٰہی کے ساتھ مشروط ہے دنیا کے ساتھ ساتھ جو اخروی کامیابی کے ساتھ بھی ہمکنار کر دیتی ہے۔ لہٰذا اولاد کی طرح سے تربیت کی جائے کہ وہ دنیا اور آخرت دونوں میں سرخرو ہو جائے۔ اسلام نے بچے کی تربیت کا اہتمام اس کی پیدائش سے قبل سے شروع کرنے کی ہدایت کی ہے سب سے پہلے انتخاب زوج و زوجہ میں احتیاط سے کام لینے کا حکم ہے۔ بچوں کی تربیت میں ایسی نیکوکار اور باحیا بیوی بڑی مددگار ہوتی ہے۔ جو اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہو اور اسے بخوبی انجام دینے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ لہٰذا انتخاب زوجہ کے وقت اس بات کا خیال کرنا چاہیئے کہ منکوحہ باکردار پرہیز گار اور باحیا ہو۔ نیکی کے کاموں میں خاوند کی معاون ہو برے کاموں سے روکے۔

اولاد کا پہلا حق یہ ہے کہ اس کے لئے نیک ماں کا انتخاب کی جائے۔ اور اولاد کے پیدا ہونے سے پہلے اس چیز کا لحاظ کرے کہ اسکی ماں خوبصورت بااخلاق، شریف، باعفت اور اپنے امور میں سلیقہ مند ہو۔ اللہ تعالی نے انہی صفات کو قرآن مجید میں بتا دیا:

﴿ عَسَىٰ رَبُّهُۥٓ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبۡدِلَهُۥٓ أَزۡوَٰجًا خَيۡرًا مِّنكُنَّ مُسۡلِمَٰتٍ مُّؤۡمِنَٰتٍ قَٰنِتَٰتٍ تَٰٓئِبَٰتٍ عَٰبِدَٰتٍ سَٰٓئِحَٰتٍ ثَيِّبَٰتٍ وَأَبۡكَارًا ﴾[1]

ترجمہ: اگر نبی تمہیں طلاق دے دیں تو بعید نہیں کہ اس کا رب تمہارے بدلے اسے تم سے بہتر بیویاں عطا فرما دے جو مسلمان، ایماندار اطاعت گزار، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار اور روزہ رکھنے والیاں ہوں خواہ شوہر دیدہ ہوں یا کنواری۔

تربیت اولاد والدین کا بچوں کے اوپر احسان نہیں بلکہ یہ بچے کا حق ہے جسے اس تک پہنچانا والدین کی ذمے داری ہے۔ اور ان سے اس ذمے داری کے متعلق پوچھا جائے گا۔

صاحب کتاب منہج التربیۃ النبویہ للطفل امام عبد الرزاقؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ہر صاحب رعایا سے اس کی ذمہ داری کے متعلق سوال کریں گے کہ آیا اس نے اللہ کے حکم کو قائم کیا یا ضائع کیا؟ یہاں تک کہ بندہ سے اس کے خانوادہ سے متعلق بھی سوال کیا جائے گا۔[2] کہ کیا اس نے اس بچے کیلئے نیکوکار شریکہ حیات کا انتخاب کیا؟ کیا زوجہ کے ساتھ گزارے لمحات میں ان آداب کا لحاظ کیا جن کے اثرات اولاد پر

۱۔ التحریم:۶۶/۰۶

۲۔ تربیت اولاد کا نبوی انداز اور ان کے ذرین اصول، محمد نور بن عبد الحفیظ سوید، مترجم: لجنۃ المصنفین لاہور، دار القلم لاہور، ص:۶۲

مرتب ہوتے ہیں؟ کیا بچے کی پیدائش پر اس کے کان میں اذان واقامت دیئے؟ کیا اس کے بچپن، لڑکپن اور جوانی میں اسے واجبات کی بر آوری اور محرمات سے اجتناب کی طرف توجہ دلائی؟ کیا اسے اچھی تعلیم و تربیت دی؟ کیا اسے اخلاق و آداب سے آراستہ و پیراستہ کیا؟ لہٰذا والدین کو بچے کی تربیت کے تمام مراحل کو مدنظر رکھا جائے۔ بچے کی پیدائش کے ساتھ اللہ کا شکر ادا کرنا اور صدقہ دینا اہم ہے اللہ رب العزت نے جس نعمت سے نوازا ہے اس پر ہر اس کا شکر گزاری بجالائے۔ اس کے بعد دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔

۱۔ بچوں کو مناسب اور باوقار لباس پہنائیں

ہمارا معاشرہ جس تیزی کے ساتھ دور حاضر کی غیر اخلاقی ملبوسات کو فروغ دے رہا ہے اس سے کوئی گھر محفوظ نہیں ہے۔ بازاروں، شاپینگ مالز، تفریح گاہوں سے لیکر تعلیمی اداروں تک جو ملبوسات آج کل جوان مرد وزن زیب تن کرتے ہیں ان کی کسی بھی طرح تاویل نہیں کی جاسکتی۔ نوجوان بچے بچیاں والدین کے سامنے بلکہ ان کی رضامندی سے بیہودہ ملبوسات نئی روایات اور نئے دور کے فیشن کے نام پر پہنتے ہیں۔

اگر والدین بچپن میں ہی اولاد کی ایسی تربیت کرے کہ اپنی اولاد کو مناسب اور باوقار لباس پہنائے۔ بچوں کی بلوغت سے قبل ہی ان کے پردے کا انتظام کرے تو طلوغت کے بعد اس چیز کی عادت ہو جاتی ہے۔[۱]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی اولاد کے ملبوسات کا خاص خیال رکھا کرتے تھے۔ صحابی رسول حضرت جابر رضی اللہ عنہ ریشمی لباس سے متعلق فرماتے ہیں:

((كُنَّا نَنْزِعُهُ عَنِ الغِلْمَانِ، وَنَتْرُكُهُ عَلَى الجَوَارِي))[۲]

ترجمہ: ہم (ریشمی لباس) اپنے بچوں کے (جسم) سے اتار دیتے تھے اور بچیوں پر رہنے دیتے تھے۔

بیٹا ہو یا بیٹی ہو اس بات کی تلقین کرنی چاہئے کہ وہ اپنی جنس کے لئے بنا ہوا خاص لباس ہی استعمال کرے تاکہ وہ دوسری جنس کے افراد کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے محفوظ رہے۔[۳]

۱۔ اولاد کی ظاہری وباطنی تربیت، کالم نگار مولانا محمد شفیق الرحمن علوی، اردو نیوز، ۱۴ اپریل ۲۰۱۸

۲۔ سنن ابو داؤد، ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی، کتاب اللباس، باب فی لبس الحریر لعذر، رقم ۴۰۵۹، ج ۶، ص ۱۶۷

۳۔ تربیت اولاد کے اسلامی اصول، شیخ محمد جمیل، مترجم حافظ حیات اللہ، دفتر تعاون برائے دعوت وارشاد ریاض، س ن، ص ۵۵

۲۔ محرم و نا محرم کی پہچان کرائیں۔

والدین کے لئے ضروری ہے کہ وہ بلوغت سے قبل اپنے بچوں کو اس چیز کی تعلیم دے کہ کون کون سے رشتے اس کے محارم اور کون کون سے غیر محارم ہیں تاکہ ان کے سامنے انہیں کونسے لباس پہننا ہے اور کونسے لباس نہیں پہننا اس کی پہچان ہو سکے۔

شریعت اسلام نے کچھ رشتوں کے سامنے لباس کے انتخاب کے حوالے سے کسی حد تک رخصت دی ہے۔ قرآن میں ان رشتوں کا ذکر ہوا ہے جن کے سامنے اگر کسی قسم کے فساد کا خوف نہ ہو تو اعضاء ستر کے علاوہ باقی اعضا کا ساتر ہونا واجب نہیں۔ لہذا ان رشتوں کے علاوہ دیگر نا محرموں کے سامنے لباس کا مکمل ساتر ہونا ضروری ہے۔

قرآن کریم اور سنت مطہرہ میں محرم رشتوں کا ذکر درج ذیل کچھ یوں کیا ہے۔

کسی عورت کا محرم صرف وہ افراد ہیں جن سے قرابت داری کی وجہ سے نکاح حرام ہو۔ مثلاً (باپ دادا، بھائی، بیٹا، پوتا، چچا، ماموں، بھتیجا، بھانجا) یا پھر رضاعت کی وجہ سے اس سے نکاح جائز نہ ہو مثلاً رضاعی بھائی، رضاعی باپ یا پھر مصاہرت کی وجہ سے ان سے نکاح حرام ہو جائے جیسے سسر، والدہ کا خاوند، خاوند، خاوند کا بیٹا۔۔۔

۱۔ نسبی محرم: وہ افراد جو عورت کی قرابت داری کی وجہ سے محارم میں شامل ہوتے ہیں ان کی تفصیل سورہ نور میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

﴿ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَٰرِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ ءَابَآئِهِنَّ أَوْ ءَابَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ أَخَوَٰتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُنَّ أَوِ ٱلتَّٰبِعِينَ غَيْرِ أُو۟لِى ٱلْإِرْبَةِ مِنَ ٱلرِّجَالِ أَوِ ٱلطِّفْلِ ٱلَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا۟ عَلَىٰ عَوْرَٰتِ ٱلنِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾[۱]

۱۔ النور: ۳۱/۲۴

ترجمہ: اور مومنہ خواتین سے بھی کہدیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہیں بچائے رکھیں اور اپنی زیبائش (کی جگہوں) کو عیاں نہ کریں سوائے اس کے جو اس میں سے خود عیاں ہو اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رکھیں اور اپنی زیبائش کو عیاں نہ ہونے دیں ماسوائے اپنے شوہروں، آبا، شوہر کے آبا، اپنے بیٹوں، شوہروں کے بیٹوں، اپنے بھائیوں، بھائیوں کے بیٹوں، بہنوں کے بیٹوں، اپنی (ہم صنف) عورتوں، اپنی کنیزوں، ایسے خادموں جو عورت کی خواہش نہ رکھتے ہوں اور ان اطفال کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے آگاہ نہ ہوں، اور مومن عورتوں کو چاہیے کہ (چلتے ہوئے) اپنے قدم زور سے نہ رکھیں کہ جس سے ان کی پوشیدہ زینت واضح ہو جائے اور اے مومنو! سب مل کر اللہ کے حضور توبہ کرو، امید ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤگے۔

۲۔ وہ افراد کو عورت سے رضاعت کی بنا پر محرم ہو جاتے ہیں۔

جس طرح نسبی رشتوں کے سامنے پردہ کرنا ضروری نہیں اسی طرح عورت کو اپنے رضاعی بھائی اور والد سے پردہ کرنا بھی ضروری نہیں ہے۔[1]

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

((يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ))[2]

ترجمہ: جس طرح عورت کے نسبی محرم ہونگے اسی طرح رضاعت کے سبب بھی محرم ہونگے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت جسے صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں نے کچھ الفاظ کے اختلاف کے ساتھ یوں ذکر ہوئی ہے؛

۱۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، سید محمود آلوسی بغدادی، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۲۰۰۸ء، ج۱۸، ص: ۱۴۳

۲۔ سنن نسائی، ابی عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی، تحقیق محمد ناصر الدین البانی، مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع ریاض طبع اولیٰ س ن، رقم ۳۳۰۲، ص: ۵۱۱

میر ارضاعی چچا فلح نے پردے کے حکم کے نزول کے بعد مجھ سے گھر کے اندر آنے کی اجازت مانگی تو میں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اور جب رسول اکرمؐ گھر میں تشریف لائے تو انہیں سارا واقعہ بتا دیا۔ رسول اکرمؐ نے حکم دیا کہ انہیں اپنے پاس آنے کی اجازت دے دو۔ اور صحیح مسلم میں یہ عبارت بھی اضافہ ہے کہ؛

"اس سے پردہ نہ کرو۔ اس لئے کہ رضاعت سے بھی وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو نسب کی وجہ سے ثابت ہے۔"

۳۔ وہ افراد جو مصاہرت کی وجہ سے محرم ہو جاتے ہیں:

مصاہرت کی وجہ سے کچھ افراد سے نکاح حرام ابدی ہو جاتا ہے۔ ان میں مرد کیلئے اپنی ساس، باپ کی بیوی، بیٹے کی بیوی وغیرہ شامل ہیں۔[1]

۲۔ بچوں کی اخلاقی تربیت پر توجہ دیں۔

بچے کی اخلاقی تربیت کی ابتداء ماں کی گود سے شروع ہوتی ہے یوں باپ دادا، دادی کے ہاتھوں پھل پھول کر تناور پیڑ کا روپ دھار لیا ہے۔ اس لئے والدین کو چاہیئے گھر میں ایک اسلامی ماحول پیدا کریں قرآن کی تلاوت، نماز کی ادائیگی، غیر اخلاقی گفتگو سے پرہیز کریں، اس سے بچے کے دل میں دین کی محبت بیٹھ جائے گی اور اسلامی اقدار کا لحاظ کرے گا۔

انہیں اسلامی اصولوں کا ضابطہ بنائیں۔ جب بلوغت کا پہنچے تو انہیں پردے کی تلقین کریں۔ بے پردگی اور آزاد خیال کی ہرگز پذیرائی نہ کرے۔ بلکہ اگر بچی تو جب وہ پردہ کرے تو اس کی تعریف کریں۔ اور اگر بچہ ہے تو عورتوں کی عزت کرنا سکھائیں۔

موجودہ دور ذرائع ابلاغ کا ہے جو ماں باپ سے پہلے بچے کی غلط تربیت کر دیتے ہیں۔ بے حجابی اور بے پردگی تقریباً تمام نیوز، انٹرٹینمنٹ چینلز پر ہوتی ہے۔ اور دور بھی ایسا ہے کوئی گھر ٹی وی سے خالی نہیں ہے۔ ٹی وی گھر کے افراد میں سے ایک لازمی فرد ہے لہٰذا بچوں کو اسلامی تصور لباس سے روشناس کرانے کیلئے مندرجہ ذیل آداب کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے۔

۱۔ شرح منتھی الارادات المسمی دقائق اوالی النھی لشرح المنتھی، شیخ منصور بن یونس البھوتی، عالم الکتب، بیروت، طبع اولی، ۱۹۹۳ء، ج۲، ص: ۶۵۲-۶۵۳

۱۔ باوقار لباس کی اہمیت بیان کرے:

بچے کا دل خالی زمین کی طرح ہوتا ہے جو کچھ اس میں اگاؤ وہی بوسکتے ہیں۔ لہٰذا پردے کی اہمیت اور تلقین اس انداز میں کرے کہ وہ اس سے متاثر ہو۔ مغربی ملبوسات کے بھیانک نتائج سے انہیں روشناس کرائے کہ کس طرح مغربی معاشرہ بے حجابی اور عریانی کے نتیجے میں مشکلات کا شکار ہے۔ اولاد کے ذہنوں میں حیاء اور غیرت کا پہلو اجاگر کرے۔ خاص کر اپنی بچیوں کے ملبوسات کا خیال رکھیں اور انہیں ہر گز ایسے لباس نہ پہنائیں جس کا اس پر منفی اثر پڑے۔ اس کے صنفی اعضاء کو اچھی طرح ڈھانپ دیں۔

۲۔ دوسرے گھروں میں اجازت لے کر داخل ہو جائے:

والدین اس بات کی طرف خود کو توجہ کرے اور بچوں کو بھی اس کی تربیت دے کہ ایک دوسرے کے گھروں میں بے دھڑک اور بغیر پوچھے اندر نہ جائے۔ بلکہ پہلے دروازے پر دستک دی جائے اور اجازت لی جائے، عین دروازے پر کھڑے ہو کر یا اندر جھانک کر اجازت نہ مانگی جائے بلکہ کچھ فاصلے پر کھڑے ہو کر اجازت مانگنی چاہیئے۔

اسلامی تہذیب و آداب کے رواج سے قبل عرب میں گھروں میں بلا اجازت داخل ہونے کا رواج عام تھا۔

اسلامی تہذیب کے رواج کے ساتھ یہ حکم ہوا کہ:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَدْخُلُوا۟ بُيُوتَ ٱلنَّبِىِّ إِلَّآ أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ ﴾[۱]

ترجمہ: اے ایمان والو نبیؐ کے گھروں میں بغیر اجازت داخل نہ ہوں۔

اسی طرح آگے فرماتا ہے۔ ﴿ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَـٰعًا فَسْـَٔلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ ﴾[۲]

ترجمہ: جب تم نے ازواج نبیؐ سے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔

اجازت لینے کا مقصد پردہ داری ہے۔ اور پردہ داری لباس کا مقصد ہے۔ بغیر اجازت کسی کے گھر اچانک گھسنے سے افراد خانہ کے پردہ داری میں خلل آتا ہے اس کے دو نقصانات ہیں: اولاً نگاہ حرام کا مبتلا ہوتا ہے اور ثانیاً اس کم لباسی سے نظر کرنے والے کے دماغ میں گناہ کا تصور پیدا ہوتا ہے۔

۱۔ الاحزاب:۳۳/ ۵۳

۲۔ حوالہ سابق

رسول اکرم ﷺ کا گھرانہ تمام امت کے لئے مشعل راہ ہے اپنی اور اپنی اولاد کی تربیت کے لئے ہمیں اہل بیت نبی اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہا کی سیرت عملی کا نفاذ گھر میں کرنا چاہئے۔

۳۔ اولاد کے ساتھ بے تکلف رہے:

والدین کی اہم ذمہ داری یہ بھی ہے کہ اولاد کو سچ اور حق کی تلقین کرے اور جھوٹ سے پرہیز کی عادت ڈالیں۔ بچوں کے ساتھ وقت گزاریں اور انہیں پیار دیں۔ ان سے اس حد تک بے تکلف رہیں کہ وہ کوئی بات نہ چھپائے۔ بچے والدین کو اپنا رفیق اور خیر خواہ سمجھے تو کوئی بات نہیں چھپاتا۔ رسول اکرمؐ کبھی ابن عباس کے ساتھ اور کبھی جناب جعفر کے بچوں کے ساتھ وقت گزارتے تھے کبھی ان کے ساتھ مصاحبت کرتے تھے تاکہ بچے بڑوں سے مانوس ہو جائے اور ان سے سیکھ لے۔[۱] لیکن اگر والدین بچوں کو وقت نہ دے بچے اور والدین کے درمیان ہم آہنگی نہ ہو، یا بچے کو ڈانٹ ڈپٹ کرے تو وہ کوئی بات شئیر نہیں کرے گا۔ بے جا سختی اور پابندی بچے کے اندر بغاوت کا عنصر پیدا کرتی ہے۔ اس کا مقائسہ کسی بھی دوسرے بچے سے ہر گز نہ کرے کیونکہ ہر بچہ مختلف ذہنی استعداد اور صلاحیت کا مالک ہوتا ہے۔ اگر کسی بچے کے ساتھ موازنہ کر کے ڈانٹ دیا جائے تو وہ احساس کمتری کا شکار ہو جائے گا۔ لیکن دور حاضر کا المیہ یہ ہے کہ والدین خود مصروف ہونے کی وجہ سے بچوں کے ساتھ وقت نہیں گزارتے جس کے نتیجے میں بچے ٹی وی، لیپ ٹاپ، اور موبائل کی زیر تربیت چلے جاتے ہیں۔ اگر بچہ کسی بھی وقت موبائل، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے ہاتھوں یرغمال ہو جائے اس کے خطرناک نتائج یقینی ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق انٹرنیٹ پر تقریباً ۳۵ کروڑ ویب سائیٹس موجود ہیں ان میں سے صرف ۲ فیصد فحش مواد پر مشتمل ہیں یعنی ۷۰ لاکھ فحش مواد پر مشتمل ویب سائیٹس ہیں اور ہر تیسرے منٹ میں ایک نئی ویب سائیٹس وجود میں آتی ہے۔ لیکن اصل حساس بات یہ ہے کہ انٹرنیٹ صارفین میں سے نوے فیصد صارفین ان ۲ فیصد ویب سائیٹس پر وزٹ کرتے ہیں۔[۲]

اکثر ماہرین نفسیات کہتے ہیں جو لوگ بھٹکے ہوئے ہیں۔ اور غیر اخلاقی سرگرمیوں کی لت لگی ہوئی ہے اگر ان کی تنہائی ختم کی جائے تو وہ دوبارہ معاشرہ کا کامیاب رکن بن سکتا ہے۔

۱۔ التربیۃ النبویۃ للطفل، محمد نور بن عبد الحفیظ سوید، ادار کثیر بیروت، طبع ثالثۃ، ۱۴۲۱ھ، ص: ۱۲۶

۲۔ تعلم اسلام، جدید ٹیکنالوجی کے ہمارے معاشرے پر اثرات، عثمان صفدر، مدیر تعلم اسلام، ۲۵ ستمبر ۲۰۱۷

۵۔ بچوں کو ورزش کی طرف رغبت دلائیں:

والدین کی ایک اہم ذمے داری یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو جسمانی ورزش کی طرف رغبت دلائے۔ آج کا دور ٹیکنالوجی کا ہے اور ٹیکنالوجی نے اتنی ترقی کی ہے کہ بچوں کے ذہنوں پر یہ ٹیکنالوجیز سوار ہیں اور ذہنی طور پر اس قدر مصروف کرتے ہیں کہ انہیں ان چیزوں کی لت لگ جاتی ہے۔ والدین نادانستہ طور پر بچے کو خود ان چیزوں کی طرف ترغیب دلاتے ہیں۔ چھوٹے بچے جب روتے ہیں تو ان کے ہاتھوں میں موبائل پکڑاتے ہیں یا انہیں میوزک سناتے ہیں یا گیم ڈال کر دیتے ہیں بچی اسی سے مانوس ہو جاتا ہے پھر موبائل میوزک کے بغیر چپ ہی نہیں ہوتا۔ پھر انہیں کمپیوٹر اور ویڈیو گیمز یا پھر کارٹون دکھائے جاتے ہیں۔ جس سے ان کی اخلاقی سطح میں مزید گراوٹ آجاتی ہے۔

ہمارے ٹی وی چینلز پر کارٹون بھی دیار غیر کے بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔ ۱۳ اگست ۲۰۱۶ کو پنجاب اسمبلی میں مشہور جاپانی کارٹون "ڈوری مون" پر پابندی کا بل پیش کیا گیا۔ اسلئے کہ یہ بچوں کے ذہن پر منفی اثر مرتب کر رہے ہیں۔[1]

ایک تحقیق کے مطابق بچے اپنا ۴۰ فیصد وقت ٹی وی کیبل، موبائل فونز اور انٹرنیٹ پر گزارتے ہیں۔ ۱۵۰ منٹ موبائل فون کو سننے یا اس پر گیم کھیلنے میں گزارتے ہیں۔[2]

لہٰذا والدین کو چاہیئے کہ بچوں کے لئے ایسے مصروفیات پیدا کریں جو ان کی فکری و جسمانی نشو و نما کا سبب بنے۔

---

1 ۔express tribune, 3 Aug 2016

۲۔ روزنامہ مشرق، پشاور / اسلام آباد، ۲۶ اکتوبر ۲۰۱۸، جدید ٹیکنالوجی کے منفی اثرات، کالم نگار: اعجاز احمد، ص: ۶

خلاصہ:

لباس اور ستر پوشی انسان کی جبلی خواہش اور بنیادی ضابطہ حیات ہے۔ اس سے ستر پوشی، حرارت وبرودت سے محفوظ رہنے کے علاوہ دیگر بہت سارے جسمانی وروحانی فائدے حاصل کر سکتے ہیں۔

اسلام نے بھی لباس کا تصور دیا اور ایک شرعی حدود وقیود معین کیا یعنی لباس ساتر ہونا چاہئے، تشبہ بالجنس الغیر اور تشبہ بالکفار والفاسقین نہیں ہونا چاہئے، لباس شہرت یعنی ایسا لباس جس کی طرف لوگوں کی انگلی اٹھ جائے، سے پرہیز کرنا چاہئے، مردوں کے لئے ذہب وحریر کا نہ ہو اور خواتین کے ملبوسات باریک اور چست نہ ہو کہ جسمانی ساخت، نشیب وفراز عیاں ہو جائے وغیرہ۔ اسی طرح دیگر آداب کا خیال رکھا جائے جیسے صاف ستھرا اور نظیف ولطیف لباس کا انتخاب کیا جائے۔ اپنے معیار کے مطابق لباس پہنے، گندے اور فرسودہ ملبوسات پہننے سے گریز کرے۔ چنانچہ رسالتمآب نے گندے کپڑوں میں شخص سے اظہار ناراحتی کیا ہے۔

اب پاکستانی ذرائع ابلاغ (الیکٹرانک میڈیا) میں جو ملبوسات استعمال ہو رہے ہیں کیا یہ ملبوسات اسلامی اصولوں اور رواجوں کے مطابق ہیں یا نہیں؟

پاکستانی الیکٹرانک میڈیا کے کل ۸۹ لائسنس یافتہ ٹی وی چینلز میں سے ۸ چینلز جو کل آبادی کا ۱۱٪ بنتا ہے، کا انتخاب کر کے ان میں نشر ہونے والے پروگرامز مارننگ شوز، نائٹ شوز، رئیلٹی شوز، ڈرامے، اشتہارات وغیرہ کے بغور مشاہدوں اور نوجوان طلبا وطالبات کی آراء کے خلاصے سے یہ نتیجہ درک کر لیا کہ پاکستانی ذرائع ابلاغ میں اسلامی لباس کی بجائے غیر اسلامی لباس کا فروغ عروج پر ہے۔ روز بروز نت نئے فیشن متعارف کئے جا رہے ہیں۔ خصوصاً خواتین جن کے لئے اسلام کی طرف سے خصوصی ستر وپردے کے احکامات ہیں، غیر ساتر ملبوسات میں ہر گھر کی زینت بن جاتی ہے۔ ڈراموں اور اشتہارات میں چست اور باریک ملبوسات عام ہوتے ہیں جبکہ شوبز کے پروگراموں میں خواتین نیم عریان سکرینوں پر جلوے دکھاتی ہیں۔

ذرائع ابلاغ جو کہ ہر گھر کا لازمی فرد شمار ہوتا ہے اور ذرائع ابلاغ کا فیصلہ ہی گھر پر آخری فیصلہ تصور کیا جاتا ہے اور جو چیز ٹیلی ویژن پر دکھائی جائے وہ حجت ہوتی ہے۔ ذرائع ابلاغ کے جہاں کچھ مثبت اثرات ہیں جیسے عالمی منظرنامے سے آگاہی، ملکی وغیر ملکی حالات سے باخبر رہنا، اسی طرح کچھ چینلز پر دین ومذہب کی تعلیمات کی اشاعت جیسے مفید اثرات ہیں وہاں اس کے بے شمار منفی اثرات ہیں۔

مغربی قوتیں ہتھیار کی جنگوں سے زیادہ فکری جنگ پر محاذ سجائے بیٹھی ہیں۔ طاغوتی طاقتیں میڈیا کے ذریعے لوگوں کی سوچ اور فکر کو اپنی طرف منتقل کر رہی ہیں۔ ہم اپنے معاشرے میں اس چیز کو بآسانی محسوس کرتے ہیں کہ مغربی طرز فکر کو جدید اور روشن خیالی تصور کیا جاتا ہے جبکہ مشرقی طرز زندگی کو فرسودگی اور کج فکری کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ یہ بات عام مشاہدے میں ہے کہ پاکستانی ڈراموں میں اگر کسی امیر اور ماڈرن لڑکی کو دکھانا مقصد ہو تو جینز شرٹ میں دکھائیں گے اور اگر کسی غریب لڑکی دکھانی ہو تو اس کے سر پر دوپٹہ رکھ کر دکھائیں گے۔

ذرائع ابلاغ نے اس قدر ذہن سازی کی ہے کہ عملی زندگیوں میں بھی اب یہی مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ اگر دوپٹے اور حجاب میں ہو تو قدامت پسند سمجھے جاتے ہیں اور کھلے بالوں کے ساتھ ہو تو جدت پسند سمجھے جاتے ہیں۔ اسی طرح مردوں میں بھی قمیص شلوار میں ملبوس ہوں تو قدامت پسندی جبکہ پینٹ کوٹ میں جدت پسند تصور کئے جاتے ہیں۔ یہ سب ہمارے وہ معاشرتی رویے ہیں جس کی بنیاد ذرائع ابلاغ نے لوگوں کے ذہنوں میں ڈال رکھے ہیں۔ ذرائع ابلاغ کی اس پالیسی سے معاشرے پر عمومی منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ اسلامی اقدار وروایات سے دوری: برصغیر پر مسلمان حکمرانی کی بہت لمبی تاریخ رہی ہے ان میں نیک سیرت اور خدا ترس سلاطین بھی گزرے ہیں انہوں نے برصغیر میں اسلامی اقدار اور روایات کو فروغ دیا اور اپنی اساس کو مضبوط کیا۔ کئی صدیوں پر محیط یہ روایات تب تک ہماری ثقافت اور معاشرے کا حصہ رہیں جب تک ذرائع ابلاغ نے یہاں جنم نہیں لیا۔ جب گھروں ٹیلی ویژن کا بسیرا ہوا تو گزشتہ تین دہائیوں میں یہاں کے مکین اپنی روایات کے دشمن ہو گئے۔

ہم اپنی گذشتہ تاریخ کے صفحات پلٹا دیں تو بے پردگی اور کم لباسی بہت بڑی عیب تصور کی جاتی تھی لیکن اب صورتحال یوں ہے کہ خواتین کا سر پر دوپٹہ رکھنا اور پردہ کرنا عیب تصور کی جاتی ہے۔

۲۔ مغربی ثقافت کا فروغ: جس قدر ذرائع ابلاغ نے ہمیں اپنی ثقافت سے دور کیا ہے اتنا ہی مغربی ثقافت کو ہمارے اندر رچا بسا دیا ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا کہ میڈیا نے اگر کسی امیر اور اونچے گھرانے کی منظر کشی کرنی ہو تو مغربی ملبوسات میں دکھائیں گے جبکہ اگر کسی نچلے گھرانے کی منظر کشی کرنی ہو تو اسے مشرقی ملبوسات دوپٹے، قمیص شلوار میں دکھائیں گے۔ اسی لئے عمومی رویہ یہ ہے کہ ہم مشرقی ثقافت کو اپناتے ہوئے احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہم اپنی جملہ زندگی میں مغربی ثقافت کو داخل کر کے فخر محسوس کرتے ہیں۔ ہیئر کٹ، پینٹ شرٹ، جوتے، شارٹس، ٹائٹس یہاں تک کہ سلام، دعا اور زبان کو بھی انہیں کی طرز میں ادا کرنے کو قابل افتخار سمجھتے ہیں۔

۳۔ فحاشی و بے حیائی کا فروغ: اسلام نے خواتین کو پردہ کرنے کا اور مردوں کو نظریں جھکائے رکھنے کا حکم کسی خاص حکمت کے تحت دیا ہے۔ نظر سائنسی طور پر انسان کے دماغ کو پیغام پہنچاتی پھر دماغ اس پر سوچ بچار کر کے عملی اقدامات کا ارادہ کرتا ہے۔

ذرائع ابلاغ میں جو اخلاق باختگی اور عریانیت دکھائی جاتی ہے وہ آج کل ہر گھر میں دیکھی جاتی ہے۔ کسی بھی چینل پر کسی بھی لمحہ عریانیت اور فحش ملبوسات میں کوئی مواد نشر ہو سکتا ہے۔ اب تو لوگ اس بات کے عادی ہو چکے ہیں اور مورد اعتناء نہیں سمجھتے۔ تنگ اور چست ملبوسات اس قدر دکھائے گئے کہ آج کوئی تعلیمی ادارہ، مارکیٹ، ہسپتال وغیرہ عورتوں کے ٹائٹس یا نیم عریان ملبوسات زیب تن کرنے سے محفوظ نہیں ہیں۔

۴۔ اخلاقی اقدار کا انحطاط: ذرائع ابلاغ میں دکھائے جانے والے مواد خصوصاً ڈراموں اور مارننگ شوز میں جو ملبوسات کی نمائش ہوتی ہیں اس سے معاشرے پر اس قدر گہرا اثر پڑتا ہے کہ تمام اخلاقی حدیں پار ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر جنسی غریضے بھی رکھے ہیں اور ان کے روک تھام کے لئے انسان کو ہدایات بھی دی ہیں کہ غیر اخلاقی مواد کا مناظرہ کرنے اور نا محرم کی طرف نگاہ کرنے سے اجتناب کیا جائے کیونکہ اس نگاہ کے نتیجے میں اس کے جنسی غرائض جنبش میں آتی ہیں اور غیر اخلاقی افعال کا مرتکب ہو سکتا ہے۔

اب پاکستانی ذرائع ابلاغ میں جو فحش مواد دکھائے جاتے ہیں اس سے معاشرے میں اخلاقی سرحدیں محفوظ نہیں رہتیں۔ نوجوان کچھ حالات میں وحشی پن کے بھی شکار ہوتے ہیں پھر کوئی واقعہ قصور (زینب کا واقعہ) جیسے ہولناک واقعات رونما ہوتے ہیں۔

لہذا اب اس بات کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ ان کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات کئے جاسکتے ہیں؟

اس کے لئے سب سے پہلے ہمیں قرآن اور سنت مطہرہ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے۔ قرآن مجید میں ملبوسات کے معیار کا ذکر کچھ اس طرح سے ہوتا ہے کہ:

> "کہہ دیجئے مؤمنہ عورتوں سے کہ وہ اپنی نگاہیں جھکائے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو بچائے رکھیں اور اپنی زینت (کی جگہوں) کو عیاں نہ کرے مگر اس کے جو ان میں سے خود ظاہر ہو اور اپنے سینے پر چادر ڈالے رکھیں اور زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں"[1]

۱۔ النور ۲۴/ ۳۱

اسی طرح دوسری آیت میں ہے:

"کہہ دیجئے مومن مردوں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔"[۱]

ان آیات کی سے واضح ہے کہ لباس کا معیار ستر اور پردہ داری ہے۔ لہذا ذرائع ابلاغ پر دکھائے جانے والے ملبوسات کو ایسا ہونا چاہئے جو مکمل ساتر اور اسلامی اصولوں کے مطابق ہو۔

احادیث شریفہ میں بھی لباس کے لئے بہت سارے معیارات ذکر ہوئے ہیں جن کا تفصیلی تذکرہ مقالہ ہذا باب اول کے فصل دوم میں کیا گیا ہے۔

ان آیات اور احادیث کو عملی نفاذ کے ذریعے معاشرے میں ہونے والی خرابیوں کا ازالہ کیا جاسکتا ہے۔

دوسرا حل اس کا یہ ہے کہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہونے والی خرابیوں کو ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہی درست کیا جاسکتا ہے۔ ذرائع ابلاغ پر مثبت انداز میں ملبوسات کے استعمال کو فروغ دیا جائے تو معاشرتی خرابیوں کا ازالہ ممکن ہے۔

پاکستان میں نشر ہونے والے کچھ چینلز ایسے ہیں جن پر اسلامی لباس کا اہتمام کیا جاتا ہے جن میں کیو ٹی وی، سچ نیوز، پیغام ٹی وی، ہادی ٹی وی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ان چینلز پر باپردہ خواتین پروگرامز، نیوز کاسٹینگ اور شوز کرتی ہیں اور یہ باقی دیگر چینلز کے لئے رول ماڈل ہیں۔

اس کا تیسرا حل یہ ہے کہ دستور پاکستان میں کسی بھی قسم کی فحاشی، عریانیت، غیر اخلاقی مواد اور نظریہ پاکستان (لا الہ الا اللہ) سے متصادم کوئی مواد نشر و اشاعت کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح پیمرا کے قوانین میں بھی غیر اخلاقی، فحش لٹریچر، اشتہارات اور پروگرامز کے نشر و اشاعت پر پابندی ہے۔ لیکن ان کا کہیں عملدرآمد نظر نہیں آتا۔ اگر آئین پاکستان اور پیمرا کے قوانین کو نافذ العمل کیا جائے تو خرابیوں کا کافی حد تک ازالہ ممکن ہے۔

چوتھا اور آخری حل یہ ہے کہ والدین اپنی اولاد کی تربیت پر خاص توجہ دے۔ انہیں ٹیلی ویژن کے رحم و کرم پر نہ چھوڑا جائے۔ انہیں لباس کے معاملے میں خصوصی تربیت دیں۔ اسلامی زرین اصولوں سے آگاہ کریں۔ انہیں پردہ داری اور خوش لباسی سکھائیں۔ ذرائع ابلاغ پر دکھائے جانے والے مغربی طرز لباس کی

۱۔ النور ۲۴/۳۰

حوصلہ شکنی کریں تو اولاد کے ذہنوں میں مناسب اور شائستہ لباس کی اہمیت بڑھ جائے گی یوں ذرائع ابلاغ کا تاثر کم ہو گا۔

وطن عزیز پاکستان میں میڈیا پر جو ملبوسات استعمال ہو رہے ہیں اس پر حکومت، علماء کرام، اسلامی اسکالرز کو خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اگر میڈیا کو اسی رفتار کے ساتھ شتر بے مہار کی طرح چھوڑ کے رکھا جائے تو آنے والی نسلیں اسلامی اقدار سے بالکل نابلد رہیں گی۔

نتائج:

اللہ رب العزت نے انسان کو صاحب عزت بنایا اور اسے اپنے جسم کو چھپانے، زیب و زینت اور حرارت و برودت سے بچنے کے لیے پوشاک عطا کیا۔ اور اسی پوشاک کو نعمت سے بھی تعبیر فرمائی۔

۱. لباس فطرت انسانی کا حصہ ہونے کے ساتھ ساتھ اسلام نے بھی کچھ حدود و قیود وضع کیئے۔ تاکہ کسی قسم کے منفی اثرات سے محفوظ رہ سکے۔

۲. گذشتہ تین صدیوں سے پاکستان میں ذرائع ابلاغ نے ایک انقلاب برپا کی ہے۔ لوگوں کے رہن سہن کے اطوار بدل دئے ہیں۔ ذرائع ابلاغ نے بزرگ و کوچک مرد و زن سبھی کی سوچ تبدیل کر دی ہے۔

۳. پاکستانی معاشرے پر ذرائع ابلاغ کا سب سے گہرا اثر مغربی ثقافت کی ترویج کی صورت میں ہوا ہے۔

۴. ذرائع ابلاغ نے ہماری اپنی ثقافت کو کمزور کر کے مغربی ثقافت کو زیادہ خوشنما بنا کر پیش کیا کہ لوگ جلد اپنے اندر مغربی ثقافت کو جذب کرنے لگا۔

۵. ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہونے والے مغربی یلغار میں حیا و غیرت ختم ہوگئی۔ جس کے نتیجے میں بے لباسی عریانیت اور فحاشیت نے سر اٹھالیا۔

۶. دوپٹہ و چادر خواتین کے لباس کا حصہ جزولاینفک ہوا کرتی تھی اب صورتحال یہ ہے کہ قمیص شلوار فرسودہ نظام کا حصہ تھیں، دوپٹہ اور چادر سروں سے سرک کر گلے تک پھر گلے سے اب آہستہ آہستہ غائب ہو رہی ہے۔

۷. اکیسویں صدی کے ذرائع ابلاغ نے اخلاقی طور پر لوگوں کو متاثر کیا ہے۔ گذشتہ ادوار میں ڈراموں، مارننگ شوز کے خصوصیات تعلیم، ایمان، نظم وضبط جیسے ہوتے تھے اور پڑھے لکھے طبقے میزبانی کے فرائض سنبھالتے تھے۔ پاکستان ٹیلی ویژن پر طارق عزیز، انور مقصود، افتخار عارف جیسے لوگ قومی لباس میں پروگرام کیا کرتے تھے اور تعلیم، ادب اور آگاہی پر پروگرام کیا کرتے تھے جبکہ اب ایسا نہیں ہے۔

۸. اب صورت حال یہ ہے کہ مذہبی طرز کے پروگرامز جیسے رمضان المبارک کی نشریات ربیع الاول و محرم وغیرہ میں شوبز کے فنکار کو بلائے جاتے ہیں جبکہ یہی فنکار سال بھر مختلف چینلز پر نامناسب ملبوسات میں پروگراموں میں شرکت کرتے رہتے ہیں۔

۹. مشاہدات اور سروے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ذرائع ابلاغ نے ہمارے معاشرے کے اندر ملبوسات میں منفی تبدیلیاں لائی ہے۔ جس کے خطرناک نتائج برآمد ہو رہے ہیں اور اگر تدارک کی طرف توجہ نہ دی تو مزید اس سے برے نتائج نکل سکتے ہیں۔

۱۰. عالمی طاقتیں اب جنگیں اسلحہ کی جگہ میڈیا کے ذریعے لڑ رہے ہیں اسے "میڈیا وار" کہا جاتا ہے۔ اس جنگ میں لوگوں کے جسم پر حملہ کرنے کی بجائے اس کی روح اور سوچ پر حملہ کیا جاتا ہے۔

۱۱. اس جنگ میں متاثر قوم دوسری قوموں سے مرغوب ہو کر ان کے جیسا بننے کے لیے تگ و دو کرتی ہیں۔

۱۲. ایک عام شخص کو اس بات سے زیادہ فرق بھی نہیں پڑتا اس کی اصل وجہ ہمارے میڈیا اس قدر فحاشی دکھاتی ہے کہ یہ روز کا معمول لگتا ہے۔ ہم اس کے مہلک نتائج کو بھی سنجیدگی سے نہیں لیتے۔ پاکستان کے اندر ہونے والے سالانہ ریپ کیسز ز رجسٹرڈ ہوتے ہیں ان کی یہی وجوہات ہیں کہ ٹیلی ویژن پر جوانوں کے جذبات کو ابھارا جاتا ہے کہ لوگ ان جذبات کو ٹھنڈک پہنچانے کے لیے کسی حد تک بھی جاسکتے ہیں۔

۱۳. ان تمام خرابیوں کے تدارک کے لیے ہمیں اسلامی قوانین کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ لباس کی خرابیوں کا سد باب درج ذیل صورتوں میں ممکن ہے۔

۱۴. آئین پاکستان میں موجود اسلامی دفعات کو زندہ کر کے انہیں نافذ کیا جائے۔

۱۵. اسلامی تعلیمات سے بہرہ مند ہو کر ثقافتی یلغار کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

۱۶. قرآن و سنت رسولؐ میں ایسے معیارات اور قوانین مذکور ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر ان چیلنجز سے نمٹا جاسکتا ہے۔

۱۷. حکمران اگر مشرقی و قومی لباس کو ترجیح دے تو عوام پر بھی اس کا اثر مرتب ہو سکتا ہے۔

۱۸. بچوں کی اچھی تربیت کر کے نئ نسل غیر ملکی ثقافت سے محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔ بچوں کی اس طرح سے تربیت کی جائے کہ اسے معلوم ہو کہ کس طرح کا پروگرام دیکھنا ہے کس طرح کا نہیں۔ لیکن دور حاضر میں والدین بچوں کی تربیت سے اس قدر لابلد ہے کہ انہیں خبر نہیں ہوتی کہ ان کے بچے کیا دیکھ رہے ہیں کیا کر رہے ہیں۔ درنتیجہ بچے ملبوسات پہنتے ہیں جو انہیں دکھائے جاتے ہیں۔

۱۹. پیمرا اپنے قواعد و ضوابط کو سخت کرے اور ٹی وی چینلز کو اس بات کا پابند بنائے کہ وہ مہذب اور شائستہ ملبوسات کو یقینی بنائے۔ غیر ملکی ثقافت کی بجائے اسلامی ثقافت کی ترویج کے لیے کردار ادا کرے تاکہ ایک مہذب اور صالح معاشرہ وجود میں آئے۔

سفارشات:

۱۔ اسلامی تصور لباس کو اسلامی نظریاتی کونسل کے اجلاس میں زیر بحث لایا جائے اور ملک میں اس کے نفاذ کے لئے قانونی اقدامات کئے جائیں۔

۲۔ پارلیمنٹ میں ذرائع ابلاغ پر ملبوسات کے حدود و قیود کا بل پاس کیا جائے اور ذرائع ابلاغ کو اسلامی و مشرقی لباس کا پابند کیا جائے۔

۳۔ آئین پاکستان کے ان مندرجات پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے جن میں اسلامی احکام کے متعلق تفصیلات دی گئی ہیں۔

۴۔ پیمرا تمام چینلز کو پابند کرے کہ کسی قسم کی کوئی ایسی نشریات آن ائیر نہ کیا جائے جس میں کیمرے کے سامنے آنے والے افراد غیر اخلاقی ملبوسات میں ملبس ہو۔

۵۔ علماء کرام اور خطباء اپنے خطبات و تقاریر میں پردہ و حجاب کی اہمیت کا درس دیں اور بے پردگی کے نقصانات سے نسل نو کو آگاہ کریں۔

۶۔ تعلیمی اداروں میں لباس کے حوالے سے ضابطہ اخلاق بنایا جائے اور اس پر سختی سے عملدرآمد کیا جائے۔

۷۔ نجی سکولوں میں بالغ بچے اور بچیوں کو مغربی طرز کی یونیفارم پہنانے پر پابندی عائد کی جائے اور ان کو شائستہ اور ساتر وردی پہنانے پر پابند کیا جائے۔

۸۔ والدین اپنے گھروں میں بچوں کی تربیت اس طرح کریں کہ وہ ٹی وی، موبائل اور لیپ ٹاپ پر کم سے کم وقت گزارے۔

۹۔ لباس کے حوالے سے ہمیشہ بچوں کی کڑی نگرانی کریں۔

۱۰۔ حکومت ایسے این جی اوز کی بیخ کنی کرے جو آزادی نسواں کے نام نہاد نعروں کی آڑ میں بھیانک عزائم لے کر کام کر رہے ہیں۔

فهارس

فہرست آیات

آیات مبارکہ	سورہ	سورہ نمبر	آیت نمبر	صفحہ نمبر
﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾	سورۃالبقرۃ	۲	۱۸۷	۶
﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ...﴾	سورۃآل عمران	۳	۱۱۰	۶۳
﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ...﴾	سورۃالانعام	۶	۱۵۱	۶۴
﴿ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا...﴾	سورۃالاعراف	۷	۲۲	۹
﴿ يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا...﴾	سورۃالاعراف	۷	۲۶	۳،۶،۱۴
﴿أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ...﴾	سورۃالاعراف	۷	۱۲	۷۰،۷۷
﴿قَالَ أَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ...﴾	سورۃالاعراف	۷	۱۴	۷۰
﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ...﴾	سورۃالاعراف	۷	۳۲	۱۷،۱۹
﴿ يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ...﴾	سورۃالاعراف	۷	۳۱	۵۰
﴿ يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا﴾	سورۃالاعراف	۷	۲۷	۹
﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ...﴾	سورۃالاعراف	۷	۲۰	۱۷،۷۲
﴿فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ...﴾	سورۃالاعراف	۷	۲۲	۷۲
﴿يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ...﴾	سورۃالاعراف	۷	۲۷	۷۲
﴿ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ...﴾	سورۃالاعراف	۷	۱۲	۷۰،۷۷

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ...﴾	سورۃالتوبہ	۹	۱۱۹	۶۶
﴿وَجَاءُوا عَلَىٰ قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ﴾	سورۃیوسف	۱۲	۱۸	x
﴿وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ...﴾	سورۃیوسف	۱۲	۲۵	xi
﴿قَالَ لَمْ أَكُن لِّأَسْجُدَ لِبَشَرٍ ...﴾	سورۃالحجر	۱۵	۳۳	۷۷
﴿فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ﴾	سورۃالنحل	۱۶	۱۱۲	۶
﴿وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ...﴾	سورۃالنحل	۱۶	۸۱	۱۸
﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ...﴾	سورۃبنی اسرائیل	۱۷	۷۰	۶۵
﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ...﴾	سورۃبنی اسرائیل	۱۷	۳۶	۱۶۵
﴿أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن...﴾	سورۃالکهف	۱۸	۳۱	۴
﴿فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ﴾	سورۃالمومنون	۲۳	۱۴	۷۸
﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ...﴾	سورۃالنور	۲۴	۳۱	۱۶۳،۲۷
﴿قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ ...﴾	سورۃالنور	۲۴	۳۰	۱۶۵،۲۸
﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ ...﴾	سورۃالنور	۲۴	۱۹	۶۴
﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ...﴾	سورۃالنور	۲۴	۳۱	۱۶۳
﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ...﴾	سورۃالفرقان	۲۵	۷۲	۶۷
﴿ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ...﴾	سورۃالاحزاب	۳۳	۳۳	۱۶۸،۳۰

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ...﴾	سورۃالاحزاب	۳۳	۷۰	٦۷
﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ ...﴾	سورۃالاحزاب	۳۳	۵۹	۱۷۱
﴿يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ﴾	سورۃالمؤمن	۴۰	۱۹	۱٦۷
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ...﴾	سورۃالحجرات	۴۹	۱۱	٦۵
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا...﴾	سورۃالحجرات	۴۹	۱۲	٦٦
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ...﴾	سورۃالحجرات	۴۹	۰٦	٦۷،۱۵۸
﴿وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا﴾	سورۃالحجرات	۴۹	۱۳	۹
﴿وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا﴾	سورۃالحجرات	۴۹	۱۲	۷۹
﴿فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ...﴾	سورۃالرحمان	۵۵	۵٦	۱٦۹
﴿ عَسَىٰ رَبُّهُ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُ ...﴾	سورۃالتحریم	٦٦	۰۵	۱۹۰

فہرست احادیث

احادیث شریفہ	منابع	صفحہ نمبر
((اسْتَأْخِرْنَ، فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ))	سنن ابی داؤد	۱۵۳
((أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا ، أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ))	سنن ابی داؤد	۲۹
((اَلْبِسُوا الْبَيَاض فَاِنَّهَا اَطْهَر وَ اَطْيَب---))	جامع المسانید	۲۱،۴۷
((اَلْبِسُوا مِنْ ثِيَابِكُم الْبَيَاض فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُم))	سنن الترمذی	۲۲
((اَلنَّظِيْفُ مِنَ الثِّيَابِ يَذْهَبُ الْهَمَّ وَالْحُزْنَ---))	وسائل الشیعہ	۴۶
((أَمَا كَانَ هَذَا يَجِدُ مَاءً يَغْسِلُ بِهِ ثَوْبَهُ))	سنن ابی داؤد	۲۳
((إِنَّ النَّظْرَةَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَسْمُومٌ---))	المستدرک للصحیحین	۲۹،۱۷۱
((إِنَّ هَذِهِ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا))	صحیح المسلم	۳۹
((إِنَّ الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَت اِسْتَشْرَفَهَا---))	المعجم الکبیر	۱۷۴
((إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الجَمَالَ، وَلَكِنَّ الكِبْرَ مَنْ ---))	سنن الترمذی	۴۸
((إِنَّ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا))	صحیح البخاری	۶۹
((اِيَّاكُمْ وَلِبَاسُ الرُّهْبَان، فَاِنَّهُ مِنْ تَرهُب اَوْ---))	المعجم الاوسط	۳۹
((إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبُ نَظِيْفٌ---))	سنن الترمذی	۲۳
((تَرَى الْمُؤمِنِيْنَ فِىْ تَرَاحُمِهِم تَوَادّهم ---))	صحیح البخاری	۶۹
((ثَلَاثَةٌ لَا تَرَى أَعْيُنُهُمُ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: عَيْنٌ بَكَتْ ---))	المعجم الکبیر	۱۷۰
((زِنَا الْعَيْنُ النَّظرَةُ))	صحیح البخاری	۱۷۱
((صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِّنْ صَلَاتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا ---))	سنن ابی داؤد	۱۶۸،۱۷۳
((فَإِذَا آتَاكَ اللَّهُ مَالًا، فَلْيُرَ عَلَيْكَ أَثَرُ نِعْمَةِ اللَّهِ---))	سنن ابی داؤد	۲۳
((كُلُوا وَاشْرَبُوا، وَالْبَسُوا، وَتَصَدَّقُوا فِى غَيْرِ إِسْرَافٍ---))	صحیح البخاری	۲۱
((كُلُوا وَاشْرَبُوا، وَتَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا، مَا لَمْ ---))	صحیح البخاری	۵۲

((لَعَنَ اللهُ الْمُتَشَبِهِينَ مِنَ الرِّجالِ بالنِّسَاءِ --- وَلَعَنَ ---))	صحیح البخاری	۴۲
((لَعَنَ رَسُولُ الله الرَّجُلَةُ مِّنَ النِّسَآءِ))	سنن ابی داؤد	۴۲
((لَعَنَ اللهُ الْمُتَشَبِهِينَ مِنَ الرِّجالِ بالنِّسَاءِ---))	صحیح البخاری	۵۱
((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ))	سنن ابی داؤد	۳۶،۳۸
((مَنْ قَعَدَ مِنْكُنَّ فِيْ بَيْتِهَا فَإِنَّهَا تُدْرِكُ---))	تفسیر ابن کثیر	۱۷،۴۶۹
((نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ ---))	المعجم الأوسط	۳۴
((وَالَّذِىْ نَفْسِى بِيَدِه تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ))	سنن الترمذی	۶۴
((وَأْمُرِ امْرَأَتَكَ أَنْ تَجْعَلَ تَحْتَهُ ثَوْبًا لَا يَصِفُهَا))	سنن ابی داؤد	۳۲
((يَا أَسْمَاءُ، إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ---))	سنن ابی داؤد	۳۳
((يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى---))	سنن ابی داؤد	۳۰
((يَحْرِمُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يَحْرَمُ مِنَ النَّسَبِ))	سنن النسائی	۱۹۳
((كُنَّا نَنْزِعُهُ عَنِ الغِلْمَانِ، وَنَتْرُكُهُ عَلَى الجَوَارِي))	سنن ابی داؤد	۱۹۱

اعلام

اعلام و شخصیات	تعارف	صفحہ نمبر
ابن جریر طبریؒ	معروف مورخ، مفسر	۲۷،۱۱
ابن عباسؓ	حبر الامت، صحابی رسولؓ	۱۴۹،۱۸،۵
ابن مکتومؓ	صحابی رسولؓ	۱۵۸،۲۴
ابن منظور افریقیؒ	معروف ماہر علم اللغات	۵۰
جابرؓ	صحابی رسولؓ	۲۰
جرہدؓ	صحابی رسولؓ	۲۲
حذیفہ بن یمانؓ	صحابی رسولؓ	۲۵
حمید بن ثور	عرب شاعر	۲
دحیہ بن خلیفہ کلبیؓ	صحابی رسولؓ	۲۷
راغب اصفہانی	معروف ماہر علم اللغات	۵۱،۵
رسول اکرم	حضرت محمد ﷺ	کثیر الاستعمال
سمرہ بن جندبؓ	صحابی رسولؓ	۱۸
سید سلیمان ندویؒ	مورخ، سیرت نگار	۱۷۸
فخر الدین رازیؒ	مفسر قرآن	۱۲،۱۵
مالک بن نضلہ الجشمیؓ	صحابی رسولؓ	۲۰
محمد بن حسن طوسیؒ	محدث فقیہ	۵۹

اماکن

اماکن	صفحہ نمبر
بیلجئیم	۷۵
ترکی	۱۲۳
سپین	۷۵
فرانس	۷۵
کشمیر	۹
گلگت بلتستان	۹

مصادر و مراجع

القرآن الکریم

کتب تفاسیر

التبیان فی تفسیر القرآن، ابی جعفر محمد ابن الحسن طوسی، تحقیق احمد حبیب قصیر العاملی، دار احیاء التراث العربی بیروت، س ن

الجامع احکام القرآن، ابوعبداللہ محمد بن احمد ابو بکر قرطبی، تحقیق دکتور عبداللہ ترکی، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، طبع اولیٰ ۲۰۰۶ء

الجامع البیان عن تاویل آیٔ القرآن، محمد بن جریر طبری، تحقیق دکتور عبداللہ بن عبد المحسن، مکتبہ الھجر قاھرہ، طبع اولی ۱۴۲۲ھ

الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، ابوالقاسم جاراللہ محمود بن عمرو زمخشری، دار الکتاب العربی بیروت، طبع الثالثہ، ۱۴۰۷ھ

الکوثر فی تفسیر القرآن، محسن علی نجفی، مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور، ۲۰۱۶م

تفسیر ابن کثیر، أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر، تحقیق محمد حسین شمس الدین، دار الکتب العلمیۃ بیروت، طبع اولی ۱۴۱۹ھ

تفسیر ابن کثیر، اسماعیل ابن عمر ابن کثیر، تحقیق سامی بن محمد السلامہ، دار الطیبہ ریاض، طبعۃ الاولی ۱۴۱۸ھ

تفسیر المنار، محمد رشید بن علی رضا بن محمد شمس الدین، الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، ط ۱۹۹۰ء

تفسیر آیات الاحکام المسمی شافی العلیل، فخر الدین عبداللہ بن محمد النجری، جامعہ ام القریٰ، طبع ۱۴۰۶ھ

تفسیر جلالین، شیخ جلال الدین محمد بن احمد محلی و جلالی الدین السیوطی، دار الحدیث قاھرہ، طبع الثالثہ ۱۴۲۲ھ

تفسیر در منثور، عبد الرحمن جلال الدین سیوطی، ترجمہ پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، نومبر ۲۰۰۶ء

تفسیر کشاف، محمد بن عمر زمخشری، دار الکتب العربی، ط ۱۹۸۶ء

جامع البیان عن تاویل آی القرآن، ابن جریر طبری، داراحیاء التراث العربی بیروت، طبع اولی ۲۰۰۱ء

رحاب التفسیر، عبد الحمید کشک، المکتب المصری الحدیث س ن

روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، سید محمود آلوسی بغدادی، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۲۰۰۸ء

معارف قرآن، مفتی محمد شفیع، ادارۃ المعارف کراچی، اگست ۲۰۰۵ء

مفاتح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، محمد بن فخر الدین الرازی (امام)، دار الفکر بیروت، طبع اولیٰ ۱۴۰۱ھ

مجمع البیان فی تفسیر القرآن، ابو علی فضل ابن الحسن الطوسی، مؤسسۃ التاریخ العربی بیروت، طبع اولیٰ، ۱۹۹۲ء

کتب احادیث

اصول کافی، محمد بن یعقوب الرازی، الکلینی، چاپ چھارم، تھران، دار الکتب الاسلامیہ، ۱۳۶۵

المستدرک للصحیحین، ابو عبد اللہ حاکم محمد بن عبد اللہ، دار الکتب العلمیہ، طبع اولیٰ، ۱۹۹۰م

المعجم الکبیر، حافظ سلیمان بن احمد الطبرانی، تحقیق عبد المجید السلفی، مکتبۃ السلفیۃ قاہرہ ۲۰۰۸

المنھل العذب المورود شرح سنن ابی داؤد، شیخ محمود محمد خطاب السبکی، المکتبۃ الاسلامیۃ ریاض، س ن

جامع المسانید والسنن، عماد الدین ابی الفدا اسماعیل بن عمر، دار الکتب العلمیہ بیروت، س ن

سنن ابن ماجہ، ابی عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، تحقیق شعیب ارنووط، دار رسالۃ العالمیہ، ط اولیٰ، ۲۰۰۹ء

سنن ابو داود، ابو داود سلیمان بن اشعث، تحقیق شعیب ارنووط، دار الرسالۃ العالمیہ، طبع اولیٰ ۲۰۰۹م

سنن الترمذی، حافظ ابی عیسیٰ محمد بن عیسی الترمذی، دار الغرب الاسلامی، طبع اول ۱۹۹۶ء

سنن نسائی، ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی نسائی، کتاب التطبیق، مکتب المطبوعات الإسلامیۃ حلب، طبع ۲، ۱۹۸۶م

سنن النسائی، ابی عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی، تحقیق محمد ناصر الدین البانی، مکتبۃ المعارف لنشر والتوزیع ریاض طبع اولیٰ س ن

شمائل المحمدیہ، حافظ ابی عیسیٰ محمد بن عیسی الترمذی، دار الحدیث بیروت، طبع ثالثہ ۱۹۸۸

صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، تحقیق محمد بن زھیر، دار الطوق النجاۃ، ط اولی ۱۴۲۲ھ

صحیح المسلم، مسلم بن حجاج نیشاپوری، دار التاصیل بیروت، طبع اولیٰ ۱۴۳۵ھ

کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، علاء الدین علی متقی بن حسام الدین، موسسۃ الرسالۃ، طبع خامسہ ۱۹۸۵م

مشکوۃ المصابیح، محمد بن عبد اللہ التبریزی، تحقیق ناصر محمود انور، ترجمہ محمد صادق خلیل، مکتبہ محمدیہ ساہیوال، ط اول ۲۰۰۵ء

مصنف ابن ابی شیبہ، حافظ ابی بکر عبد اللہ بن محمد ابن ابی شیبہ، الفاروق الحدیثیۃ قاہرہ، طبع اولیٰ ۲۰۰۸ء

وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ، محمد بن حسن حر العاملی، مؤسسۃ اہل البیت لاحیاء التراث، طبعۃ الثانیہ ۱۴۱۴ھ

مسند احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، امام احمد بن حنبل، موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۲۹ھ طبعۃ الثالثہ، ۱۴۲۹ھ

کتب لغات

المفردات فی غریب القرآن، راغب اصفہانی، دار المعرفہ بیروت

المنجد، لوئیس معلوف، مترجم عبد الحفیظ بلیاوی، مکتبہ قدوسیہ لاہور، ۲۰۰۹

فرہنگ تلفظ، شان الحق حقی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

قاموس المحیط، للفیروز آبادی، دار احیاء التراث العربی بیروت

قاموس مترادفات، وارث سرہندی، اردو سائنس بورڈ لاہور، ۲۰۰۱ء

لسان العرب (ابن منظور) دار المعارف قاہرہ، س، ن

لسان العرب، ابن منظور، دار صادر بیروت، طبع اولی، ۲۰۰۰

لغات القرآن، مولانا عبد الرشید نعمانی، مکتبہ حسن سہیل لاہور

مصباح اللغات، عبد الحفیظ بلیاوی، مکتبۃ قدوسیہ لاہور، جولائی ۱۹۹۹ء

معجم مقاییس اللغۃ، ابی الحسین احمد بن فارس، تحقیق عبد السلام ھارون، دار الفکر للطباعۃ، طبع ۱۹۷۹م

دیگر کتب

المحاسن، احمد بن محمد بن خالد، برقی، چاپ دوم، قم، دار الکتب الاسلامیہ، ۱۳۷۱م

احیاء علوم الدین، ابی حامد محمد بن محمد الغزالی، مکتبہ کریاطہ فوترا انڈونیشیا، س ن

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، ترمیم شدہ ۲۸ فروری ۲۰۱۲، قومی اسمبلی پاکستان

اسلامی صحافت، سید عبید السلام زبیی، ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور، اشاعت اول ۱۹۸۸

اقتضاء لصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الجحیم، احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ، تحقیق ناصر عبد الکریم العقل، دار اشبیلیا ریاض، ط دوم، ۱۹۹۸ء

الاستذکار، ابی عمر یوسف ابن عبد اللہ بن عبد البر النمری، دار قتیبہ دمشق، ط اولیٰ ۱۹۹۳ھ

البیان فی مذھب الشافعی، ابو الحسین یحیی ابن ابی الخیر الشافعی، دار المنہاج، طبع اولیٰ ۲۰۰۰ء

التربیۃ النبویۃ للطفل محمد نور ین عبد الحفیظ سوید، ادارہ کثیر بیروت، طبع ثالثۃ، ۱۴۲۱ھ

الداء والدواء، ابن قیم جوزی، دار عالم الفوائد، مجمع الفقہ الاسلامی جدہ، س ن

الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین رد المحتار، محمد امین ابن عابدین ، تحقیق عادل احمد عبد الموجود و علی محمد معوض، دار عالم الکتب ریاض، ۲۰۰۳ء

السنن والآثار فی النھی عن التشبہ بالکفار، سہیل عبد الغفار، دار السلف للنشر والتوزیع ریاض، طبع اولی ۱۹۹۵ء

الشرح الممتنع علی زاد المستقنع، محمد بن صالح العثیمین، دار ابن جوزی، س ن

الطبقات الکبری، محمد بن سعد معروف بابن سعد، دار الکتب العلمیۃ بیروت، طبع اولی، ۱۹۹۰م

المعجم الأوسط للطبراني، سلیمان بن أحمد الطبراني، تحقیق طارق بن عوض اللہ بن محمد، دار الحرمین قاہرہ، ط ۱۴۱۵ھ

الموسوعۃ الفقھیہ، وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیۃ کویت، طبع ثانیۃ، ۱۴۰۸ھ

بھشت اخلاق، مھدی نیلی پور، چاپ پنجم، اصفھان، نشر موسسہ تحقیقاتی حضرت ولی عصر ۱۳۸۸

تحفۃ النساء، مولانا محمد کمال الدین، المیزان ناشران و تاجرانِ کتب لاہور، سن ۲۰۰۷

تربیت اولاد کا نبوی انداز اور ان کے ذرین اصول، محمد نور بن عبد الحفیظ سوید، مترجم: لجنۃ المصنفین لاہور، دار القلم لاہور

تربیت اولاد کے اسلامی اصول، شیخ محمد جمیل، مترجم حافظ حیات اللہ، دفتر تعاون برائے دعوت وارشاد ریاض، س ن

توضیح المسائل، سید علی حسینی سیستانی، طبع ۱۶ء، جامعہ تعلیمات اسلامی کراچی، مئی ۲۰۰۵

ٹی وی معاشرے کا کینسر، ابو الحسن مبشر احمد ربانی، جامع مسجد ابو بکر ملتان روڈ لاہور، اشاعت ۱۹۹۷ء

حلیہ المتقین، محمد باقر مجلسی، چاپ اول، انتشارات افشار، ۱۳۶۸

خواتین کا انسائیکلوپیڈیا مع تحفۃ النساء، محمد عظیم حاصلپوری، نظر ثانی شیخ عبد السمیع، دار القدس لاہور، اشاعت ۲۰۰۷ء

رحیق المختوم، مترجم صفی الرحمن مبارکپوری، مکتبہ السلفیہ لاہور، محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

شخصیت اور مزاج پر رنگوں کے اثرات، عامر صادق، روزنامہ دنیا لاہور، ۱۸ اپریل ۲۰۱۵

شرح منتھی الارادت المسمی دقائق اوالی النھی لشرح المنتھی، شیخ منصور بن یونس البھوتی، عالم الکتب، بیروت، طبع اولی، ۱۹۹۳ء

صحافت اور اس کی اخلاقی اقدار، مریم خنساء، مشربہ علم وحکمت لاہور، اشاعت اول ۱۴۲۷ھ

صحیفہ مع الرسول فی حجۃ الوداع، عطیہ محمد سالم، دار التراث الاولیٰ، طبع اولیٰ ۱۹۸۸

ضیاء النبی، محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور، طبع اول ۱۴۱۸ھ

عودۃ الحجاب، محمد احمد اسماعیل المقدم، دار القمۃ، طبعۃ الثانیہ ۲۰۰۴م

عورت کا لباس، ام عبد منیب، مشربہ علم وحکمت لاہور، شوال ۱۴۲۸ھ

عیون الاخبار الرضا، محمد بن علی بابویہ المعروف شیخ صدوق، حمید رضا متقید، علی اکبر غفاری، در الکتب الاسلامیہ تھران، ۱۳۶۵

فتاویٰ نور علی الدرب، عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز، موسسہ شیخ عبد العزیز بن باز س ن

قرآن اور مسلمانوں کے زندہ مسائل، ڈاکٹر برہان احمد فاروقی، علم وعرفان پبلشرز، لاہور طبع اول ۱۹۹۹ء

قرآنی فلسفہ تبلیغ، ڈاکٹر طاہر القادری، منہاج القرآن پبلکیشنز، اشاعت چہارم، ستمبر ۲۰۰۷

کتاب المجموع شرح المھذب للشیرازی، ابی زکریا محی الدین بن شرف النووی، مکتبۃ الارشاد جدہ س ن

لباس الرسول والصحابۃ والصحابیات، ابو طلحہ محمد یونس بن عبد الستار، مطبع الوحید مکہ مکرمہ، طبع اولی، ۱۴۲۷ھ

لباس الرسول وصحابۃ والصحابیات اجمعین، ابو طلحہ محمد بن یونس، مطابع الوحید مکہ مکرمہ، طبع اولیٰ ۱۴۲۴ھ

لباس کے اسلامی آداب اور اس کے مسائل، مفتی محمد سلمان، جامعہ انوار العلوم شاد باغ کراچی س ن

لباس، ستر، حجاب اور زینت ونمائش، ڈاکٹر طارق ہمایوں شیخ، فہم قرآن انسٹیٹیوٹ، جنوری ۲۰۱۰ء

مجمع البحرین فی زوائد المعجمین، نور الدین الھیثمی، تحقیق عبد القدوس بن محمد نذیر، مکتبۃ الرشید ریاض، ط اولی ۱۹۹۲م

مکارم الاخلاق، رضی الدین طبرسی، محسن کاظمی، چاپ اول، انتشارات میم، ۱۳۸۹

مکارم الاخلاق، رضی الدین طبرسی، تعلیق محسن کاظمی، طبع اول، ۱۳۸۹ھ

منھاج القاصدین، احمد بن عبد الرحمن بن قدامہ، تحقیق شعیب ارنووط، مکتبہ دار البیان، بیروت، ۱۳۹۸

مومنات کا پردہ اور لباس، ابن تیمیہ مترجم مقصود الحسن فیضی، دار الابلاغ پبلشرز لاہور

نساء حول الرسول ﷺ، احمد الجدع، دار البشیر للثقافۃ والعلوم مصر، طبع الثانیہ، ۱۹۹۳ء

اردو مضامین

اولاد کی ظاہری و باطنی تربیت، کالم نگار مولانا محمد شفیق الرحمن علوی، اردو نیوز، ۱۴ اپریل ۲۰۱۸

ایڈیٹر کی ڈاک (اداریہ)، مسفرہ سعید، نوائے وقت ۱۱ دسمبر ۲۰۱۸

پاکستانی ثقافت پر مغربی ثقافت کی فکری یلغار، عائشہ بابر، ماہنامہ دختران اسلام، مئی ۲۰۱۸، ماڈل ٹاون لاہور

پاکستانی ثقافت یا فحاشی کا عروج (آرٹیکل)، اقصیٰ عدنان شیخ، ایکسپریس نیوز ویب ڈیسک

تہذیب جدید اور اسلامی معاشرہ (آرٹیکل)، مولانا توحید عالم قاسمی، ماہنامہ دار العلوم، مئی-جون ۲۰۱۷، شمارہ ۵-۶

جدید ٹیکنالوجی کے منفی اثرات (آرٹیکل)، اعجاز احمد، روزنامہ مشرق، پشاور / اسلام آباد، ۲۶ اکتوبر ۲۰۱۸

حجاب ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں (کالم)، قرعہ افصل، سماجی مضامین، اردو پوائنٹ، ۱۰ اپریل ۲۰۱۹

روشن خیالی کے نام پر فیشن یا فحاشی، (آرٹیکل)، سردار، یواین، این پاکستان ڈاٹ کام، ۶ جولائی ۲۰۱۴

سوشل میڈیا اور ہمارا معاشرہ (آرٹیکل)، محمد ناصر اقبال: ۲۴ فروری ۲۰۱۸ نوائے وقت

سوشل میڈیا اور ہمارا معاشرہ (آرٹیکل)، محمد ناصر اقبال، روزنامہ نوائے وقت، ۲۴ فروری ۲۰۱۸

فقہ النساء: تقویٰ بہترین لباس ہے، لبنیٰ مشتاق، ماہنامہ دختران اسلام لاہور مدیر: قرۃ العین فاطمہ، اکتوبر ۲۰۱۸

قانون سراب کی مانند (آرٹیکل)، زبیر رحمٰن، ایکسپریس نیوز ڈیسک، ۲۰ ستمبر ۲۰۱۳

لڑکیوں پر ڈھائے جانے والے ظلم وستم کا ذمہ دار کون؟ (آرٹیکل)، سید تقی عباس رضوی دہلی، ہماری ویب ڈاٹ کام، ۶ نومبر ۲۰۱۲

مسلم معاشرہ برائیوں کی دلدل میں... ذمہ دار کون؟ (آرٹیکل)، سید فاروق احمد، بصیرت آنلائن ڈاٹ کام، ۲۸ ستمبر ۲۰۱۶

نئی نسل کو میڈیا کے اثرات سے بچایئے، (آرٹیکل) روزنامہ جسارت، ڈاکٹر سیما سعید، ۱۴ نومبر ۲۰۱۷

انگریزی کتب و مضامین

Countries with lowest and highest divorce rates (Article), Adoor, India Today web disk New delhi ,

Daily Herald of London, 14 aug 1924

Express tribune, 3 Aug 2016

Express tribune, report Rizwan Ghilani, July18, 2019, Thursday,

Pakistan tops list of most porn-searching countries; GOOGLE, The Express Tribune Web Desk, January 18, 2015

Pornography made my living hell worse (2016), Interview, edition cnn com, Elizabeth smart, August 20, 2016 ,

PRIME TIME: MORNING SICKNESS (Article), Maliha rehman, DAWN Web Desk, January 27, 2019, News 1460111

The express tribune, 9 march 2019, Karachi, Lahore, Islamabad edition

The new encyclopedia Britania, Chicago, 1986